وانہ لتذکرۃ للمتقین
تذکرۃ المحمدین
www.KitaboSunnat.com
ان ۲۸ جلیل القدر علمائے اہلحدیث کے
حالاتِ زندگی اور دینی و علمی خدمات کا تذکرہ جن کے
اسمائے گرامی کا آغاز لفظ "محمد" سے ہوتا ہے
تالیف
عبدالرشید عراقی
مکتبہ ثنائیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَاذْكُرُوا اٰلَاءَ اللّٰهِ

تذکرۃ المحمدّیین

ان ۲۸ جلیل القدر علمائے اہل حدیث کے حالات زندگی اور دینی وعلمی خدمات کا تذکرہ جن کا اسم گرامی ''محمد'' ہے۔

مؤلف: عبدالرشید عراقی

ناشر

مکتبہ ثنائیہ۔ بلاک نمبر ۱۹۔ سرگودھا

0300-6040271

نام کتاب: تذکرۃ المحمدیین

نام مصنف: عبدالرشید عراقی

صفحات: ۱۵۲

کمپوزنگ: علی گرافکس

سن اشاعت: جنوری ۲۰۱۲ء

قیمت:

ناشر

مکتبہ ثنائیہ۔ بلاک نمبر ۱۹۔ سرگودھا

0300-6040271

فہرست

	انتساب		۵
	پیش گفتار از مؤلف		۶
	تقریظ: مولانا بشیر انصاری		۱۳
	مقدمہ۔ ۹۸۶ھ		۱۹
۱	شیخ محمد بن طاہر پٹنی	م ۹۸۶ھ	۲۷
۲	مولانا محمد بن سخاوت علی جون پوری	م ۱۲۷۳ھ	۳۵
۳	مولانا محمد بن شاہ ولی اللہ دہلوی	م ۱۲۸۰ھ	۳۸
۴	مولانا محمد بن عبداللہ غزنویؒ	م ۱۲۹۶ھ	۴۱
۵	مولانا حافظ محمد بن بارک اللہ لکھوی	م ۱۳۱۱ھ	۴۴
۶	مولانا محمد بن احمد ٹونکی	م ۱۳۱۴ھ	۵۰
۷	مولانا محمد بن ہاشم سورتی	م ۱۳۱۵ھ	۵۳
۸	مولانا قاضی محمد بن عبدالعزیز مچھلی شہری	م ۱۳۲۰ھ	۵۶
۹	مولانا محمد بن عبداللہ جونا گڑھی	م ۱۳۲۲ھ	۶۲
۱۰	مولانا محمد بن غلام رسول سورتی	م ۱۳۲۴ھ	۶۴
۱۱	مولانا حافظ محمد (ابوالحسن) سیالکوٹی	م ۱۳۲۵ھ	۶۶
۱۲	مولانا ابو یحییٰ محمد شاہجہان پوری	م ۱۳۳۸ھ	۶۹
۱۳	مولانا محمد بن حسین بن محسن انصاری	م ۱۳۴۴ھ	۷۳
۱۴	مولانا قاضی محمد خانپوری ہزاروی	م ۱۳۴۸ھ	۷۷
۱۵	مولانا ابوالارشاد محمد دبکاوی	م ۱۳۵۰ھ	۸۰

۱۶	مولانا محمد بن ابراہیم جونا گڑھی	م۱۳۶۰ھ	۸۳
۱۷	مولانا محمد بن یوسف سورتی	م۱۳۶۱ھ	۹۷
۱۸	مولانا محمد علوی ہزاروی	م۱۳۶۶ھ	۱۰۹
۱۹	مولانا ابوالقاسم محمد بنارسی	م۱۳۶۹ھ	۱۱۱
۲۰	مولانا محمد کنگن پوری	م۱۴۰۳ھ	۱۱۹
۲۱	مولانا حافظ محمد محدث گوندلویؒ	م۱۴۰۵ھ	۱۲۳
۲۲	حافظ محمد لکھوی بن محی الدین لکھوی	م۱۴۱۵ھ	۱۳۲
۲۳	مولانا حافظ محمد بھٹوی	م۱۴۱۵ھ	۱۳۴
۲۴	پروفیسر محمد بن محمد اسمٰعیل سلفی	م۱۴۲۲ھ	۱۳۶
۲۵	مولانا محمد مدنی	۱۴۲۲ھ	۱۳۹
۲۶	شیخ الاسلام محمد بن حافظ فخر الدین دہلوی		۱۴۲
۲۷	مولانا محمد بن بکنوی		۱۴۵
۲۸	مولانا محمد بن عبداللہ الظاہری		۱۴۷
	کتابیات:		۱۵۱

انتساب

گو میں رہا رہینِ ستم ہائے روزگار
لیکن تیرے خیال سے غافل نہیں رہا

اپنے مخلص دوست
مولانا محمد رمضان یوسف سلفی
کے نام

عبدالرشید عراقی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش گفتار

ہمارے اسلاف ملت اسلامیہ کے درخشندہ ستارے ہیں

تازہ خواہی داشتن گر داغ ہائے سینہ را
گاہے گاہے باز خواں ایں قصہ پارینہ را

ہر قسم کی تعریف کا مستحق رب ذوالجلال ہے جو زمین و آسمان کا مالک اور خالق ہے۔ اور درود وسلام حضرت خاتم النبیین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جنہوں نے دنیا میں حق کا بول بالا کیا:

علمائے اسلام نے محدثین عظام، آئمہ کرام، مفسرین، مورخین، فاتحین، مدرسین، صالحین، مولفین، شعراء اور ادباء وغیرہم پر متعدد کتابیں تصنیف کیں اور ان کے علمی دینی اور ادبی کارناموں کو اجاگر کیا۔

برصغیر پاک وہند کے علمائے اہلحدیث نے اس میدان میں جو قابل قدر خدمات انجام دی ہیں۔ وہ برصغیر کی اسلامی تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔

تذکرہ نگاری میں علمائے اہلحدیث کو ایک خاص امتیاز حاصل رہا ہے کہ انہوں نے علمائے کرام کے حالات زندگی اور ان کی علمی و دینی، تدریسی و تصنیفی، اور قومی وملی اور سیاسی خدمات کا بڑی فراخدالی سے تذکرہ کیا ہے۔

علمائے اہلحدیث میں سب سے پہلے مولانا سید نواب صدیق حسن خان (۱۳۰۷ھ) نے تین کتابیں اتحاف النبلاء (فارسی)، التاج المکلل (عربی)، اور تقصار

جیود الاحرار (فارسی) مرتب فرمائیں۔

اردو میں مولوی ابو یحییٰ امام خان نوشہروی (م ۱۹۶۶ء) نے تراجم علمائے حدیث ہند کے نام سے ایک کتاب لکھی جو ۱۹۳۸ء میں جید برقی پریس دہلی سے شائع ہوئی۔ اس کے بعد اور کئی کتابیں علمائے کرام کے حالات پر مرتب ہوئیں۔ جن کی کچھ تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ مآثر صدیقی (۲ جلد)، مولانا نواب سید علی حسن خان (م ۱۳۵۶ھ)۔
حضرت والا جاہی مولانا سید نواب صدیق حسن خانؒ کے حالات زندگی اور ان کی دینی و علمی اور تصنیفی خدمات کا تذکرہ۔

۲۔ مولانا الطاف حسین حالی (م ۱۳۳۳ھ) نے حیات سعدی، یادگار غالب، اور حیات جاوید (سر سید احمد خان کے سوانح عمری) لکھیں۔

۳۔ مولانا عبدالحلیم شرر لکھنوی (م ۱۹۲۶ء) نے تذکرہ نگاری میں (۲۰) کتابیں لکھیں۔

۴۔ مولانا سید اعجاز احمد سہسوانی (م ۱۳۳۲ھ) نے عربی زبان میں ایک کتاب بنام ''توقیع الفرند فی تذکار ادباء والہند'' ترتیب دی۔ جس میں برصغیر (پاک و ہند) کے ادیبوں کے حالات قلمبند کئے۔

۵۔ مولانا سید اقتدار احمد سہسوانیؒ نے علمائے سہسوان پر ''الیاقوت المرجان فی ذکر علماء سہسوان المعروف'' حیات العلماء تالیف فرمائی۔

۶۔ مولانا شمس الحق عظیم آبادی (م ۱۳۲۹ھ) نے درج ذیل کتابیں علمائے کرام کے حالات پر مرتب فرمائیں۔

۱۔ تذکرۃ النبلاء فی تراجم العلماء (فارسی)

۲۔ تفریح المتذکرین فی ذکر المتاخرین (فارسی)

۳۔ نہایۃ الرسوخ فی معجم الشیوخ (عربی)

۴۔ سیرت الشیخ مولانا عبداللہ جھاؤ میاں (اردو)

۵۔ مولانا رحیم بخش دہلوی (م۱۳۱۴ھ) نے حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے حالات پر حیات ولی اور حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی کے حالات پر حیات عزیزی لکھیں۔

۶۔ مولانا الوالکلام آزاد (م ۱۹۵۸ء) نے مختلف آئمہ کرام کے حالات پر کئی ایک کتابیں تصنیف کیں۔

۷۔ مولوی ابو یحییٰ امام خان نوشہروی (م ۱۹۶۶ء) نے تذکرہ نویسی میں جو کتابیں مرتب کیں۔ان کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔ نقوش ابوالوفا (۲ جلد) (مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ کے حالات زندگی۔

۲۔ تذکرہ مصنفین گوجرانوالہ۔

۳۔ سخنوران ہند

۸۔ مولانا عبدالسلام مبارکپوری (م۱۳۴۲ھ) نے امام بخاری کے حالات زندگی پر ایک بے نظیر کتاب سیرت البخاری مرتب فرمائی۔

۹۔ مولانا عبدالرحیم صادق پوری نے تذکرہ صادقہ المعروف الدرالمنثور فی تراجم علمائے صادق پور تالیف فرمائی جس میں علمائے صادق پور کے حالات زندگی اوران کے مجاہدانہ کارناموں پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

۱۰۔ مولانا عبدالمجید سوہدروی (م ۱۹۵۹ء) اور مولانا محمد داؤد راز دہلوی (م۱۴۰۲ھ) نے شیخ الاسلام مولانا ابوالوفا ثناداللہ امرتسریؒ کے حالات زندگی اوران کی خدمات علمیہ وادبیہ پر بالترتیب سیرت ثنائی اور حیات ثنائی لکھ کر شائع کیں۔

ان کے علاوہ اور بہت سی کتابیں علمائے کرام کے حالات زندگی پر شائع ہوئیں۔ پاکستان میں مورخ اہلحدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ نے تذکرہ نویسی میں جو خدمات انجام دی ہیں۔ وہ تاریخ اہلحدیث کا اک درخشندہ باب ہیں۔ تذکرہ نویسی

کے صنف میں مولانا بھٹی حفظہ اللہ نے جو خدمات انجام دی ہیں۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱) فقہائے ہند (۱۰ جلد)
(۲) برصغیر میں اسلام کے اولین نقوش
(۳) نقوش عظمت رفتہ
(۴) بزم ارجمنداں
(۵) کاروان سلف
(۶) قافلہ حدیث
(۷) قصوری خاندان
(۸) ارمغان حدیث
(۹) برصغیر کے اہل حدیث خدام القرآن
(۱۰) تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری
(۱۱) تذکرہ صوفی محمد عبداللہ وزیر آبادی
(۱۲) میاں عبدالعزیز مالواڑا
(۱۳) میاں فضل حق اور ان کی خدمات
(۱۴) دبستان حدیث
(۱۵) محفل دانشمنداں
(۱۶) آثار ماضی
(۱۷) گلستان حدیث
(۱۸) ہفت اقلیم
(۱۹) تذکرہ شیخ الحدیث مولانا محمد اسمٰعیل سلفیؒ
(۲۰) تذکرہ مولانا غلام رسول آف قلعہ میہاں سنگھ

(۲۱) تذکرہ مولانا احمد الدین گکھڑویؒ

جماعت اہلحدیث کے نامور مورخ اور سوانح نگار مولانا محمد رمضان یوسف سلفی صاحب حفظہ اللہ ایک معروف علمی وادبی شخصیت ہیں، ان کے مضامین جماعت اہلحدیث کے تمام رسائل وجرائد میں شائع ہوتے ہیں۔ تذکرہ نویسی میں ان کو خاص ملکہ حاصل ہے۔ اس صنف میں ان کی تصانیف درج ذیل ہیں۔

۱) اللہ کے چار ولی (مطبوع)

۲) امام عبدالوہاب دہلوی اور ان کا خاندان (مطبوع)

۳) شیخ الاسلام مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسریؒ (زیر طبع)

۴) مولانا محمد اسحاق بھٹی (حیات وخدمات) (مطبوع)

سوانح اور تذکرہ نویسی کے موضوع پر راقم آثم نے درج ذیل کتابیں لکھی ہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ تذکرہ ابوالوفا (شیخ الاسلام مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسریؒ) (مطبوع)

۲۔ تذکرہ بزرگانِ علوی سوہدرہ (مولانا عبدالمجید سوہدروی اور ان کا خاندان (مطبوع)

۳۔ سیرت آئمہ اربعہ (مطبوع)

۴۔ مؤلفین صحاح ستہ اور ان کے علمی کارنامے (مطبوع)

۵۔ امام ابن تیمیہؒ (مطبوع)

۶۔ شاہ ولی اللہ دہلوی (مطبوع)

۷۔ تذکرہ محدث روپڑیؒ (مولانا حافظ عبداللہ محدث روپڑی) (مطبوع)

۸۔ دو روشن ستارے (امام ربانی مجدد الف ثانی ، شیخ عبدالحق محدث دہلوی) (مطبوع)

۹۔ کاروان حدیث (۴۰ محدثین کے حالات زندگی) (مطبوع)

۱۰۔ مولانا ابوالکلام آزاد (شخصیت وخدمات) (مطبوع)

۱۱۔ تذکرہ حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی (مطبوع)
۱۲۔ حیات نذیر (شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلویؒ) (مطبوع)
۱۳۔ تذکرۃ الکرام فی ذکر علماء الاسلام (غیر مطبوع)
۱۴۔ تذکرۃ النبلاء فی تراجم العلماء (مطبوع)
۱۵۔ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم (مطبوع)
۱۶۔ سید سلیمان ندویؒ (مطبوع)
۱۷۔ غزنوی خاندان (مطبوع)
۱۸۔ چالیس علمائے اہلحدیث (مطبوع)
۱۹۔ عظمت ورفعت کے مینار (مطبوع)
۲۰۔ مردم دیدہ (غیر مطبوع)
۲۱۔ امام ابن تیمیہ اور ان کے تلامذہ (مطبوع)
۲۲۔ سیرت عمر بن عبدالعزیز (مطبوع)
۲۳۔ سیرت امام احمد بن حنبلؒ (مطبوع)
۲۴۔ تذکرہ اسلاف (مطبوع)
۲۵۔ ساٹھ علمائے اہلحدیث (غیر مطبوع)
۲۶۔ جامعین حدیث (مطبوع)
۲۷۔ سیرت امام مالکؒ (غیر مطبوع)
۲۸۔ سیرت امام شافعیؒ (غیر مطبوع)
۲۹۔ تذکرہ الشعراء (مطبوع)
۳۰۔ تذکار آزاد (مولانا ابوالکلام) (مطبوع)
۳۱۔ تذکار نواب صدیق حسن خان (مطبوع)
۳۲۔ سیرت امام بخاری (مطبوع)
۳۳۔ سیرت اصحاب عشرہ مبشرہؓ (مطبوع)

۳۴۔ شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانبازؒ (مطبوع)

۳۵۔ میاں محمد جمیل (غیر مطبوع)

۳۶۔ سیرت محدثین صحاح ستہ (غیر مطبوع)

۳۷۔ صد مشاہیر اسلام (غیر مطبوع)

۳۸۔ شیخ الحدیث مولانا محمد یحییٰ گوندلوی (حیات وخدمات) (مطبوع)

۳۹۔ تذکرہ مولانا محمد عبدالرحمان محدث مبارکپوری (غیر مطبوع)

۴۰۔ تذکرہ مولانا حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ (غیر مطبوع)

۴۱۔ پاسبان حدیث (غیر مطبوع)

۴۲۔ سیرت امام ابوحنیفہؒ (غیر مطبوع)

عمل و حرکت کے میدانوں میں علمائے اہلحدیث نے جو دینی، علمی، تصنیفی، تدریسی، تبلیغی، ملی اور سیاسی خدمات انجام دیں اور دے رہے ہیں۔ وہ قابل قدر ہیں۔

''تذکرۃ المحمدیین'' میں ان (۲۸) علمائے اہلحدیث کا تذکرہ اور ان کی تصنیفی خدمات کا تذکرہ کیا گیا ہے جن کا نام افضل الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی پر ہے۔

میں مولانا بشیر انصاری مدیر اعلیٰ ہفت روزہ اہلحدیث لاہور کا بے حد شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس کتاب پر تقریظ لکھی اور راقم آثم اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہے کہ جس نے مجھے یہ کتاب مرتب کرنے کی توفیق دی۔ اور میں صوفی محمد اقبال صاحب کا بھی ممنون ہوں کہ جنہوں نے یہ کتاب اپنے ادارہ سے شائع کر کے راقم آثم کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے

وما توفیقی الّا باللّٰہ العلی العظیم۔

عبدالرشید عراقی

سوہدرہ۔ ضلع گوجرانوالہ ۶۔ جون ۲۰۱۰ء

تقریظ

مولانا بشیر انصاری۔ایم اے

اللہ تعالیٰ کی بہت سی صفات ہیں جن میں ایک یہ بھی ہے کہ وہ ستودہ صفات ہے یعنی اس کی بہت تعریف کی جاتی ہے۔ یا یوں کہیے کہ اس کی تمام صفات نہایت ہی قابل تعریف وتوصیف ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے بندوں کے متعلق یہ قاعدہ ہے کہ جس نے کوئی کارنامہ سرانجام دیا ہو اس کی تعریف کی جاتی ہے۔ اس کے کام کی وجہ سے اس کا نام شہرہ آفاق بن جاتا ہے۔ وہ لوگوں کے نزدیک اپنے کارہائے نمایاں کی وجہ سے قابل توصیف ہوتا ہے۔ البتہ دنیا میں ایک ہستی ایسی ہے کہ اس کے عالم رنگ وبو میں آنے سے پہلے اس کی شہرت وعظمت لوگوں کے دلوں میں جاگزیں ہو چکی تھی۔ سماوی کتابوں میں اس کا ذکر خیر موجود تھا۔ حضرت انبیاء علیہم السلام بھی اپنی اپنی امتوں کے سامنے اس ہستی محترم کا گاہے بگاہے ذکر کرتے رہے، وہ ہستی محتشم ومکرم ہے "محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" اگرچہ پہلی سماوی کتب میں آپ کا نام نامی اسم گرامی احمد آیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗ اَحْمَدُ﴾ (الصف:٦)

اور جب عیسیٰ بن مریم نے کہا کہ اے بنی اسرائیل! میں یقیناً تمہاری طرف فرستادہ رسول ہوں اور اس تورات کی تصدیق کرنے والا ہوں جو مجھ سے پہلے نازل ہوئی اور ایک رسول کی بشارت دینے والا ہوں جو میرے بعد آئے

گا اور اس کا نام ''احمد'' ہوگا۔

لفظ ''احمد'' کے دو معنی ہیں، ایک اپنے پروردگار کی بہت زیادہ حمد کرنے والا، جیسا کہ حدیث پاک میں ہے کہ قیامت کے دن مقام محمود پر فائز ہوتے ہوئے آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی ایسی تعریفات القاء ہوں گی جو قبل ازیں آپ ﷺ کو عطا نہیں کی گئی تھیں۔ گویا آپ احمد الحامدین ہیں۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ وہ شخص جس کی تعریف بندوں میں سب سے زیادہ کی گئی ہو اور محمد ﷺ کے یہی معنی ہیں۔ الغرض یہ دونوں صفات آپ ﷺ کی ذات بابرکات میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے، میرے پانچ نام ہیں۔ میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں، اللہ تعالیٰ میری وجہ سے کفر کو مٹائے گا۔ میں حاشر ہوں، لوگوں کو میرے نقش قدم پر قیامت کے روز جمع کیا جائے گا اور میں عاقب بھی ہوں۔ (صحیح بخاری المناقب: ۳۵۳۲)

امام بخاریؒ نے اس حدیث پر جو عنوان قائم کیا ہے اس میں آپ ﷺ کے دو اسماء گرامی ہی ذکر کئے ہیں، ایک محمد اور دوسرا احمد۔ حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ امام بخاریؒ کا مقصد ان دو مشہور ناموں کی طرف اشارہ کرنا ہے اور ان دونوں میں ''محمد'' زیادہ مشہور ہے۔ جو قرآن کریم میں بار بار آیا ہے۔

﴿ محمد رسول الله والذين معه﴾ (فتح)

﴿ما كان محمد ابا احد من رجالكم ﴾ (احزاب)

﴿وما محمد الا رسول۔۔۔۔﴾ (آل عمران)

یہ بات تاریخی طور پر ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت کے موقع پر آپؐ کی والدہ ماجدہ نے آپؐ کے دادا عبدالمطلب کو پوتے کی خوشخبری بھجوائی۔ وہ خوش وخرم تشریف لائے اور آپؐ کو بیت اللہ میں لے جا کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اس نعمت عظمیٰ پر اس کا شکر ادا کیا اور آپؐ کا نام محمد رکھا۔ چونکہ یہ نام عرب میں معروف نہ تھا اس بنا پر قریش نے اس نام پر تعجب کا اظہار کیا اور کہا آپ نے خاندان کے سب مروجہ

ناموں کو چھوڑ کر یہ نام کیوں رکھا؟ عبدالمطلب نے جب اپنے پوتے کے چہرے کی نقاب کشائی کی تو تمام حاضرین نے بیک زبان ہوکر کہا واقعی اس بچے کا نام محمد ہی ہونا چاہیے۔ حقیقتاً اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کا نام نامی اس قدر خوبصورت اور حسین رکھا ہے کہ نام بولتے وقت ہونٹ خود بخود دو مرتبہ مل جاتے ہیں اور ایک دوسرے کو چوم لیتے ہیں۔ سبحان اللہ

رسول اللہ ﷺ کی صراحت کے مطابق کہ میرے پانچ نام ہیں، اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ ﷺ کے کوئی دوسرے نام نہیں ہیں۔ بلکہ اس کا معنی یہ ہے۔ کہ آپ ﷺ کے مذکورہ پانچ نام ایسے ہیں جو آپؐ سے پہلے کسی نے نہیں رکھے ہیں۔

عرصہ ہوا عرب کے ایک محقق استاد عبدالکریم الخطیب نے اپنے ایک مضمون بعنوان ''مولد محمد ﷺ'' میں لکھا تھا کہ نبی اکرم ﷺ کے آباؤ اجداد اور کسی عربی قریشی فرد کا نام آپ ﷺ سے پہلے ''محمد'' نہ تھا۔ ایک دوسرے عالم الشیخ احمد محمد نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے لکھا کہ علماء سیر وتاریخ نے بالاتفاق لکھا ہے کہ اہل کتاب (یہود ونصاریٰ) کے علماء وراہب نے جب لوگوں کو یہ بتایا کہ نبی آخرالزماں کی آمد کا وقت قریب تر آرہا ہے تو بعض والدین نے اس امید پر کہ شاید ان کا فرزند ہی نبی آخرالزماں بن جائے اپنے بچوں کا نام محمد رکھنا شروع کر دیا تھا۔ مورخین کا اس بات پر تو اتفاق ہے کہ آپ کی ولادت سے قبل محمد نام کے کئی افراد موجود تھے مگر تعداد میں سخت اختلاف ہے۔ بعض کے بقول یہ تین افراد تھے، کسی نے اس کی تعداد چھ بتلائی ہے۔ ایک قول پندرہ کا ہے۔ بعض بیس کہتے ہیں۔ قاضی عیاضؒ نے ''الشفاء'' میں ان کی تعداد چھ لکھی ہے۔ مورخ سہیلی کے مطابق آپ ﷺ کی پیدائش سے پہلے تین افراد کا نام محمد تھا۔ حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں قاضی عیاض اور مورخ سہیلی کی تردید کی ہے اور کہا ہے کہ ان کی تعداد بیس ہے۔ جب کہ اصل نام صرف پندرہ ہیں۔

استاذ عبدالکریم الخطیب نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے لکھا کہ اولین مرتبہ

قریش کے لبوں پہ محمد کا نام آیا اور پہلی مرتبہ ان کے کانوں نے محمد نام سنا۔ حالانکہ عرب میں حمد، محامد، حامد، محمود جیسے کلمات کثیر الاستعمال تھے۔اس کے باوجود انہوں نے کسی بچے کا نام خواہ وہ آزاد تھا یا غلام، محمد نہیں رکھا۔ مجھے یہ تسلیم نہیں کہ آپ کی ولادت سے قبل لوگوں نے محمد نام رکھا تھا۔ قاضی عیاض کی الشفاء میں عبارت اس طرح ہے۔آپ کا نام احمد جس کی بشارت اہل دنیا کو سابقہ کتب سماویہ نے دی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم اور بے پایاں حکمت کی بنا پر کسی کو یہ توفیق نہ دی کہ وہ یہ نام رکھے تاکہ ضعیف الاعتقاد لوگ شک وشبہ میں مبتلا نہ ہوجائیں۔ اسی طرح آپ کا نام محمد بھی عرب وعجم میں کسی نے نہ رکھا۔ تاکہ آپ کی بعثت کے قرب زمانہ پر بعض لوگوں نے اس امید پر کہ شاید ان کا بیٹا ہی نبی آخر الزمان ہو اپنے نومود کا نام محمد رکھنا شروع کردیا اور یہ تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس نے منصب رسالت کس کو عطا کرنا ہے۔ قاضی عیاض اگرچہ بڑے ثقہ اور معتبر سیرت نگار ہیں مگر ان کی عبارت میں تضاد پایا جاتا ہے۔ اس لئے میں نے ان کی بات کو تسلیم نہیں کیا، ایک طرف تو وہ فرماتے ہیں کہ کتب سماویہ نے جس نام کی بشارت دی تھی وہ احمد تھا۔ مگر دوسری طرف وہ کہتے ہیں کہ لوگوں نے اپنے بچوں کا نام محمد رکھنا شروع کردیا تھا۔ یہ تناقض ہے لوگوں کو محمد کی بجائے احمد نام رکھنا چاہیے تھا۔ کیونکہ انہیں اسی نام سے موصوف نبی کی آمد کی خبر دی گئی تھی۔ قاضی عیاض کے علاوہ دیگر ائمہ تاریخ کی بات بھی اس بنا پر نا قابل قبول ہے کہ کتب سماویہ کی بشارت احمد نام سے متعلق تھا۔ اگر عہد جاہلیت میں اہل کتاب کی بشارت کی بنا پر لوگوں کو نام رکھنا تھے تو یہ نام احمد ہونا چاہیے تھا۔ نہ کہ محمد، کیونکہ محمد نام کی بشارت تو دی ہی نہیں گئی۔

قاضی عیاض اور دیگر علماء تاریخ کی بات اس وجہ سے بھی میرے لئے قابل قبول نہیں کہ جن اسماء کا انہوں نے ذکر کیا ہے ان میں کوئی ایک شخص بھی قابل ذکر حیثیت کا حامل نظر نہیں آتا۔اس نام کا نہ کوئی بڑا شاعر، نہ کوئی بڑا فارس، نہ کوئی نامور حکیم یا خطیب اور نہ ہی مشہور معروف کاہن پایا جاتا ہے۔ لہذا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تاریخ

جاہلیت کے یہ نام کیسے محفوظ رہے کہ ہمارے ائمہ کو مل گئے جب کہ عہد جاہلیت کے بہت سے آثار مٹ گئے۔ بہت سے نشانات محو ہو گئے مگر یہ نام کیسے محفوظ رہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ کہانیاں ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ اسم احمد کی حفاظت فرما سکتا ہے کہ اس نام سے عہد جاہلیت میں کوئی موسوم نہ ہو تو اسم محمد کی حفاظت کیوں نہیں فرما سکتا؟ جب کہ قرآن مجید میں محمد نام کئی مرتبہ آیا ہے۔

پھر یہ بات بھی انتہائی قابل غور ہے کہ ان ائمہ تاریخ وسیر نے جس قدر نام گنوائے ہیں ان میں سے ایک بھی قریش میں سے نہیں۔ حالانکہ یہی لوگ عربوں پر مذہبی حکمران تھے۔ بیت الحرام کے محافظ اور بلدالحرام کے مکین تھے اور اہل کتاب کے ساتھ اس تعلق کے علاوہ تجارتی رابطہ بھی ان کا سب سے زیادہ تھا۔ اگر مورخین کی بات درست مان لی جائے تو پھر اس نام (محمد ﷺ) کی بہتات تو قریش میں ہونی چاہیے جب کہ ان میں سے کسی ایک کا نام بھی محمد نہ تھا۔ عہد نبوت کی تاریخ شاہد ہے کہ اس دور کے تمام لوگو خواہ وہ مشرک تھے یا مسلمان، کے نام محفوظ ہیں۔ کیا ان میں سے کسی کا نام محمد مذکور ہے۔ قرآن کریم کے بعد تاریخ کی سب سے بڑی شہادت ہے کہ آپ کے نام سے پہلے محمد نام نہ کسی نے رکھا تھا اور نہ کوئی فرد اس سے موسوم تھا۔ صاحب رحیق المختوم اور قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ مولف رحمۃ للعالمین کے مطابق آپ ﷺ کی ولادت سے پہلے یہ نام معروف نہ تھا۔

حقیقی بات یہ ہے کہ انبیاء ورسل، اللہ تعالیٰ کی عظیم شخصیتیں اور برگزیدہ ہستیاں تھیں۔ ان کے نام رکھنا بھی ان کی یاد کو تازہ کرتا ہے اور باعث خیر و برکت ہے اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ تسمو باسماء الانبیاء'' کہ تم انبیاء والے نام رکھو۔'' (ابوداؤد ۴۹۵۰/۴) بہرحال محمد ﷺ نام انتہائی بابرکت ہے چند صحابہ کرامؓ نے رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں اپنے بچوں کا نام محمد رکھا تھا اور آج بھی اہل ایمان اس نام نامی کو مقدس سمجھتے ہیں اور وہ خوش قسمت ہیں جو برکت کے طور پر اپنی اولاد کے

نام رکھتے ہیں اور یہ نام اس امید پر تجویز کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے بچوں کو رسول اللہ ﷺ کی سیرت وصورت اختیار کرنے کی توفیق دے۔

تذکرۃ المحمدیین دراصل کاروان عمل بالحدیث کے ان اٹھائیس حدی خوانوں کا ذکر خیر ہے، جن کا نام رسول اکرم ﷺ کے اسم گرامی محمد (ﷺ) پر ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ تذکرہ نگاری اسلامی تاریخ کا ایک اہم موضوع ہے اور وہ اخلاف بڑے خوش قسمت ہیں جو اپنے اسلاف کی خدمات سے اپنی تاریخ کو مالا مال کردیتے ہیں۔ ہمارے فاضل دوست مذہبی سکالر اور ممتاز اہل قلم جناب ملک عبدالرشید عراقی جو بیسیوں کتابوں کے مصنف مولف اور معروف تذکرہ نگار ہیں۔ جن کے مضامین ایک عرصہ سے ملک اور بیرونی ممالک کے اہم رسائل وجرائد میں شائع ہورہے ہیں، انہوں نے اس کتاب میں برصغیر کے انہیں علماء اہل حدیث کو ان کی دینی وعلمی، سیاسی وملی، تبلیغی وتدریسی اور تصنیفی خدمات جلیلہ اور سعی جمیلہ پر زبردست خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ یہ امر ان کی نام محمد سے گہری محبت وعقیدت کا مظہر ہے۔ اس خوبصورت کاوش پر ہم عراقی صاحب کو مبارک باد پیش کرتے ہیں اور ان کے علم وعمل اور عمر میں برکت کے لئے دعا گو ہیں۔

آخر میں ایک ضروری امر کی طرف محترم عراقی صاحب کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ انہوں نے تذکرۃ المحمدیین میں حضرت العلام حافظ محمد محدث گوندلوی ؒ کو بھی شامل کیا ہے۔ اگرچہ وہ اسی نام سے معروف ہیں مگر ان کا حقیقی نام محمد اعظم ہے۔ اسی بنا پر ان کے صاحبزادوں کے نام محمود اعظم اور مسعود اعظم ہیں۔ ان کے کئی ایک تلامذہ اپنے نام کے ساتھ اعظمی بھی لکھتے رہے نیز عرصہ پہلے حضرت حافظ صاحب کی جو کتابیں شائع ہوئی ہیں ان پر بھی محمد اعظم تحریر ہے۔

طالب الدعوات

بشیر انصاری مدیر اعلیٰ ہفت روزہ ''اہل حدیث''

۱۰۶ راوی روڈ لاہور......۲۵ مئی ۲۰۱۰ء

مقدمہ

قاضی عیاض مالکی (۵۴۴ھ) کا شمار مالکی مذہب کے اکابر ائمہ کرام میں سے ہوتا ہے۔ فقہ مالکی کے اصول وفروع پر ان کی نظر وسیع تھی تمام علوم وفنون میں ان کو ید طولی حاصل تھا علوم قرآن اور فقہ وخلاف میں ان کو دسترس حاصل تھی۔ علم حدیث سے بڑا شغف اور خاص اشتغال تھا اور اس فن میں مکمل مہارت اور ورک رکھتے تھے۔ ارباب سیر نے ان کو امام حدیث کے لقب سے یاد کیا ہے۔ وہ خالص دینی علوم ہی میں ممتاز نہ تھے۔ بلکہ نحو، کلام عرب، انساب، تاریخ وسیر کے بھی نامور عالم تھے۔ علامہ ابن خلکان نے علوم حدیث کے علاوہ نحو، لغت، کلام عرب انساب، تاریخ وسیر اور ایام ووقائع میں ان کو امام العصر قرار دیا ہے۔ (تاریخ ابن خلکان ۲/۱۱۶)

قاضی عیاض صاحب کمال اور نامور مصنف بھی تھے ان کی تصانیف کمیت و کیفیت دونوں اعتبار سے اہم بلند پایہ اور علم وفن کے ذخیرہ میں بیش قیمت خیال کی جاتی ہیں۔ اس لئے ان کو بڑی شہرت اور اعتبار حاصل ہوا۔ امام شمس الدین ذہبی فرماتے ہیں کہ

قاضی فیاض مالکی کی اہم تصانیف کا چار دانگ عالم میں شہرہ ہے۔ ان کی بدولت مصنف کا نام روشن ہوا۔ اور ان کی دور دور شہرت ہوئی۔ (تذکرۃ الحفاظ ۴/۱۰۰)

قاضی صاحب کی تصانیف میں ان کی کتاب ''شفا'' کو بہت زیادہ شہرت ومقبولیت حاصل ہوئی کتاب کا پورا نام ''کتاب الشفا بتعریف حقوق المصطفی'' ہے ارباب سیر اور علمائے فن نے اس کتاب کی بہت زیادہ تعریف وتوصیف کی ہے صاحب کشف الظنون فرماتے ہیں۔

یہ نہایت بیش قیمت اور مفید کتاب ہے اس سے پہلے ایسی عمدہ کتاب نہیں لکھی

گئی۔ (کشف الظنون ۶۲/۲)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں:

''شفا'' قاضی عیاض کی بڑی اہم، عجیب اور نہایت مقبول کتابوں میں سے ہے۔ بعض شعراء نے اس کی منظوم تعریفیں کی ہیں۔ (بستان المحدثین ص ۱۳۰)

کتاب الشفاء میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر منصب ومقام کو قرآن مجید، حدیث نبوی، اور ائمہ کے اقوال کی روشنی میں واضح کیا گیا ہے۔

یہ کتاب چار حصوں میں ہے اور ہر حصہ کئی ابواب وفصول پر مشتمل ہے اور یہ کتاب بڑی بابرکت سمجھی جاتی ہے۔

امام ذہبی فرماتے ہیں کہ قاضی عیاض نے اس کتاب میں درج روایات میں زیادہ چھان بین اور نقد وتحقیق سے کام نہیں لیا: مولانا ضیاء الدین اصلاحیؒ لکھتے ہیں کہ:

ذہبی کا بیان گوغلو پر مبنی ہے۔ تاہم اس کی صداقت یک گونہ مسلم ہے۔ قاضی عیاض نے احادیث واخبار کے نقد وتحقیق پر پورا دھیان نہیں دیا۔

(تذکرۃ المحدثین ۳۸۶/۲)

مولانا سید نذیر الدین احمد جعفری ہاشمی بناری (م ۱۹۳۴ء) نے کتاب الشفاء کا ترجمہ کیا تھا جو مطبوع ہے۔ (تراجم علمائے حدیث ہند۔ص ۳۵۱)

سنن ابی داؤد میں حضرت ابو وہب جشمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تَسَمُّوا بِاَسْمَاءِ الْاَنْبِيَآءِ۔الخ

یعنی انبیائے کرام کے ناموں پر اپنے نام رکھا کرو۔

انبیائے کرام میں جو سب سے افضل نبی ہیں۔ ان کے نام پر نام رکھنا بھی سب سے افضل ہے۔ کتاب الشفاء از امام قاضی عیاض مالکی میں ہے۔

۱۔ روی عن سریح بن یونس انه قال ان لله ملائکته سیاحین عباد تها علی کل دار فیها احمد اور محمد اکراماً منهم لمحمد ﷺ۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی ایک جماعت مقرر کی ہے۔ جو زمین پر چلتی پھرتی رہتی ہے۔ جس گھر میں احمد یا محمد نام کا کوئی شخص ہو، وہاں خدا کی عبادت میں مشغول ہوجاتے ہیں۔ یہ صرف نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اکرام وادب کے لئے ہے۔(۱/۱۰۴)

۲۔ روی عن جعفر بن محمد عن ابیه اذکان یوم القیامة نادی مناد الالیقم من اسمه محمدا فلیدخل الجنة لکرامة اسمه صلی الله علیه وسلم۔

یعنی قیامت کے دن ایک منادی ندا کرے گا کہ جن جن کا نام محمد ہے وہ کھڑے ہوجائیں اور جنت میں چلے جائیں۔ یہ سب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اکرام کے لئے ہے۔(۱/۱۰۵)

۳۔ عن مالك سمعت اهل مکه یقولون مامن بیت وفیه اسم محمد الانمی ورزقواورزق جیرانهم۔

یعنی حضرت امام مالک رحمۃ اللہ فرماتے ہیں میں نے اہل مکہ سے سنا۔ کہ وہ کہا کرتے تھے کہ جس گھر میں محمد نام کا کوئی شخص ہو، وہ گھر برکت میں رہتا ہے اور انہیں روزیاں دی جاتی ہیں۔ بلکہ ان کے پڑوس کو بھی نوازا جاتا ہے(۱/۱۰۵)

۴۔ عنه صلی الله علیه وسلم ماضرا احدکم ان یکون فی بتیه محمد ومحمد ان وثلاثة

یعنی تم پر کیا حرج ہے کہ اگر تم اپنے ایک بچے کا یا دو تین کا نام محمد رکھو۔ تمہارے گھر میں ایک یا دو تین محمد ہوں۔(۱/۱۰۵)

ان صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذکر جن کا نام نامی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''محمد'' رکھا تھا

۱۔محمد بن جد بن قیس انصاریؓ (فتح مکہ میں حاضر تھے)

۲۔محمد بن ابو بکرؓ ۳۔محمد بن ابو جعفرؓ ۴۔محمد بن طلحہؓ

۵۔محمد بن عمروؓ ۶۔محمد بن حاطبؓ ۷۔محمد بن خطابؓ

(ان کو حضرت عمر بن خطاب نے اپنی دور خلافت میں بہترین حلّے عطا فرمائے تھے)

۸۔محمد بن حمزہؓ (یہ بھی فتح مکہ میں حاضر تھے)

ارباب سیر نے (۱۵) نام بتائے ہیں۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان کا نام ''محمد'' رکھا۔

ان صحابہ کرام کا ذکر خیر جن کا نام ''محمد'' تھا۔

۱۔محمد بن اسودؓ ۲۔محمد بن انسؓ ۳۔محمد بن بدیلؓ

۴۔محمد بن بشرؓ ۵۔محمد بن بشیرؓ ۶۔محمد بن بابرؓ

۷۔محمد بن جاریہؓ ۸۔محمد بن حبیبؓ ۹۔محمد بن ابو حذیفہؓ

۱۰۔محمد بن حزمؓ ۱۱۔محمد بن خلیفہؓ ۱۲۔محمد بن ابی درہؓ

۱۳۔محمد بن ابی سفیانؓ ۱۴۔محمد بن سلیمانؓ ۱۵۔محمد بن صفوانؓ

۱۶۔محمد بن جعفر بن ابو طالبؓ ۱۷۔محمد بن ضمرہؓ ۱۸۔محمد بن طلحہؓ

۱۹۔محمد بن عاصمؓ ۲۰۔محمد بن عبداللہؓ ۲۱۔محمد بن عثمانؓ

۲۲۔محمد بن عدیؓ ۲۳۔محمد بن عقبہؓ ۲۴۔محمد بن عمروؓ

۲۵۔محمد بن عیاضؓ ۲۶۔محمد بن قیسؓ ۲۷۔محمد بن کعبؓ

۲۸۔محمد بن مسلمہؓ ۲۹۔محمد بن ہشامؓ ۳۰۔محمد بن ہلالؓ

ان کے علاوہ اور بھی صحابہ کرام ہیں جن کا نام ''محمد'' تھا۔

عشرہ مبشرہ صحابہ کرام نے بھی اپنے لڑکوں کا نام ''محمد'' رکھا۔

۱) محمد بن ابو بکرؓ

۲)محمد بن علی بن ابی طالبؒ

۳)محمد بن طلحہ بن عبیداللہؓ

۴)محمد بن سعد بن ابی وقاصؒ

ساتھ ان کی کنیت ابوالقاسم تھی۔

امام ابوحنیفہ کے شاگردرشید امام محمد بن حسن

امام محمد بن حسن جن کی مشہور کتاب ''موطاامام محمد'' ہے۔امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد تھے۔ جن کی نسبت علمائے احناف فرماتے ہیں

محمد لما راح ابو حنیفةؒ

یعنی اگر یہ محمد نہ ہوتے تو دنیا میں کوئی بھی ابوحنیفہؒ کو نہ مانتا۔

فقہ حنفی کا مدار انہی امام محمد پر ہے۔

محدثین صحاح ستہ میں ''محمد'' نام کے ائمہ کرام

۱۔ محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ (الجامع الصحیح البخاری کے مصنف)

۲۔ محمد بن یزید ابن ماجہؒ (سنن ابن ماجہ کے مصنف)

۳۔ محمد بن عیسیٰ ترمذیؒ (جامع ترمذی کے مصنف)

تربتہ المحمدیین

سمرقند میں ایک قبرستان ہے جس کا نام تربتہ المحمدیین ہے اس میں وہی شخص دفن کیا جاتا تھا۔جس کا نام ''محمد'' ہوتا تھا۔فقہ حنفی کی مشہور کتاب ''ہدایہ'' کے مصنف کا جب انتقال ہوا تو اہل سمرقند نے انہیں ''تربتہ المحمدیین'' میں دفن ہونے سے روک دیا۔اس لئے کہ ان کا نام ''محمد'' نہیں تھا۔

(۱۴) پشت تک محمد ہی محمد:

۸ویں صدی ہجری تیونس کے ایک بزرگ جن کی کنیت ابوالبرکات اور لقب ام

ایمن تھا۔ کچھ مدت قاہرہ میں بھی ان کا قیام رہا۔ آخر عمر میں مدینہ منورہ چلے گئے۔ اور وہیں ان کا انتقال ہوگیا۔ انکا نام محمد تھا۔ والد کا نام بھی محمد تھا۔ اور دادا کا نام بھی محمد تھا۔ اور۱۴ پشت تک ''محمد'' ہی نام تھا۔

(۲)

تاریخ واخبار کا فن گواسلام سے پہلے موجود تھا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس کی اصلی شان اسلام کے نور سے چمکی ہے۔ مسلمانوں میں اس کا آغاز خود ان کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے مجاہدانہ علمی کارناموں سے ہوا۔

قرن اول سے لے کر اپنے اقبال کے آخری دور تک مسلمانوں نے اپنی ہر صدی کے ممتاز اکابر رجال کے سیر و اخبار کا ایسا دفتر چھوڑا کہ قومیں ان کی مثال سے عاجز ہیں۔ برصغیر (پاک وہند) میں علمائے کرام کے حالات زندگی پر کچھ علماء نے سوانحی تذکرے مرتب کیئے مثلاً:

ملا عبدالقادر بدرایونی نے منتخب التوارخ مرتب فرمائی۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ''اخبار الاخیار'' کے نام سے علمائے کرام کے حالات قلمبند کیئے۔ علامہ آزاد بلگرامی نے 'مآثر الکرام' کے نام سے ایک کتاب مرتب کی ان کے بعد دو اور نامور ہستیاں برصغیر میں جلوہ گر ہوئیں جنھوں نے برصغیر کے علمائے کرام پر بلند پایہ کتابیں تصنیف کیں۔ اور وہ ہیں مولانا عبدالحی فرنگی محلی اور مولانا سید نواب صدیق حسن خاں رحمہم اللہ اجمعین۔

مولانا عبدالحی نے طرب الاماثل کے نام سے کتاب لکھی اور مولانا سید نواب صدیق حسن خاں نے اتحاف النبلاء، ابجد العلوم، تاج المکلل اور تقصار جیود الاحرار کے نام سے کتابیں لکھیں۔ اور ان کے بعد مولانا حکیم سید عبدالحی الحسنی کا نام آتا ہے۔ جنھوں نے نزہۃ الخواطر کے نام سے ۸ جلدوں میں ایک عظیم الشان کتاب مرتب فرمائی جس میں پہلی صدی ہجری سے لے کر ۱۴ ویں صدی ہجری تک کے ساڑھے چار ہزار

علمائے کرام کے حالات لکھے۔

سوانح حیات ادب کی وہ صنف ہے جو کسی خاص فرد کی زندگی کا عکس پیدائش سے موت تک پیش کرتی ہے۔ اور اس کی تمام تر کامیابیوں اور ناکامیوں نیز اس کی زندگی کے اہم واقعات اور نفسیاتی کیفیات دلچسپ انداز میں اجاگر کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی زندگی کے حالات، واقعات، عبادات، معمولات، تصنیفات وتا ‌ ‌ بات بلاشبہ علم وعمل کی روح، دنیا وآخرت کا سرمایہ، خلوتوں کے رفیق، غم زدوں کے رفیق اور زندگی کی تاریک راہوں کا قندیل ہیں۔ اور یہ بھی ایک سچی حقیقت ہے۔ بقول مفکر کہ:

> ''جو قوم اپنے اسلاف کی تاریخ فراموش کر دیتی ہے وہ پستی کی انتہا میں پہنچ جاتی ہے۔''

یہی وجہ ہے کہ ہر دور اور ہر زمانہ میں اصحاب فکر ونظر اور ارباب بصیرت نے ماضی کے اعاظم رجال اور اساطین علم وفن کے حالات زندگی اور ان کے علمی، دینی اور ملی وقومی کارناموں کو حیطہ تحریر میں لانے کا عظیم اہتمام کیا ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ سوانح سے اگر ایک طرف علم وادب کا دائرہ وسیع ہوتا ہے اور اس کو تقویت ملتی ہے تو دوسری طرف اس سے قومی اور ملکی تہذیب وتمدن کی نشو ونما اور ارتقاء کا اندازہ انسانی معاشرہ اور اس کے قلب ودماغ اور انسانی زندگی کی اصلاح وتربیت کا کام انجام پاتا ہے۔

تذکرہ نگاری اصناف نثر میں ایک عظیم الشان صنف ہے اور یہ موضوع اتنا وسیع اور بسیط ہے کہ مسلمان مورخین نے ہر دور میں اس کی طرف خاص توجہ کی۔ اور اپنے اکابرین اور اصحاب علم وفن کے تذکرے لکھ کر اپنے ممدوح اکابر کو خراج عقیدت پیش کیا۔

علامہ عبدالعزیز البدوی نے صحیح لکھا ہے کہ:

لوگ اپنے علماء کے بغیر ایسے جاہل ہیں جنہیں انسانوں اور جنوں کے شیطان اچک لیں ۔ علماء اہل زمین کے لئے ایک نعمت ہیں۔ وہ اندھیروں میں چراغ، ہدایت کی طرف راہبر، اور اللہ کی زمین پر اللہ کی حجت ہیں۔ ان سے عقائد و افکار کی گمراہی ختم ہوتی ہے۔ اور قلوب ونفوس سے شک کے بادل چھٹ جاتے ہیں، وہ شیطان کے لئے باعث غیظ وغضب، ایمان کے مخزن اور امت کے ستون ہوتے ہیں، زمین میں ان کی مثال ایسے ہے جیسے آسمان پر ستاروں کی مثال ہے خشکی وتری میں زنگی کے اندھیروں میں اس سے ہدایت حاصل ہوتی ہے۔

علمائے اہل حدیث نے برصغیر (پاک وہند) میں ہر دور میں اٹھنے والی دینی، علمی، ادبی، ملی وقومی اور سیاسی تحریکوں میں بھرپور حصہ لیا جہاد بالعلم والقلم کے ساتھ ساتھ جہاد بالسیف کا بھی اہتمام کیا، ان کی علمی ودینی وملی وسیاسی خدمات کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا۔ غرضیکہ علماء اہل حدیث نے جس میدان میں بھی قدم رکھا اسے دینی رنگ میں رنگ دیا۔ اور دین اسلام کے فروغ اور شیوع کے لئے ہموار کردیا۔

نوٹ: مقدمہ کا حصہ اول مولانا محمد بن ابراہیم جوناگڑھی رحمہ اللہ کے رسالہ لولو محمدی سے مستعار ہے۔

(عبدالرشید عراقی)
۲۷ ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ
۱۳ اپریل ۲۰۱۰ء

(۱)

شیخ محمد بن طاہر پٹنیؒ

۹۱۳ھ ۹۸۶ھ

۱۵۰۷ء ۱۵۷۸ء

شیخ محمد بن طاہر پٹن کے رہنے والے تھے۔ جو احمد آباد گجرات کے پاس ہے اور بوہرہ قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ علامہ آزاد بلگرامی لکھتے ہیں۔

جمہور کا اتفاق ہے کہ شیخ محمد بن طاہر کا تعلق بوہرہ قوم سے تھا۔

(مآثر الکرام ۱/۱۹۶)

۹۱۳ھ میں پیدا ہوئے تعلیم کا آغاز حفظ قرآن مجید سے ہوا۔ اس کے بعد دوسرے علوم وفنون کی جانب متوجہ ہوئے۔ انہوں نے طلب علم میں بڑی سعی اور اس میں کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا۔ ۱۵ برس کی عمر میں معقول ومنقول اور اصول وفروع میں اس درجہ کمال حاصل کیا کہ ان کا شمار اپنے زمانہ کے نامور وفاضل علماء میں ہونے لگا۔

شیخ محمد بن طاہر کے زمانہ میں گجرات علم وفن کا مرکز تھا۔ خود ان کا مولد ومسکن پٹن میں علوم وفنون کا چشمہ جاری تھا۔ چنانچہ شیخ محمد بن طاہر نے اپنے وطن ہی کے علماء، فضلاء اور ارباب کمال سے استفادہ کیا۔

۹۴۴ھ میں جب کہ ان کی عمر ۳۰ سال کی ہوئی آپ نے حرمین شریفین کا سفر کیا۔ پہلے آپ حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔ اس کے بعد مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور مدینہ منورہ میں ایک مختصر مدت تک قیام کیا اور بعد ازاں واپس مکہ معظمہ تشریف لائے اور علماء ومشائخ سے استفادہ کے لئے مدتوں قیام کیا۔

فن حدیث کی تحصیل شیخ علی متقی جون پوری ۹۷۵ھ سے کی۔علامہ سید سلیمان ندوی (م۱۳۷۳ھ) لکھتے ہیں کہ:

شیخ محمد بن طاہر شیخ علی متقی جون پوری کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ مکہ معظّمہ جا کر فیض حاصل کیا۔

(مقالات سلیمان ۲/۱۸)

مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (م۱۳۷۵ھ) نے بھی اپنی کتاب '' تاریخ اہلدیث'' میں تصریح کی ہے کہ:

شیخ محمد بن طاہر پٹنی شیخ علی متقی جون پوری سے مستفیض تھے۔ اور حدیث کی تحصیل ان سے کی تھی۔(صفحہ ۳۸۷)

درس وتدریس:

حرمین شریفین میں کئی برس قیام کے بعد شیخ محمد بن طاہر واپس اپنے وطن '' پٹن'' آئے اور آتے ہی درس وتدریس اور تصنیف وتالیف میں مشغول ہوگئے ان کی تدریسی خدمات کے بارے میں مولانا ضیاء الدین اصلاحی (م۲۰۰۸ء) لکھتے ہیں کہ

حجاز میں کئی برس قیام کے بعد جب وہ وطن واپس تشریف لائے۔
تو پورے طور پر درس وتدریس اور تصنیف وتالیف میں مشغول ہوگئے
انہوں نے اپنے وطن پٹن میں ایک مدرسہ بھی قائم کیا تھا جس میں
ہر قسم کے علوم پڑھائے جاتے تھے۔مگر یہ حدیث کی تعلیم کے لئے زیادہ
مشہور تھا: وہ خود اس کے مدرس اعلیٰ تھے۔

(تذکرۃ المحدثین ۳/۱۴۱)

علم وفضل اور علم حدیث میں امتیاز

علم وفضل کے اعتبار سے شیخ محمد بن طاہر جامع الکمالات تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں قوت حافظہ کی غیر معمولی نعمت سے نواز تھا۔ جو کتاب ایک دفعہ ان کی نظر سے گزر گئی وہ

حافظہ میں محفوظ ہوجاتی تھی۔ تمام علوم عالیہ وآلیہ میں ان کو یکساں قدرت حاصل تھی۔ لیکن علم حدیث میں ان کا مرتبہ بہت بلند تھا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی (۱۰۵۲ھ) فرماتے ہیں۔

تکمیل علوم خصوصا علم حدیث پورے طور پر گجرات میں ان کے درجہ ومرتبہ کا کوئی محدث نہ تھا۔ ان کے اس فضل وکرم کے تمام لوگ معترف ہیں۔ دراصل انہوں نے فن حدیث میں بے نظیر کمال حاصل کیا تھا اور اپنی زندگی اس مفید اور بابرکت علم کے لئے وقف کردی تھی ان کا شمار ہندوستان کے اکابر اور افاضل محدثین میں ہوتا ہے۔ رئیس المحدثین اور ملک المحدثین کے لقب سے یاد کئے جاتے تھے۔ ان کے فضل وکمال اور علم حدیث میں خصوصیت وامتیاز کا آوازہ شہرت ہندوستان سے گزر کر دنیائے اسلام میں بلند ہوگیا تھا۔

(اخبار الاخیار ص ۲۶۴ بحوالہ تذکرۃ المحدثین ۳/۱۴۳)

حدیث وسنت کی خدمت اور اس کی نشرواشاعت شیخ محمد بن طاہر کی زندگی کا خاص مقصد تھا۔ علامہ آزاد بلگرامی کہتے ہیں۔

خادم حدیث نبوی وناصر سنن مصطفوی است

(مآثر الکرام ۱/۱۹۴)

اخلاق وعادات:

اخلاق وعادات کے اعتبار سے شیخ محمد بن طاہر کو امتیازی حیثیت حاصل تھی۔ آپ صلاح وتقوی کے زیور سے آراستہ تھے۔ اس کے علاوہ ان میں دینی غیرت وحمیت بھی تھی سنت کا اتباع اور اس کی ترویج اور بدعت ومحدثات کی تردید وتوبیخ ان کی زندگی کا مقصد تھا۔ حق گوئی اور بیباکی کے اوصاف سے متصف تھے۔ ان کے پوتے شیخ عبدالوہاب کہتے ہیں کہ۔

حضرت شیخ شرعی احکام اور حدود دین کو قائم رکھنے میں اپنی ہمت صرف فرماتے

تھے۔ کسی حاکم وقت وامیر کا خوف نہ کرتے تھے۔ وہ خالص خدا کے لئے محبت اور خالص خدا کے لئے عداوت کے قائل تھے۔ اس بناء پر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اختیار کرنے والوں سے دوستی اور بدعیّتوں سے دشمنی رکھتے تھے۔

(تذکرۃ المحدثین ۱۴۵/۳)

قوم کی اصلاح:

شیخ محمد بن طاہر نے حجاز سے واپسی کے بعد ایک طرف علوم اسلامیہ کی تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ اور دوسری اپنی قوم بوہرہ کی اصلاح پر توجہ کی۔ ان کی قوم بوہرہ سنی اور شیعہ دو گروہوں میں بٹی ہوئی تھی۔ سنی بوہروں میں زمانہ کے اثر اور شیعہ بوہروں کے اختلاط کی وجہ سے گوناگوں بدعتیں پھیل گئی تھیں۔ اور دینداری مفقود ہوتی جارہی تھی۔ تو شیخ محمد بن طاہر نے اپنی قوم کی اصلاح کی طرف توجہ کی۔ چنانچہ آپ نے ان کے خلاف جدوجہد شروع کی وعظ وتقریر اور تحریر ہر طریقہ سے قوم کی اصلاح اور بدعات کے استیصال کے لئے کمر بستہ ہوگئے عقلی ونقلی ہر قسم کے دلائل سے عقائد حقہ کا اثبات کیا اور عقائد باطلہ کی تردید کی۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م۱۰۵۲ھ) شیخ محمد بن طاہر کی اس جدوجہد کا تذکرہ درج زیل الفاظ میں کرتے ہیں۔ کہ

بوہرہ قوم میں مروج بعض بدعتوں کی اصلاح کی۔ اور اس قوم کے اہل سنت وبدعت میں تفریق وامتیاز پیدا کردیا۔ انہوں نے ازالہ بدعات اور اس علاقہ کے اہل بدعت کی سرکوبی میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا۔ بالآخر انہی مبتدعین کے ہاتھوں ان کی شہادت واقع ہوئی۔

(اخبار الاخیار ص ۲۶۴)

علامہ سید سلیمان ندوی (م۱۳۷۳ھ) فرماتے ہیں کہ:

ہندوستان واپس آکر بوہرہ قوم کو اہل سنت بنانے کے لئے یہ کوشش بلیغ کی کہ

اسی راہ میں ۹۸۶ھ میں اجین کے قریب قصبہ سارنگ میں شہادت پائی۔

(مقالات سلیمان ۲/۱۸)

شہادت:

شیخ محمد بن طاہر کی شہادت کا واقعہ ۶ شوال ۹۸۶ھ کو اجین کے قریب قصبہ سارنگ میں پیش آیا۔نعش وہاں سے پٹن لائی گئی۔ اور اپنے آبائی قبرستان میں دفن کئے گئے۔

(ماثر الکرام ۱/۱۹۵)

تصانیف:

شیخ محمد بن طاہر پٹنی کا شمار صاحب تصانیف کثیرہ میں ہوتا ہے۔

مولانا ضیاءالدین اصلاحی (۲۰۰۸ء) نے اپنی کتاب تذکرۃ المحدثین جلد سوم میں شیخ کی تصانیف کی تعداد (۳۱) بتائی ہے۔ مگر میں یہاں صرف ان تصانیف کا ذکر کرونگا۔ جن کا تعلق حدیث اور اس کے متعلقات سے ہے۔

۱۔ چہل حدیث
۲۔ حاشیہ صحیح بخاری
۳۔ حاشیہ صحیح مسلم
۴۔ حاشیہ مشکوۃ المصابیح
۵۔ مقاصد جامع الاصول (صحاح ستہ کی حدیثوں پر مشتمل ہے)
۶۔ المغنی (اسماء الرجال کی مفید اور عمدہ کتاب ہے)
۷۔ تذکرۃ الموضوعات
۸۔ قانون الموضوعات
۹۔ مجمع بحار الانوار۔ (لغت حدیث)

تذکرۃ الموضوعات:

شیخ محمد بن طاہر نے یہ کتاب ۹۵۸ھ میں تصنیف کی۔ اس میں موضوع احادیث کے علاوہ ان کے بارہ میں محدثین اور نقادان فن کے اقوال بھی اس لئے نقل کئے ہیں تاکہ لوگ احادیث کو موضوع، ضعیف یا صحیح قرار دینے میں افراط وتفریط کی بجائے احتیاط سے کام لیں۔ یہ کتاب بڑی اہم اور محققانہ ہے۔ اور مصنف نے بڑی محنت، کاوش اور تحقیق سے لکھی ہے۔ اور اس کتاب کی تالیف میں متعدد کتابوں سے مدد لی ہے (مطبوع)۔

قانون الموضوعات:

اس کتاب میں غیر صحیح وضاع اور کذاب راویوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ مصنف نے ان کذاب راویوں کے اوصاف بھی بیان کئے ہیں جن سے ان کا غیر معتبر ہونا ثابت ہوجاتا ہے۔

یہ کتاب تذکرۃ الموضوعات کے بعد مرتب کی گئی اس کے متعلق شیخ لکھتے ہیں، کہ تذکرۃ الموضوعات سے فارغ ہونے کے بعد میں نے ارادہ کیا کہ ضعیف، کذاب، وضاع اور مفتری راویوں کو جمع کردوں۔ تاکہ اس کی حیثیت موضوع روایات کی معرفت اور ضعیف اور گھڑی ہوئی حدیثوں کے ضبط کے بارہ میں ایک کلی قاعدہ وقانون کی ہوجائے۔ یہ کتاب بھی بڑی مفید اہم اور مصنف کی تحقیق و کاوش کی آئینہ دار ہے (مطبوع)

المغنی:

یہ فن اسماء الرجال پر بڑی عمدہ اور مفید کتاب ہے۔ اس کتاب کا پورا نام "المغنی فی ضبط الرجال" ہے اس میں رواۃ ورجال کے ناموں کو ضبط کیا گیا ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م۱۰۵۲ھ) فرماتے ہیں۔

ورسالہ دیگر مسمی بمغنی کی تصحیح اسماء الرجال کردہ بے تعرض بہ بیان احوال بغایت مختصر ومفید دوسرا مختصر رسالہ جو مغنی کے نام سے موسوم ہے۔اس میں رجال کے ناموں کی تصحیح کی گئی ہے۔اور ان کے حالات سے کوئی تعرض نہیں کیا گیا ہے۔نہایت مختصر مگر مفید ہے۔کتاب کے آخر میں دو فصلیں ہیں۔ایک فصل کتابت سے متعلق ہے دوسری فصل میں علماء کی تاریخ پیدائش وفات کا ذکر ہے۔(مطبوع)

(اخبار الاخیار ص ۲۶۴)

مجمع بحار الانوار:

اس کتاب کا مکمل نام ''مجمع بحار الانوار فی غرائب الاتنزیل والاخبار'' ہے یہ کتاب حدیث کی جامع لغت ہے۔اس میں قرآن مجید اور حدیث کیے مشکل الفاظ کی لغوی تحقیق کی گئی ہے۔اس کتاب میں اصل لغات کے علاوہ احادیث کی عمدہ شرح اور تفسیر بھی کی گئی ہے۔اس لیے علمائے فن نے اس کو صحاح ستہ کی شرح بھی کہا ہے۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) فرماتے ہیں۔

از آنجملہ کتاب است کی گوشرح صحاح است۔
مسمی بہ مجمع البحار

ان کی تصنیفات میں ایک شرح جو صحاح ستہ کی شرح کی ضامن ہے۔اس کا نام مجمع البحار ہے۔

(اخبار الاخیار۔ص ۲۶۴)

مولانا سید نواب صدیق حسن خان (م ۱۳۰۷ھ) لکھتے ہیں

یہ عمدہ اور پاکیزہ کتاب قرآن وحدیث کی جامع ہے جس کے پاس یہ کتاب موجود ہو: اسے اس فن کی دوسری کتاب کی احتیاج نہیں رہتی۔

(اتحاف النبلاء ص ۱۳۴)

مولانا حبیب الرحمان خان شیروانی (م ۱۹۵۰ء) لکھتے ہیں۔

اس میں کلام مجید اور حدیث کے مشکل الفاظ کا حل اس انداز سے کیا ہے۔ کہ صحاح ستہ کی شرح بھی ضمناً ہوگئی ہے۔

(مقالات شروانی۔ص ۳۹۸)

ڈاکٹر زبید احمد صاحب لکھتے ہیں کہ۔

مجمع بحار الانوار شیخ محمد طاہر پٹنی کی تصنیف لطیف ہے اس کو اپنے مرشد کامل شیخ علی متقی کے نام نامی سے معنون کیا ہے یہ تصنیف قرآن وحدیث کی جامع لغت ہے۔ الفاظ کی ترتیب مادہ کے حروف پر ہے۔ ایک مادہ کے جس قدر حروف قرآن وحدیث میں آئے ہیں: ان سب کو ایک جگہ بیان کرتے ہیں اس سے پہلے غرائب قرآن وحدیث پر کئی کتابیں لکھی جاچکی ہیں۔ لیکن میری ناقص رائے میں یہ سب سے بہتر اور جامع تر ہے۔

(تذکرۃ المحدثین ۱۶۳/۲ بحوالہ معارف اعظم گڑھ دسمبر ۱۹۴۲ء)

یہ کتاب کئی بار زیور طباعت سے آراستہ ہوچکی ہے۔ اس کا نیا ایڈیشن ۱۳۸۷ھ/۱۹۶۷ء میں مولانا سید ابوالحسن علی ندوی (م ۱۹۹۹ء) کی سعی وکوشش سے دائرہ المعارف العثمانیہ حیدر آباد دکن سے شائع ہوا۔

علامہ سید سلیمان ندویؒ فرماتے ہیں کہ:

مجمع البحار لغت حدیث میں اور مغنی اسماء الرجال میں ان دونوں کتابوں میں اپنے استاد کا جس ولولہ شوق اور غلبہ محبت کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ شاگرد کے دل میں استاد کی کتنی قدر ومنزلت تھی۔ مجمع البحار گو حدیث کی لغت ہے۔ مگر علمائے محدثین کے اعتراف کے مطابق وہ درحقیقت صحاح ستہ کی شرح ہے۔

(مقالات سلیمان ۱۸/۲)

(۲)

مولانا محمد بن سخاوت علی جون پوریؒ

م ۱۲۷۳ھ

۱۸۵۷ء

مولانا محمد بن مولانا سخاوت علی جون پور کے ایک علمی خاندان کے فرد تھے۔ ان کے والد مولانا سخاوت علی مولانا شاہ اسمٰعیل شہید دہلوی اور مولانا عبدالحی بڈھانوی کے فیض یافتہ اور پورب میں توحید وسنت کے سب سے بڑے داعی اور اس دور میں اسلامی علوم وفنون کے بہت بڑے مدرس تھے۔ جونپور میں بیٹھ کرتن تنہا سینکڑوں علمائے دین پیدا کئے۔ اور پورب کے خطہ میں ان کو جگہ جگہ پھیلا کر اس نازک موقع پر اسلام کی مورچہ بندی کی۔ خود مولانا سخاوت علی نے جون پور میں درس وتدریس کا سلسلہ جاری کیا۔ بہار وجون پور واعظم گڑھ وبنارس سے بکثرت طلباء ان کے حلقہ درس میں شریک ہوئے اوران کے ذریعہ سے قدیم جاہلانہ رسوم کے ابطال اور مذہبی شعائر کے اجراء میں بڑی مدد ملی۔ علم وفضل کے اعتبار سے مولانا سخاوت علی نہایت پرہیز گار، متقی اور متبع سنت بزرگ تھے۔ مولوی ابویحیٰی امام خاں نوشہروی لکھتے ہیں۔ کہ:

> اول وقت پر جماعت سے نماز کا اہتمام کرتے تھے عصر کی نماز تمام عمر ایک مثل پر اور فجر کی نماز قرات طویلہ کے ساتھ غلس میں پڑھتے تھے۔ اقوال فقہاء میں سے ہمیشہ اس قول پر فتویٰ دیتے تھے جس کی تائید قرآن وحدیث سے ملتی تھی۔ اور فتوی مدلل لکھتے تھے۔ وعظ وتلقین سے ہمیشہ رد بدعات واتباع سنت کی اشاعت وترویج میں کوشاں رہے۔

(تراجم علمائے حدیث ہند۔ص ۳۷۱)

مولانا سخاوت علی مصنف بھی تھے۔سات آٹھ کتابیں مختلف موضوعات پر ان کے قلم سے نکلیں۔ مشکوۃ المصابیح کی طرز پر القویم فی احادیث النبی الکریم" ایک مفید کتاب لکھی جو نواب محمد علی خاں والئے ٹونک کی ایما سے ۱۳۰۳ھ میں مطبع صدیقی بنارس میں چھپی۔ مولانا سخاوت علی نے ٦ شوال ۱۲۷۴ء مطابق ۲۰ مئی ۱۸۵۸ء مکہ مکرمہ میں وفات پائی۔ اور جنت المعلیٰ میں دفن ہوئے۔ اللھم اغفرلهٗ وارحمهٗ۔

مولانا محمد مولانا سخاوت علی کے بڑے بیٹے تھے۔ جون پور میں پیدا ہوئے علوم اسلامیہ کے تحصیل اپنے والد محترم سے کی۔ علم وفضل کے اعتبار سے جامع الکمالات تھے۔ تمام علوم میں ان کو یکساں قدرت حاصل تھی۔ مولانا حکیم سید عبدالحی الحسنی ان کے بارے میں فرماتے ہیں۔

> اپنے والد سے علم حاصل کیا اور ان سے دوسرے فضائل حاصل کئے۔ بہت سے علوم وفنون میں اپنے ہم عصروں سے بڑھ گئے۔ ذاتی لحاظ سے بہت ہی ذہین، حافظہ کے قوی، جلد سمجھ جانے والے، اور مناسب جواب دینے والے شیریں کلام تھے۔

(نزہۃ الخواطر ۷/۴۰۳۔اردو)

تصنیف میں ایک رسالہ بنام " حقیقت البیع" لکھا۔ ۱۲۷۳ھ/۱۸۵۷ء میں وفات پائی۔

مولانا محمد جون پوری کے صاحبزادے مولانا ابوبکر محمد شیث جون پوری تھے۔ جو مولانا حافظ عبداللہ محدث غازی پوری کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ فراغت تعلیم کے بعد اپنے خاندانی مدرسہ کے اہتمام وانتظام کا اور ساتھ ہی ملک کے مختلف گوشوں میں جا کر ہدایت وارشاد کا کام انجام دینا شروع کیا۔ بعد میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں ناظم دینیات مقرر ہوئے۔ ان کے بارے میں علامہ سید سلیمان ندویؒ لکھتے ہیں کہ:

میں نے علماء میں ایسا شریف، ایسا نیک باطن، ایسا دور اندیش، ایسا فیاض، ایسا سادہ مزاج، ایسا مستقل مزاج، خوش اخلاق، شیریں گفتار، باغ و بہار، ایسا خشک اور ایسا تر آدمی نہیں دیکھا۔ ایسا متقی و پرہیز گار اور ایسا ہی وسیع المشرب اور وسیع اخلاق، وہ مذہبی اور سخت مذہبی تھے۔

مولانا ابوبکر نے ۲۳ شعبان ۱۳۵۹ھ بمطابق ۲۶ ستمبر ۱۹۴۰ء اپنے وطن جون پور میں رحلت فرمائی۔ انا اللہ وانا علیہ راجعون۔

(یادِ رفتگان ص ۲۱۰، ۲۱۱)

(۳)

مولانا محمد بن شاہ ولی اللہ دہلویؒ

م ۱۲۸۰ھ
۱۸۶۳ء

مولانا شاہ محمد حکیم الامت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) کے سب سے بڑے بیٹے تھے۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ جو بیک وقت مفسر، محدث، فقیہ، مجتہد، مورخ، محقق، معلم، متکلم، مصنف اور صوفی تھے۔ تاریخ اسلام میں بہت کم ہستیاں آپ کے پایہ کی گزری ہیں۔ برصغیر (پاک وہند) میں تو ان کے پایہ کا کوئی آدمی اور ہوا ہی نہیں۔ محی السنۃ مولانا سید نواب صدیق حسن خاں (م ۱۳۰۷ھ) فرماتے ہیں۔

انصاف این است کہ اگر وجود اور در صدر اول وزمانہ ماضی می بود امام الائمہ وتاج المجتہدین شمردہ می شد۔

حقیقت یہ ہے کہ ان کا وجود گرامی اگر دور اول اور زمانہ ماضی میں ہوتا تو ان کا شمار امام الائمہ اور سر برآوردہ مجتہدین کی جماعت میں کیا جاتا۔

(اتحاف النبلاء۔ ص ۴۳۰)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کا پہلا عقد شیخ عبید اللہ صاحب پھلتی کی صاحبزادی فاطمہ کے ساتھ ۱۴ سال کی عمر میں ہوا تھا۔ ان کے بطن سے مولانا شاہ محمد پیدا ہوئے۔

صاحب نزہۃ الخواطر لکھتے ہیں۔

(وقرء) شمائل ترمذی سماعا علیہ بقراۃ اخیہ الشیخ محمد۔

(نزہۃ الخواطر ۲۶۸/۷)

حضرت شاہ ولی اللہ کو اللہ تعالیٰ نے دوسری بیوی سے چار فرزند عطا کیے۔

شاہ عبدالعزیز دہلوی (۱۱۵۹ھ۔۱۲۳۹ھ)

شاہ رفیع الدین دہلوی (۱۱۶۳ھ۔۱۲۳۳ھ)

شاہ عبدالقادر دہلوی (۱۱۶۷ھ۔۱۲۳۰ھ)

شاہ عبدالغنی دہلوی (۱۱۷۰ھ۔۱۲۲۷ھ)

شیخ محسن بن یحییٰ ترہتی فرماتے ہیں۔

وکان لعبد العزیز اخ اقام منه سنا اسمه محمد وکان اخالابیه اخذ عن ابیه وهوایضا قدیم الوفاة رحم الله تعالیٰ

یعنی شاہ عبدالعزیز کے ایک اور بھائی بھی تھے۔ جو عمر میں ان سے بڑے تھے! ان کا نام محمد تھا۔ وہ باپ کی طرف سے ان کے بھائی تھے انہوں نے اپنے والد گرامی شاہ ولی اللہ سے حصول علم کیا۔ اور وہ پہلے ہی وفات پا گئے تھے۔

(الیانع الجنی ص ۷۶)

مولانا حکیم سید عبدالحی الحسنی لکھتے ہیں کہ:

محترم عالم محدث محمد بن ولی اللہ بن عبدالرحیم عمری دہلوی علم وطریقت والے تھے۔ اپنے والد کے سب سے بڑے بیٹے تھے۔ دہلی شہر میں پیدا ہوئے اور وہیں بڑھے اپنے والد کے ساتھ ہی لگے رہے۔ ان سے مشغولیت حاصل کی۔ اور علم طریقت حاصل کیا۔ اپنے والد کی وفات کے بعد ''بڑھانہ'' منتقل ہو گئے اور وہی سکونت اختیار کر لی۔

۱۲۸۰ھ/۱۸۶۳ء میں وفات پائی۔ اور بڑھانہ ہی میں دفن ہوئے۔

(نزہۃ الخواطر ۶۱۰/۷۔اردو)

اس لئے شاہ ولی اللہ دہلوی نے بعض مقامات پر اپنی کنیت ''ابو محمد'' لکھی ہے۔

چنانچہ آپ کی کتاب ''الارشاد الی مہمات الاسناد'' جو مطبع احمدی دہلی سے شائع ہوئی اس کے سرورق پر شاہ ولی اللہ کی کنیت ''ابو محمد'' درج ہے۔ اس کتاب میں یہ الفاظ درج ہیں۔

وله ولد قبل مولانا عبدالعزیز مسمی بمحمد فکنی بابی محمد۔

مولانا شاہ عبدالعزیز سے قبل شاہ ولی اللہ کے ایک اور بیٹے تھے۔ جن کا نام محمد تھا۔ اس لئے انہوں نے اپنی کنیت ابو محمد رکھی (الارشاد الی مہمات الاسناد۔ ص ۲)

(۴)

مولانا محمد بن عبداللہ غزنویؒ

م۱۲۹۶ھ

۱۸۷۷ء

مولانا محمد غزنوی شیخ عبداللہ غزنوی کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے۔ شیخ عبداللہ غزنوی کا شمار اولیاء اللہ میں ہوتا تھا۔ وہ تقویٰ و طہارت میں یکتائے زمانہ تھے۔ مولانا حکیم سید عبدالحی الحسنی (م۱۳۴۱ھ) لکھتے ہیں۔

الشیخ الامام العالم المحدث عبداللہ بن محمد بن محمد شریف الغزنوی الشیخ محمد اعظم الزاہد المجاہد ساظی فی مرضاۃ اللہ المؤثر رضوانہ علی نفسہ واہلہ ومالہ واوطانہ صاحب المقامات الشہیرۃ المعارف العظیمۃ الکبیرۃ۔

حضرت عبداللہ بن محمد بن محمد شریف الغزنوی شیخ تھے، امام تھے، عالم تھے، زاہد تھے، مجاہد تھے، رضائے الٰہی کے حصول ہی کوشاں تھے۔ اللہ کی رضا کے لئے اپنی جان، اپنا گھربار، اپنا مال، اپنا وطن سب کچھ لٹا دینے والے تھے۔ علمائے سوء کے خلاف ان کے معرکہ مشہور ہیں۔

(نزہۃ الخواطر ۷/۳۰۲)

مولانا سید نواب صدیق حسن خاں (م۱۳۰۷ھ) فرماتے ہیں۔

آسمان اگر ہزار بار بھی گردش کرے تو مشکل ہے کہ اب ایسی جامع کمالات ہستی معرض وجود میں آئے۔ وہ محدث بھی تھے اور ا[illegible] ہم کلامی کا شرف

بھی انہیں حاصل تھا۔ (تقصار من تذکار جیود الاحرار ص ۱۹۲)

مولانا غلام رسول مہرؔ مرحوم لکھتے ہیں کہ:

مولانا عبداللہ غزنوی نے حق وصداقت کی راہ میں جو مشقتیں اور اذیتیں اٹھائیں ان کا تصور بھی دل پر لرزہ طاری کر دیتا ہے۔ وہ تنہا ایک طرف اور پوری مملکت دوسری طرف تھی۔ مگر مولانا سید عبداللہ مرحوم ومغفور کے پائے ثبات واستقلال میں خفیف سی لرزش بھی رونما نہ ہوئی گھر بار چھوڑا۔ وطن سے نکل آئے۔ عزیزوں اور خوشیوں سے مفارقت گوارا کر لی لیکن جن باتوں کو وہ حق سمجھتے تھے۔ ان سے تعلق برابر قائم رکھا۔ (داؤد غزنوی۔ ص ۳۱)

مولانا سید عبداللہ غزنوی کو اس وقت کی حکومت نے علمائے سُو کے کہنے پر اپنے ملک سے ہجرت پر مجبور کیا۔ اور امرتسر (مشرقی پنجاب) میں مستقل سکونت اختیار کی اور یہاں آپ نے اپنی بقیہ زندگی دین اسلام کی نشر واشاعت، اور توحید وسنت کی ترقی وترویج اور شرک وبدعت کی تردید وتوبیخ میں گزار دی۔

مولانا سید عبداللہ غزنوی نے ربیع الاول ۱۲۹۸ھ بمطابق ۱۸۷۹ء انتقال کیا۔ انا لِلّٰہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا محمد غزنوی نے جملہ اسلامیہ کی تحصیل اپنے والد محترم مولانا سید عبداللہ غزنوی سے کی۔ اس کے بعد حدیث کی تحصیل کے لئے حضرت شیخ الکل میاں صاحب سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) کی خدمت میں دہلی حاضر ہوئے اور ان سے حدیث کی سند واجازت حاصل کی۔ اپنے والد محترم کی طرح ان کو بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں مصائب وآلام کا شکار ہونا پڑا۔ مولانا حکیم عبدالحی لکھتے ہیں کہ۔

آپ کا شمار ان علماء میں ہوتا ہے۔ جنہیں راہ خدا میں بڑی بڑی اذیتیں پہنچائی گئیں آپ کو صرف سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید وحمایت کے جرم میں دہشت زدہ رکھا گیا۔

(نزہۃ الخواطر ۷/ ۴۱۷، ۴۱۸)

مولانا محمد غزنوی علم وفضل، زہد ورع، اور تقوی وطہارت میں مسلم تھے۔

تصنیف میں تفسیر جامع البیان از علامہ سید معین الدین محمد بن عبدالرحمان الشافعی (۸۹۴ء) کا حاشیہ اپنے والد محترم مولانا سید عبداللہ غزنوی کے ایماء سے لکھا۔ اور میاں فیروز الدین مرحوم ساکن جموں نے چھپوایا۔ اور کتاب مفت تقسیم ہوئی۔

(ہندوستان میں اہلحدیث کی علمی خدمات۔ص ۴۹)

اس کے علاوہ امام شاہ ولی اللہ دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) کی شرح موطاء امام مالک المسوّٰی (عربی) ۱۲۹۳ھ میں دہلی میں طبع کرا کر شائع کی۔ یہ المسوّٰی کی سب سے پہلی طباعت تھی۔

مولانا محمد غزنوی کی وفات حادثہ قتل سے ہوئی۔ اور یہ واقعہ ذی قعدہ ۱۲۹۶ میں رونما ہوا۔ اس کے بارے میں علامہ اقبالؒ اپنے ایک خط ۱۹ دسمبر ۱۹۲۲ء بنام منشی محمد الدین فوق لکھتے ہیں۔

مولوی عبداللہ غزنوی حدیث کا درس دے رہے تھے کہ اپنے بیٹے کے قتل کیے جانے کی خبر ملی۔ آپ نے ایک منٹ تامل کیا پھر طلباء کو مخاطب کر کے کہا۔

مابر ضائے اوراضی ہستیم بیایید کہ کار خود بکنیم یہ کہ کر درس میں مشغول ہو گئے۔

(ماہنامہ نقوش (مکاتیب نمبر) ص ۳۰۳'

آپ کے دو صاحبزادے تھے۔ مولانا سید عبدالاول غزنوی (م ۱۳۳۱ھ۔۱۹۱۳ء) اور مولانا سید عبدالغفور غزنوی (م ۱۳۵۴ھ۔۱۹۳۵ء)

ان دونوں بھائیوں نے اپنی زندگیاں قرآن وحدیث کے درس وتدریس اور دین اسلام کی نشرو شاعت میں بسر کر دیں۔ مولانا سید عبدالاول غزنوی نے مشکوۃ المصابیح کا اردو ترجمہ وحواشی لکھے۔ اور مولانا سید عبدالغفور غزنوی نے غزنوی حمائل (قرآن مجید) شائع کی۔

(۵)

حافظ محمد بن بارک اللہ لکھویؒ

۱۲۲۱ھ   ۱۳۱۱ھ

۱۸۰۶ء   ۱۸۹۳ء

مولانا حافظ محمد بن بارک اللہ بن حافظ احمد بن حافظ محمد امین کا شمار اولیائے کرام میں ہوتا ہے۔ حافظ صاحب کے جدامجد مولانا محمد امین خاندان لکھویہ کے موسس تھے۔ اور اپنے دور کے نامور عالم دین، زہد و ورع کے پیکر، بہت زیادہ متقی، پرہیز گار، متوکل وصابر اور توحید الٰہی کے علمبردار اور متبع سنت تھے۔ ان کا سن وفات معلوم نہیں ہوسکا۔

حافظ محمد امین کے صاحبزادہ حافظ احمد تھے۔ جنھوں نے دینی علوم کی تحصیل اپنے والد ماجد سے کی اور تصوف میں شیخ اسمعیل لاہوری (م ۱۰۸۵ھ۔۱۶۷۴ء) سے استفادہ کیا تھا۔ اور ان سے بیعت بھی تھے۔

عادات واخلاق کے اعتبار سے پاکیزہ سیرت اور زہد وورع کے پیکر تھے ان کے تقوی وطہارت کو دیکھ کر موضع ''طور'' کے ایک رئیس نے اپنی بیٹی کا نکاح ان سے کردیا۔ جس کے بطن سے ان کے فرزند حمید حافظ بارک اللہ تولد ہوئے۔

(پنجاب کا عظیم مصلح۔ص۔۴)

حافظ احمد نے موضع لکھوکے کو اپنا وطن بنایا۔ اور توحید الٰہی وسنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی اشاعت وتبلیغ میں ہمہ تن مشغول ہوئے اور جلد ہی اپنے علم وفضل، زہد وورع، تقوی وطہارت اور حسن اخلاق کے باعث عوام وخواص میں مقبول ہوگئے۔

حافظ بارک اللہ ۱۱۵۲ھ مطابق ۱۷۴۳ء لکھوکے میں پیدا ہوئے۔ آپ نے جملہ علوم اسلامیہ کی تعلیم اپنے والد ماجد حافظ احمد سے حاصل کی۔ قرآن مجید بھی ان ہی سے یاد کیا۔ عربی اور فارسی دونوں زبانوں پر مکمل عبور تھا۔ اور پنجابی زبان پر مکمل دسترس حاصل تھی۔ پنجابی شاعری میں بھی ان کو خاص ملکہ حاصل تھا۔ زہد واتقاء بھی بے مثل تھے بہت زیادہ قانع، متوکل، اور صابر وشاکر تھے۔ خاموش طبع اور علحیدگی پسند تھے۔ ان کا زیادہ وقت ذکر واذکار اور یاد الٰہی میں گزرتا تھا۔ فرائض وسنن کی ادائیگی میں ہمہ تن مصروف رہتے تھے۔ اخلاق حسنہ کے پیکر اور صاحب کرامات بزرگ تھے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ حق گوئی وبیباکی میں منفرد حیثیت کے حامل تھے۔

حافظ بارک اللہ نے اپنی تمام زندگی دین اسلام کی اشاعت، توحید وسنت کی ترقی وترویج اور شرک وبدعت ومحدثات کی تردید وتوبیخ میں گزار دی۔

حافظ بارک اللہ نے ۱۲۶۶ھ مطابق ۱۸۵۰ء کو رحلت فرمائی۔ عمر ۱۱۰ برس تھی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا حافظ محمد بن بارک اللہ لکھوی ۱۲۲۱ھ مطابق ۱۸۰۶ء موضع لکھوکے ضلع فیروز پور (مشرقی پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ دینی تعلیم کا آغاز حفظ قرآن مجید سے اپنے والد محترم حافظ بارک اللہ سے کیا۔ بعد ازاں دوسرے علوم یعنی صرف نحو، فلسفہ، منطق، معانی، فقہ، اصول فقہ، تجوید، قراءت وغیرہ یہ سب علوم اپنے والد محترم سے ہی پڑھے ان علوم کے پڑھنے کے بعد حافظ صاحب لدھیانہ تشریف لے گئے۔ اور لدھیانہ کے کئی ایک اساتذہ کرام سے آپ نے علوم عالیہ آلیہ میں استفادہ کیا۔ اس کے بعد آپ اپنے گاؤں لکھوکے تشریف لائے۔ اور کچھ دن قیام کے بعد "مدینۃ العلم" دہلی کا رخ کیا۔ اور شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مولانا غلام رسول آف قلعہ میہاں سنگھ (۱۲۹۱ھ) اور عارف باللہ مولانا سید عبداللہ غزنوی (م ۱۲۹۸ھ) آپ کے رفیق سفر تھے۔ ان تینوں علماء کرام نے حضرت

میاں صاحب سے تفسیر، حدیث اور فقہ میں اکتساب فیض کیا۔

دہلی سے فراغت تعلیم کے بعد اپنے وطن موضع لکھو کے واپس آئے اور ایک دینی درسگاہ بنام ''مدرسہ محمدیہ'' کی بنیاد رکھی۔ اس درسگاہ سے بے شمار علمائے کرام مستفیض ہوئے۔ چند مشہور تلامذہ کے نام درج ذیل ہیں۔

مولانا محی الدین عبدالرحمان لکھوی (صاحبزادہ) (م ۱۳۱۳ھ)

مولانا عبدالقادر لکھوی (م ۱۳۴۲ھ)

مولانا غلام نبی الربانی سوہدروی (م ۱۳۴۸ھ)

مولانا عبدالوہاب صدری دہلوی (م ۱۳۵۱ھ)

اللہ تعالیٰ نے آپ کو قوت حافظہ کی غیر معمولی نعمت سے نوازا تھا۔ جو کتاب ایک دفعہ دیکھ لیتے۔ وہ آپ کے سینہ میں محفوظ ہو جاتی تھی۔ اور اس کو دوبارہ دیکھنے کی نوبت نہیں آتی تھی۔ حضرت حافظ صاحب زہد و عبادت اور ریاضت میں اپنی مثال آپ تھے۔ عبادت کی یہ حالت تھی کہ باوجود ۹۰ سال کی عمر نماز باجماعت ادا کرتے اور قیام اللیل کبھی ترک نہ کیا۔ آپ بہت زیادہ متواضع، ملنسار اور خوش اخلاق تھے۔ اور اس کے ساتھ آپ صاحب کرامات تھے۔

حافظ صاحب پنجابی زبان کے بلند پایہ خطیب و مقرر تھے۔ اور فن تقریر میں آپ کو کامل دستگاہ حاصل تھی۔ آپ کی تقریر سادہ قرآن و سنت سے مزین اور ٹھوس علمی مسائل پر مشتمل ہوتی تھی۔ دوران تقریر و وعظ پنجابی اشعار کثرت سے پڑھتے۔

حضرت حافظ صاحب کے علم و فضل اور تبحر علمی کا اعتراف آپ کے اساتذہ و معاصرین نے کیا ہے۔

شیخ الکل مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) فرماتے ہیں۔

الفاضل الکامل العارف الواصل جامع المعقول والمنقول اسوۃ الانبیاء زبدۃ الفقہاء المولوی محمد خلف الصدق المولوی بارک اللہ لکھوی۔ (معیار الحق۔ ص ۴۲۴)

مولانا شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادی (م ۱۳۲۹ھ) فرماتے ہیں۔

والعالم الکامل الصالح بن الصالح محمد بن بارك الله لکھوی الضجابی۔ (غایة المقصود۔ص ۱۳)

تصانیف:

حافظ محمد لکھوی عربی فارسی، اردو، اور پنجابی زبانوں کے نامور مصنف تھے۔ آپ کی تصانیف کی فہرست درج ذیل ہے۔

۱۔ نصاب الفقہ — انواع بارک اللہ (پنجابی نظم)
۲۔ شیر طریقت — (پنجابی نظم)۔
۳۔ حواشی انواع عبداللہ لاہوری — (فارسی)
۴۔ حواشی وتعلیقات سنن ابی داؤد — (عربی)
۵۔ التعلیقات علی مشکوۃ المصابیح — (عربی)
۶۔ سیف السنۃ — (پنجابی نظم)
۷۔ احوال الآخرت — (پنجابی نظم)
۸۔ حصن الایمان — (پنجابی نظم) (ترجمہ تقویۃ الایمان معہ حواشی بزبان فارسی)
۹۔ زینت الاسلام — (پنجابی نظم)
۱۰۔ قصہ شیخ قصوری — (پنجابی نظم)
۱۱۔ عقائد محمدی — (پنجابی نظم)
۱۲۔ تفسیر محمدی — (پنجابی نظم)
۱۳۔ محامد الاسلام — (دین محمدی) (پنجابی نظم)
۱۴۔ رد نیچری — (پنجابی نظم)
~~۱۵۔ فرقہ اسمٰعیلیہ~~ — (اردو)

۱۶۔	وصیت نامہ	(پنجابی نظم)
۱۷۔	کھیتی	(پنجابی نظم)
۱۸۔	عجالہ ضاریہ	(عربی)
۱۹۔	فضائل ابوحنیفہؒ	(اردو)
۲۰۔	سبیل الرشاد	(فارسی)
۲۱۔	ابواب الصرف	(فارسی)
۲۲۔	قوانین الصرف	(فارسی)
۲۳۔	علم الصرف	(فارسی)
۲۴۔	علم النحو	(فارسی)
۲۵۔	علم المعانی	(فارسی)

تین تصانیف کا مختصر تعارف:

حافظ صاحب کی (۳) مشہور تصانیف مختصر تعارف درج ذیل ہے۔

تفسیر محمدی:

قرآن مجید کی تفسیر پنجابی میں ہے۔ اس کا تاریخی نام "موضح الفرقان" ہے اور ترجمہ شاہ ولی اللہ دہلوی بزبان فارسی (فتح الرحمان) درج کیا ہے۔ دوسرا ترجمہ پنجابی زبان میں ہے اور یہ ترجمہ وتفسیر معالم القرآن از امام بغوی کا ہے۔ اس تفسیر کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی اور خاص کر پنجاب کی پڑھی لکھی مسلمان عورتوں کو اس تفسیر سے بڑا فائدہ پہنچا۔

یہ تفسیر حافظ صاحب نے ۱۲۸۵ھ/۱۸۶۸ء میں شروع کی۔ اور ۱۲۹۶ھ/۷۹۔۱۸ء میں مکمل ہوئی یہ تفسیر سات جلدوں میں ہے۔

مولانا غلام رسول مہر مرحوم لکھتے ہیں۔

پنجاب کے مشہور عالم ومفسر حافظ محمد لکھوی بطور مصنف مشہور ہیں ان کی تصانیف

میں تفسیر محمدی (پنجابی نظم) تو پنجاب کے لاکھوں مسلمانوں نے پڑھی اور سنی ہوگی۔

حواشی سنن ابی داؤد:

سنن ابی داؤد حدیث کی مشہور کتاب ہے اور صحاح ستہ میں شامل ہے اس کے حواشی وتعلیقات عربی میں حافظ صاحب نے رقم فرمائے۔

سنن ابی داؤد مع حواشی پہلی بار ۱۲۷۲ھ/۱۸۵۷ء مطبع قادری دہلی سے شائع ہوئی۔

مولانا شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادی نے سنن ابی داؤد کی شرح عون المعبود لکھتے وقت سنن ابی داؤد کے ۱۶ نسخے جمع کیے تھے ان نسخوں میں یہ نسخہ بھی شامل تھا۔

مولانا عظیم آبادی لکھتے ہیں۔

الثامنة انسخته الدھلویته المطبوعته فی ۱۲۷۲ھ باہتمام الفاضل العالم محمد بن بارك الله الفنجابی (عون المعبود ۴/۵۵۳)

التعلیقات علی مشکوٰۃ المصابیح:

مشکوٰۃ المصابیح حدیث کی مشہور کتاب ہے اور امام ولی الدین خطیب تبریزی (م بعد ۷۳۷ھ) کی مرتب کردہ ہے۔ اور مدارس عربیہ کے نصاب میں داخل ہے۔ حافظ صاحب نے اس کے حواشی لکھے۔ اور یہ کتاب ۱۲۷۲ھ/ ۱۸۵۶ء میں دہلی سے شائع ہوئی۔

یہ نسخہ مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانیؒ کی لائبریری الدارالدعوۃ السلفیہ میں موجود ہے۔

وفات:

حافظ محمد لکھوی نے ۹۰ برس کی عمر ۱۳ صفر ۱۳۱۱ھ مطابق ۲۷ اگست ۱۸۹۳ء لکھوکے میں رحلت فرمائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(۶)

مولانا محمد بن احمد ٹونکیؒ

۱۲۷۳ھ ۱۳۱۴ھ

۱۸۵۷ء ۱۸۹۷ء

مولانا حافظ محمد بن احمد ٹونکی اپنے دور کے نامور علماء میں سے تھے۔ ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۸۵۷ء ریاست ٹونک میں پیدا ہوئے۔ تعلیم کا آغاز حفظ قرآن مجید سے کیا۔ اوراس کے بعد اپنے علاقہ کے مختلف اساتذہ سے مختلف علوم وفنون میں تعلیم حاصل کی۔ زیادہ درسی کتابیں مولانا مفتی لطف اللہ بن اسد اللہ کوٹلی سے پڑھ کر۔ عربی ادب میں استفادہ مولانا فیض الحسن سہارن پوری سے کیا۔ اور حدیث کی تحصیل شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلویؒ سے کی۔ مولانا حکیم سید عبدالحی الحسنی (م ۱۳۴۱ھ) تحریر فرماتے ہیں۔

وقراء الکتب الدرسیته علی المفتی لطف اللہ بن اسد اللہ الکوئلی وعلی غیرہ من العلماء ثم لازم الشیخ فیض الحسن السھارن پوری وتادب علیه ثم دخل دھلی واخذ الحدیث علی السید نذیر حسین المحدث۔

(نزہۃ الخواطر ۳۸۴/۸)

آپ کا حافظہ بہت قوی تھا۔ اور اس کے ساتھ بہت زیادہ ذہین وفطین تھے۔ شعروسخن کا عمدہ ذوق رکھتے تھے اور بہت زیادہ اشعار زبانی یاد تھے۔

علم وفضل کے اعتبار سے جامع الکمالات تھے۔ اپنے مسلک اہلحدیث میں بہت زیادہ متشدد تھے۔ اس بناء پر احناف سے بہت زیادہ تعصب کرتے تھے۔ مولانا حکیم سید عبدالحی لکھتے ہیں۔ کہ

مولانا حافظ محمد بن احمد ٹونکی احناف پر بڑے متعصب تھے۔ ان کی برائی میں زبان کے بہت تیز اور سب کے سامنے احناف کی برائی کرتے تھے۔ اسی بنا پر نواب ابراہیم علی خان جو ریاست ٹونک کے امیر تھے۔ آپ پر سخت ناراض ہوئے یہاں تک آپ کو قید کرنے کا حکم فرمایا۔ پھر اپنے چچا عبیداللہ خاں کی سفارش پر ان کو چھوڑ دینے کا حکم فرمایا۔

(نزہۃ الخواطر ۳۸۵/۸)

رہائی کے بعد آپ ریاست ٹونک سے ہجرت کر کے ریاست بھوپال چلے گئے وہاں مولانا سید نواب صدیق حسن خاں نے آپ کی بہت زیادہ پزیرائی کی اور انہوں نے آپ کا وظیفہ مقرر کر دیا۔ بھوپال میں آپ کا قیام طویل مدت تک رہا۔ ۱۳۱۳ھ مطابق ۱۸۹۶ء آپ اپنے شہر ٹونک واپس آ گئے۔

یہاں آپ نے ایک سال بعد مرض استقاء سے ۱۳۱۴ھ مطابق ۱۸۹۷ء انتقال کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

تصانیف:

مولانا حافظ محمد ٹونکی بلند پایہ مصنف تھے۔ آپ کی تصانیف عربی، فارسی، اور اردو میں ہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱) فتاویٰ مسائل متفرقہ (فارسی)

(۲) آخر الدواء الکی بر داء الشیخ عبدالحی (اردو)

یہ کتاب ''تذکرہ الراشد'' مولفہ شیخ عبدالحی لکھنوی کے جواب میں ہے۔ مولانا عبدالحی صاحب نے اس کتاب کو تبصرہ الناقد برد کیلا الهاسد (عربی) مؤلفہ مولانا سید

نواب صدیق حسن خاں (م ۱۳۰۷ھ) کے جواب میں لکھا تھا۔

یہ کتاب ۲۱۲ صفحات میں مطبع صدیقی بنارس سے طبع ہوئی۔

(۳) رسالہ تزکیہ الاصحاب۔

(۴) القصائد فی ذم المقلدۃ الشفعیہ (عربی) ۲۸۲ ادبیات ہیں)

(۵) افادات الاریب ترجمہ دراسات اللبیب رد دراسات اللبیب شیخ محمد امین کی تصنیف ہے۔

(۶) حاشیہ لامیۃ العرب شنفری (عربی)

(۷) مختصر شرح دیوان حماسہ (عربی)

(۸) الدراسات الوافیہ فی العروض والقاضیۃ (عربی)

(۹) رسالہ در تحقیق غنیۃ الطالبین (اردو)

(۷)

مولانا محمد بن ہاشم سورتیؒ

۱۲۵۶ھ ۱۳۱۵ھ

۱۸۴۰ء ۱۸۹۷ء

مولانا شیخ محمد بن ہاشم سورتی کا شمار ان علمائے حدیث میں ہوتا ہے۔ جو اپنے علم وفضل، ذوق مطالعہ اور وسعت معلومات میں اپنے زمانہ کے معتبر عالم دین تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں حافظہ کی غیر معمولی نعمت سے نوازا تھا۔ تمام علوم وفنون اسلامیہ میں ان کو تبحر علمی حاصل تھا۔ مولانا حکیم سید عبدالحی الحسنی (م ۱۳۴۱ھ) تحریر فرماتے ہیں۔

احد العلماء المبرزین فی العلوم الادبیہ والقراۃ والحدیث والفقہ والنجوم والخط والانشاء وغیرھا۔

علوم ادبیہ، قراءۃ، حدیث، فقہ، نجوم، خط اور انشاء وغیرہ میں سب سے مشہور علماء میں سے تھے۔

(نزہتہ الخواطر ۴۰۲/۸)

مولانا محمد بن ہاشم بن محمد بن علی بن احمد بن علی سامرودی سورتی ۱۹ رجب ۱۲۵۶ھ مطابق ۱۸۴۰ء کو پیدا ہوئے آپ نے جن اساتذہ سے علوم اسلامیہ میں استفادہ کیا۔ ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

مولانا شیخ رحیم الدین بن محی الدین المعروف فقیر اللہ شاہ۔

مولانا شیخ عبداللہ بن شیخ عبدالوہاب سورتیؒ

علامہ شیخ الکل میاں صاحب سید محمد نذیر حسین محدث دہلویؒ (م ۱۳۲۰ھ)

علامہ شیخ حسین بن محسن انصاری الیمانی (م ۱۳۲۷ھ)

شیخ سید علی احمد سوندیؒ

شیخ منصور الرحمان معمر العالیؒ

شیخ نصیر الدین احمد

مولانا شیخ غلام علی نگینوی

ان اساتذہ کرام کے علاوہ دوسرے علماء سے بھی استفادہ کیا۔

فراغت تعلیم کے بعد درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ اور ساری زندگی درس وتدریس وعظ وتبلیغ اور تصنیف وتالیف میں بسر کردی۔ صاحب نزہۃ الخواطر فرماتے ہیں

ثم صرف عمره بالدرس والافادة وجمع الكتب النادرة للقدماء و صنف وخرج۔

پھر ساری عمر پڑھانے اور دوسروں کو فائدہ پہنچانے میں صرف کردی۔ اور قدماء کی کتابیں جمع کیں۔ اور تصنیف کیں۔

(نزہۃ الخواطر ۴۰۳/۸)

تصانیف:

مولانا محمد بن ہاشم سورتی اپنے دور کے بلند پایہ مصنف، مترجم اور عربی کے نامور شاعر تھے۔ آپ کی تصانیف کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ الاقوال الایمانیہ فی شرح اربعین السلمانیہ (اردو۔ منظوم)

۲۔ الاقوال الایمانیہ فی شرح اربعین السلمانیہ (اردو۔ نثر)

۳۔ ترجمہ وشرح الجامع الصحیح البخاری (اردو۔ صرف سات پارے)

۴۔ نیل المنی فی تقصیر الصلوۃ بمنی۔

۵۔ جواہر النظم فی افرائض (علم فرائض میراث)

۶۔ترجمہ کتاب التوحید شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدیؒ
۷۔التیسر الیسیر فی وجوب التقلید علی السعۃ والتسخیر (عربی۔تردید تقلید)
۸۔ترجمہ قصیدہ تائیہ (شیخ ابن ابی بکر المقری)اردو
۹۔قصیدہ فی مدح خیر النساء(عربی)
۱۰۔مصباح المجالس فی مدح النبی صلی اللہ علیہ وسلم (عربی)
۱۱۔قصیدہ فی مدح شیخ جمال الدین موسیٰ سورتی (عربی)
۱۲۔کتاب فی الصرف(فارسی)
۱۳۔کتاب فی النحو (فارسی)
۱۴۔کتاب بسیط فی الصرف (فارسی)

وفات:

مولانا محمد بن ہاشم نے ۱۳۱۵ھ مطابق ۱۸۹۷ء میں اپنے وطن سورت میں انتقال کیا۔اللھم اغفرہٗ وارحمہٗ

(۸)

مولانا قاضی محمد بن عبدالعزیز مچھلی شہریؒ

۱۲۵۲ھ ۱۳۲۵ھ

۱۸۳۶ء ۱۹۰۲ء

مولانا قاضی ابوعبداللہ محمد بن عبدالعزیز جعفری مچھلی شہری کا شمار علمائے فحول میں ہوتا ہے آپ ۱۲۵۲ھ مطابق ۱۸۳۶ء مچھلی شہر میں پیدا ہوئے۔ تعلیم کا آغاز مچھلی شہر سے کیا۔ اور ان کے پہلے استاد مچھلی شہر کے ایک بزرگ مولوی فصیح الدین غوری تھے۔ جن سے آپ نے ابتدائی کتابیں پڑ ھ ں۔ اس کے بعد آپ نے درسیات کی کتابیں اپنے چچا مولوی عبدالشکور سے ختم کیں۔

مولوی عبدالشکور صاحب اپنے دور کے نامور عالم دین تھے اور صدر الصدور کے منصب پر فائز تھے۔ ان کا کتب خانہ میں نادر ونایاب کتب کا بہت ذخیرہ جمع تھا۔ لغت کی مشہور کتاب ''مجمع البحار'' جو شیخ محمد بن طاہر پٹنی (م ۹۸۶ھ) کی تصنیف ہے اس کا قلمی نسخہ آپ کے کتب خانہ میں موجود تھا۔ اور اس نسخہ سے نقل ہوکر مطبع نولکشور لکھنو میں چھپی۔

مولانا قاضی محمد مچھلی شہری نے جن اساتذہ کرام سے مختلف ادوار میں علوم اسلامیہ میں استفادہ کیا ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

مولوی میر محبوب علی جعفریؒ

مولوی شیخ محمد تھانویؒ

نواب مصطفیٰ خان شیفتہؒ

مولانا سخاوت علی جون پوریؒ

ان علمائے کرام سے استفادہ کے بعد مولانا محمد اپنے چچا مولوی عبدالشکور صاحب کے ساتھ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے کے لئے حرمین شریفین تشریف لے گئے۔تو مکہ معظّمہ میں آپ نے جن اساتذہ سے حدیث میں سندواجازت حاصل کی۔ ان کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

مولانا شیخ عبدالحق بن فضل اللہ نیوتنی بنارسیؒ

مولانا شیخ عبدالغنی مجددی مدنیؒ

مولانا شیخ محمد العظامؒ

مولانا محمد مچھلی شہری کو شیخ عبدالحق محدث بنارسی کی شاگردی پر بڑا ناز تھا۔آپ انہی کی سند سے احادیث روایت کرتے اس لئے کہ آپ اپنے اس استاد کی وجہ سے ایک ہی واسطہ سے امام محمد بن علی شوکانی (م ۱۲۵۰ھ) کے شاگرد تھے۔ یہ بھی آپ کی خوش نصیبی تھی۔ کہ جب آپ تیسری مرتبہ حج بیت اللہ کے لئے حرمین شریفین تشریف لے گئے تو اپنے محبوب استاد شیخ عبدالحق محدث بنارسی کے جنازہ میں شرکت کی سعادت بھی نصیب ہوگئی۔

(تراجم علمائے حدیث ہندص ۳۷۴ تا ۳۷۵)

آپ نے مدرسہ کالج کلکتہ کا امتحان بھی پاس کیا۔اور کلکتہ کے قیام میں آپ نے قرآن مجید بھی حفظ کرلیا۔اس کے بعد کورٹ آف سول جسٹس امتحان بھی پاس کیا اس کے بعد کچھ عرصہ اعظم گڑھ میں سرکاری ملازمت بھی کی۔مگر جلد ہی اس ملازمت سے کنارکش ہوگئے۔ اس کے بعد آپ بھوپال تشریف لے گئے۔ جہاں امیر الملک والا جاہی مولانا سید نواب صدیق حسن خاں نے آپ کو بھوپال کا قاضی القضاۃ مقرر کردیا۔ حضرت نواب صاحب آپ کی بہت زیادہ قدر کرتے تھے۔۱۳۰۳ھ میں نواب صدیق

حسن خاں نوابی سے معزول کردیئے گئے۔ تو مولانا قاضی محمد صاحب نے قاضی القضاۃ کے عہدہ سے استعفیٰ دے دیا۔ اس موقعہ پر نواب شاہجہان بیگم صاحبہ نے ایک لاکھ روپیہ قاضی صاحب کی خدمت میں بطور رخصتانہ پیش کیا۔

بھوپال سے رخصت ہونے کے بعد قاضی صاحب یورپ کے سفر پر روانہ ہو گئے متعدد مقامات کی سیر کی اور بے شمار کتب خانے دیکھے۔ یورپ سے واپسی پر دوبارہ بھوپال تشریف لے گئے اور درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ اور تازیست بھوپال میں تدریس فرماتے رہے۔ یہیں اس دنیائے فانی سے کوچ کیا۔

(تراجم علمائے حدیث ہند۔ ص ۳۷۷، ۳۷۸)

علم وفضل اور عادات واخلاق کے اعتبار سے قاضی صاحب شرافت کا اعلیٰ پیکر تھے۔ تمام علوم اسلامیہ پر ان کی نظر وسیع تھی۔ علم حدیث میں سب پر فوقیت رکھتے تھے۔ کتاب وسنت کے نصوص ظاہرہ پر عمل کرتے اور اس کا اعتقاد رکھتے۔ سلفی العقیدہ تھے۔ بہت زیادہ متبع سنت تھے۔ احناف سے سخت تعصب برتتے بہت زیادہ پرہیزگار، متقی اور زہد ورع اور تقوی وطہارت میں بے مثل تھے۔

(نزہتہ الخواطر ۳۹۶/۸)

وفات:

قاضی صاحب نے ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۹۰۲ء بھوپال میں انتقال کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

تصانیف:

مولانا قاضی محمد بن عبدالعزیز بلند پایہ مصنف تھے۔ ان کی تصانیف عربی واردو میں ہیں۔ آپ نے مختلف موضوعات پر کتابیں تصنیف کیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

کتب حدیث، شروح حدیث، اصول حدیث۔

۱۔ الدراری الناشرات فی ترجمۃ مافی البخاری من الثلاثیات (عربی)

۲۔ الکلام المدہش المنیعہ من سماع عقلمۃ عن ابیہ (عربی)

۳۔ الروایات المصحۃ لاثبات رفع المسبحۃ (عربی)

۴۔ الصراط السوی فی صلوٰۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم (عربی)

۵۔ التخریج الاحادیث المرویۃ من العشرۃ النبویۃ (عربی)

۶۔ اللغۃ الصابغۃ فی تخریج حجۃ اللہ البالغۃ (عربی)

۷۔ کتاب الاحکام من احادیث علیہ الصلوٰۃ والسلام (عربی)

۸۔ موطا امام مالک کی ان حدیثوں کی تخریج، جنہیں امام صاحب نے "بلغنا" کے لفظ سے روایت کیا ہے۔ (عربی)

۹۔ البشارات (عربی)

۱۰۔ دفع الوسواس باستیعاب مسح الراس (عربی)

۱۱۔ المصلی (اردو)

اس رسالہ میں بدلائل ثابت کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ عیدین کی نماز میدان ہی میں پڑھتے تھے۔ (مطبع احمدی پٹنہ۔ طبع ۱۳۱۴ھ۔ صفحات ۱۸۰)

۱۲۔ تحفۃ المسلمین فی بیان التامین وبرحاشیہ عمدۃ ابراہین فی مسلۃ التامین (اردو)

یہ کتب بدلائل قرآن وحدیث آمین بالجہر کے اثبات میں ہے اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر تنقیدیں کرنے والوں کے بارے میں جو وعیدیں آئی ہیں ان کو بھی قلمبند کیا گیا ہے۔ (مطبع ریاض الاخبار گورکھپور۔ طبع ۱۸۸۵ء صفحات ۱۶۴)

۱۳۔ التحقیق الراسخ فی ان احادیث رفع الیدین لیس لھا ناسخ (اردو)

یہ کتاب رسالہ نور العنین فی حکم رفع الیدین کا جواب ہے۔ جس میں رفع الیدین کی تمام احادیث کو منسوخ قرار دیا گیا ہے۔ (صفحات ۲۰۰)

۱۴۔ تالیف القلوب بآحسن الاسلوب (عربی)

۱۵۔ احکام الاحکام (عربی)

۱۶۔ اسوۃ الابریز النصیص فی حل الازار والقمیص (عربی)

۱۷۔ رسائل الحسنات فی السلام والصلوٰۃ (عربی)

تردید تقلید:

۱۸۔ البیان المفید الاحکام التقلید معروف بہ رد تقلید (عربی)
اس کتاب میں دلائل سے تقلید شخصی کی تردید کی گئی ہے۔
(طبع دہلی۔ صفحات۔۷۲)

۱۹۔ انصات الغوی عن الدلیل القوی (عربی)

سوانح:

۲۰۔ نقد الدراہم (عربی)

یہ کتاب علامہ محمد حیات سندھیؒ کے حالات زندگی پر مشتمل ہے۔

۲۱۔ رسالہ فی نصب صدیق وعدد اولادۃ (اردو)

تاریخ:

۲۲۔ ازہر المطالب فی نسب آل جعفر بن ابی طالب (عربی)

۲۳۔ العجالۃ العبقریۃ فی سلاسۃ الجعفریۃ (عربی)

۲۴۔ الشمار یخ الاخضر فی تاریخ آل جعفر (عربی)

۲۵۔ سلالۃ الکرام فی خلالۃ العظام (عربی)

عقائد اہلحدیث:

۲۶۔ عقائد اہلحدیث مع فتاویٰ

اس کتاب میں اہلحدیث کے عقائد اور ان کے مذہب کی قدامت وافضلیت پر

تاریخی حیثیت سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور آخر میں تیجہ، چہلم، اور میلاد مروجہ وغیرہ کی تردید کی گئی ہے۔ (مطبع جید برقی پریس دہلی: ۱۳۴۴ھ صفحات ۱۴۰)

۲۷۔ رفع الشرور عن واضعی الایدی علی الصدور (عربی)

۲۸۔ کشف الستارہ عن وصف الابہامین بالاشارہ (عربی)

۲۹۔ المنبہ فی حواشی المنبیہ (عربی)

۳۰۔ رسالہ فی العمل بالحدیث (عربی)

(۹)

مولانا محمد بن عبداللہ جونا گڑھیؒ

م۱۳۲۲ھ

۱۹۰۴ء

مولانا شیخ محمد بن عبداللہ جونا گڑھی سورتی اپنے دور کے افاضل علماء میں سے تھے۔ شیخ سلیمان جونا گڑھی سے علم حاصل کیا۔ اور بعد فراغت علوم اسلامیہ اپنے وطن جونا گڑھ میں درس وتدریس اور وعظ وتبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا۔ مولانا حکیم سید عبدالحی الحسنی فرماتے ہیں۔

الشیخ العالم الصالح محمد بن عبداللہ جونا گڑھی ثم السورتی احد الافاضل المشہورین بگجرات قراء العلم علی الشیخ سلیمان جونا گڑھی واقام بلدۃ ویدرس۔ (نزہتہ الخواطر ۸/۳۹۷)

کچھ مدت بعد بعض ناگزیر حالات کی وجہ سے جونا گڑھ سے ترک وطن کر کے ۱۳۱۷ھ میں سورت میں سکونت اختیار کر لی اور اپنا تمام سامان وغیرہ بھی یہیں منتقل کرلیا اورسورت میں آپ نے درس وتدریس اور وعظ وتبلیغ کا سلسلہ شروع کردیا۔ آپ سے کئی طلباء نے استفادہ کیا۔ مولانا محمد بن یوسف سورتی اور شیخ عبدالکریم بنارسی آپ کے ارشد تلانذہ میں سے تھے۔

صاحب نزہتہ الخواطر لکھتے ہیں۔

قراء علیہ الشیخ محمد بن یوسف السورتی وشیخ عبدالکریم البنارسی وخلق آخرون۔

(نزہتہ الخواطر ۸/۳۹۷)

مولانا محمد بن عبداللہ جونا گڑھی سلفی العقیدہ تھے۔ مولانا حکیم سید عبدالحی فرماتے ہیں۔

وسمعت الشیخ محمد بن یوسف السورتی یقول انہ کان سلفی العقیدہ میں نے شیخ محمد بن یوسف سورتی سے سنا ہے فرماتے تھے۔ کہ (مولانا محمد بن عبداللہ جونا گڑھی) سلفی العقیدہ تھے۔

(نزہۃ الخواطر ۸/۳۹۷)

مولانا محمد بن عبداللہ جونا گڑھی نے ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء میں جونا گڑھی میں وفات پائی۔

(۱۰)

مولانا محمد بن غلام رسول سورتیؒ

م۱۳۲۴ھ

۱۹۰۶ء

مولانا محمد بن غلام رسول سورتی اپنے دور کے نامور عالم دین تھے۔ ان کے والد مولانا غلام رسول بھی جید عالم دین تھے۔ شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ فراغت تعلیم کے بعد بمبئی میں سکونت اختیار کی اور بھنڈی بازار میں کتابوں کا کاروبار شروع کیا۔ اسلامی ممالک سے اسلامی کتب یعنی کتب تفسیر وحدیث اور دوسرے علوم وفنون کی کتابیں منگواتے تھے۔ اور آپ ناشر وتاجر کتب تھے۔ محی السنۃ مولانا سید نواب صدیق حسن خاں (م ۱۳۰۷ھ) انہی کے ذریعہ اسلامی ممالک سے کتابیں منگواتے تھے۔ اور اس کے علاوہ اپنی تصانیف مصر وبیروت میں چھپواتے تھے۔ وہ انہی مولانا غلام رسول سورتی کے ذریعہ چھپواتے تھے۔

مولانا محمد بن غلام رسول سورت میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے شہر سورت میں حاصل کی۔ اس کے بعد حصول تعلیم کے لیے دوسرے شہروں کا سفر کیا آپ نے مولانا مفتی نعمت اللہ لکھنوی، اور مولانا شیخ محمد سعید عظیم آبادی اور دوسرے کئی علمائے کرام سے استفادہ کیا۔ حدیث کی تحصیل مولانا احمد علی بن لطف اللہ سہارن پوری محشی صحیح بخاری سے کی۔

مولانا حکیم سید عبدالحی الحسنی (م ۱۳۴۱ھ) تحریر فرماتے ہیں۔

فقراء علی المفتی نعمت اللہ لکھنوی وشیخ محمد سعید العظیم آبادی وعلی غیرھاالعلماء ثم دخل سھارن پور واخذ الحدیث بن مولانا احمد علی بن لطف اللہ سھارن پوری المحدث۔

(نزہۃ الخواطر ۳۹۹/۷)

اس کے بعد مولانا محمد حرمین شریفین تشریف لے گئے اور حج کی سعادت حاصل کرنے کے بعد شیخ رحمت اللہ کیرانوی، شیخ امداد اللہ عمری تھانوی اور سید احمد بن زین الدین دحلان شافعی مکی سے علم تصوف میں استفادہ کیا صاحب نزہۃ الخواطر فرماتے ہیں۔

ثم سافرالی الحجاز فجح وزارو اخذ عن الشیخ رحمتہ اللہ بن الخلیل الکرانوی والشیخ امداد اللہ العمری التھانوی وعن السید احمد بن زین الدین (دحلان الشافعی المکی)

(نزہۃ الخواطر ۳۹۹/۸)

حرمین شریفین سے واپسی کے بعد بمبئی میں کتابوں کی خرید وفروخت کو اپنا ذریعہ معاش بنایا۔

۱۳۲۴ھ مطابق ۱۹۰۶ء میں دنیائے فانی سے رحلت فرمائی ۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(۱۱)

حافظ محمد (ابوالحسن) سیالکوٹیؒ

م ۱۳۲۵ھ

۱۹۰۷ء

مولانا حافظ محمد (ابوالحسن) سیالکوٹی کا شمار ان علمائے حدیث میں ہوتا ہے جنہوں نے کئی ایک کتب حدیث کے تراجم کیے۔ آپ علم وفضل کے اعتبار سے جامع الکمالات عالم دین تھے۔ تمام علوم اسلامیہ پر ان کو یکساں قدرت حاصل تھی۔ حدیث و متعلقات حدیث اور فقہ حنفی پر ان کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔ مسائل کی تحقیق وتدقیق میں بھی ان کو یدطولی حاصل تھا۔ عبادت وریاضت میں بھی بے مثل تھے۔ اور اتباع سنت میں بھی اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔

حافظ صاحب کا مولد ومسکن ضلع سیالکوٹ کا موضع پنجگرائیں ہے ان کا سن ولادت معلوم نہیں ہوسکا۔ تعلیم کا آغاز حفظ قرآن مجید سے کیا۔ اس کے بعد علوم دینیہ کی تعلیم سیالکوٹ لاہور اور امرتسر میں حاصل کی۔ حدیث کی تحصیل شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) سے کی۔ آپ حضرت میاں صاحب کے ابتدائی تلامذہ میں سے تھے۔

فارغ التحصیل ہونے کے بعد واپس اپنے آبائی گاؤں تشریف لائے اور درس وتدریس، وعظ وتبلیغ اور تصنیف تالیف کا سلسلہ شروع کیا۔ ان کی تبلیغ سے بے شمار لوگوں نے راہ ہدایت پائی۔ اور شرک وبدعت اور محدثات سے کنارہ کشی اختیار کی۔

آپ کو اپنے گاؤں اور گردونواح میں بڑی عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ بڑے جلیل القدر عالم دین، زہد ورع کے پیکر، سادہ مزاج اور شریف الطبع انسان تھے۔

حافظ صاحب نے ٨ محرم ١٣٢٥ھ / ٢١ فروری ١٩٠٧ء کو اپنے آبائی گاؤں میں وفات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(اہلحدیث امرتسر ٩، اپریل ١٩٢٠ء)

تصانیف:

حافظ صاحب ایک بلند پایہ مصنف تھے۔ آپ کی تصانیف کی تفصیل درج ذیل ہے۔ ان میں کئی ایک کتب عربی کے اردو میں تراجم ہیں۔

١۔ فیض الباری ترجمہ فتح الباری (مکمل)
٢۔ فیض الستار ترجمہ کتاب آلاثار امام محمد بن حسن الشیبانیؒ
٣۔ اکمال ترجمہ اسماء الرجال
٤۔ ترجمہ مشکوۃ المصابیح (مکمل)
٥۔ تلخیص الصحاح۔ ترجمہ تیسیر الوصول حصہ پنجم وششم
٦۔ ترجمہ غنیۃ الطالبین از شیخ عبدالقادر جیلانیؒ
٧۔ ترجمہ فتوح الغیب۔ از شیخ عبدالقادر جیلانیؒ
٨۔ خلاصتہ النبراس فی روضۃ المبین
٩۔ الکلام المبین فی اظہار تلبیسات المقلدین عن رد فتح المبین
١٠۔ الظفر المبین (حصہ دوم)
١١۔ تردید الجاہلین والمشرکین
١٢۔ مناقب مرتضوی (درشان حضرت علی بن ابی طالبؓ)
١٣۔ خطبات التوحید

۱۴۔ فقہ محمدیہ (کلاں ۲ جلد)

۱۵۔ فقہ محمدیہ (خورد)

۱۶۔ انتفاع المرعون فی جواب کشف المرہون

۱۷۔ تجلی آسمانی بر سر دجال قادیانی

۱۸۔ کامن نور رحمت فی احوال قیامت

❀❀❀

(۱۲)

مولانا ابو یحییٰ محمد شاہجہان پوریؒ

م ۱۳۳۸ھ

۱۹۰۲ء

مولانا ابو یحییٰ محمد بن مولانا کفایت اللہ شاہجہان پوری اپنے دور کے فاضل علماء میں سے تھے۔ان کے والد مولانا کفایت اللہ (م ۱۳۳۱ھ۔۱۹۱۳ء) عامل بالحدیث اور بزرگ عالم دین تھے۔مولانا محمد شاہجہان پوری نے ابتدائی علوم اور حدیث کی بعض کتابیں اپنے والد محترم سے پڑھا۔اس کے بعد صرف منطق پڑھنے کے لئے مولوی ارشاد حسین رام پوری (۱۳۱۱ھ ۔۱۸۹۳ء) کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ بزرگ (مولوی ارشاد حسین) غالی مقلد تھے۔اور انہوں نے حضرت میاں صاحب سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) کی کتاب ''معیار الحق'' کا جواب ''انتصار الحق'' کے نام سے لکھا انتصار الحق کی تردید میں حضرت میاں صاحب کے چار تلامذہ مولانا سید امیر حسن سہسوانی (۱۲۹۱ھ) نے مولانا سید احمد حسن دہلوی (م ۱۳۳۸ھ) مولانا شہود الحق عظیم آبادی (م ۱۳۳۵ھ) اور مولانا احتشام الحق مراد آبادی (م ۱۳۱۳ھ) نے جوابات لکھے۔اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آج تک کوئی تقلیدی عالم جواب الجواب نہیں لکھ سکا۔ اور نہ ہی قیامت تک اسے لکھنے کی توفیق ہو گی۔

مولانا محمد شاہ جہان پوری مولوی ارشاد حسین رام پوری کی صحبت سے مقلد ہو گئے اور ایسے نرالے مقلد کہ اہل حدیث پر تبرا کرنے میں اپنی نجات سمجھتے تھے۔حتیٰ کہ اپنے

والد محترم کو گمراہ کہنے سے بھی باز نہیں آتے تھے۔ اور ان سے ہمہ وقت مباحثہ ومناظرہ کے لئے کمر بستہ رہتے۔

ایک دن ان کی ملاقات ایک اہلحدیث عالم مولانا محمد بدرالحسن سہسوانیؒ سے ہوگئی اوران سے تقلید شخصی پر گفتگو شروع ہوئی۔

مولانا بدرالحسن نے فرمایا کہ۔

جن کو غیر مقلد مشہور کہا جاتا ہے۔ حقیقت میں وہ مقلد ہیں اور جن کا دعوی تقلید شخصی یعنی حنفی ہونے کا ہے۔ وہ غیر مقلد ہیں۔

مولانا محمد صاحب نے اس کی تصریح چاہی۔

مولانا بدرالحسن نے فرمایا کہ

تقلید شخصی دوقسم پر محمول ہے۔

(۱) تقلید قولی (۲) تقلید فعلی

شق اول کو ترجیح ہے شق ثانی پر، شق اول کے مطابق تمام اہلحدیث حنفی ہیں۔ اس واسطے کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔

"اترکوا قولی بخیر الرسول"

دوسرا قول:

"واذاصح الحدیث فھو مذھبی"

ان دونوں قولوں کے مطابق اہلحدیث سچے حنفی ہیں اور مقلدین مشہورہ کو یہ مرتبہ حاصل نہیں ہے۔ اور باعتبار شکل ثانی کے بعد اہلحدیث ہی سچے حنفی ہیں۔ اس واسطے کہ تیجہ وچہلم وقیام ومیلاد وتقبیل الابہامین گیارہویں، عرس، قوالی، تعزیہ داری، وغیرہ وغیرہ حضرت امام صاحب سے فعلاً ثابت نہیں۔ لہذا وہ اہلحدیث نہیں کرتے۔ اور مقلدین مشہورہ چونکہ ان بدعات کے مرتکب ہیں۔ لہذا ان کا حنفیت کا دعوی کرنا بلادلیل ہے۔ اور تقلید شخصی کی تعریف بھی اہلحدیث ہی میں پائی جاتی ہے۔ کہ جمیع امور شرعیہ میں صرف جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل کو اپنا ایمان اور واجب العمل جانتے

ہیں۔ اس کے خلاف زید، عمرو، بکر کے قول وفعل کونہیں مانتے۔ بخلاف مقلدین مشہورہ کے کہ بعض مسائل میں امام صاحب کے مقلد ہیں، شادی وغمی میں رسم ورواج کے مقلد ہیں، عرس وقوالی میں پیرزادوں کے مقلد ہیں۔ تعزیہ داری میں تیمور لنگ کے مقلد ہیں۔ پھر تقلید شخصی کہاں رہی کلمہ تو پڑھتے ہیں لا الہ اللہ محمد رسول اللہ اور منسوب ہوتے ہیں امام ابوحنیفہؒ کی طرف۔ اگر حنفی شافعی وغیرھما ہونا جز وایمان ورکن اسلام ہے تو پھر۔

آمنت باللہ وملائکتہ و کتبہ ورسلہ

میں لفظ'' آئمہ'' کو بڑھانا چاہیے۔ اور اعلان کردیا جائے۔

(تراجم علمائے حدیث ہند ص ۴۷۶، ۴۷۷)

مولانا محمد اس تقریر سے کچھ ایسے متاثر ہوئے کہ تقلید سے توبہ کرلی۔ اور مولانا بدر الحسن سے صحیح بخاری پڑھ کر سند واجازت حاصل کی۔ اس کے بعد حضرت میاں صاحب دہلوی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ان سے حدیث مکرر پڑھی۔ اس کے بعد علامہ حسین بن محسن انصاری الیمانی (۱۳۲۷ھ) کی خدمت میں بھوپال حاضر ہوئے۔ اور ان سے حدیث میں سند واجازت حاصل کی۔

بھوپال سے واپس آکر دہلی میں قیام کیا۔ اور کچھ مدت درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ اور اس کے بعد اپنے وطن شاہ جہان پور تشریف لے گئے۔ اور وہاں درس وتدریس، وعظ وتبلیغ اور تصنیف وتالیف میں مشغول ہوگئے۔

تصانیف:

مولانا محمد صاحب تصانیف بھی تھے ان کی تصانیف عربی اردو میں ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

۱) تعلیقات علی سنن نسائی (عربی)

امام ابوعبدالرحمان احمد بن شعیب نسائی (م ۳۰۳ھ) کی سنن نسائی پر تعلیقات۔

۲) عین الشابتہ فی تحقیق تکرارا وعتہ (اردو)

یہ کتاب مولانا سید احمد گنگوہی (مقلد) کے رسالہ ''الشمس الامعتہ فی کراہتہ ا وعتہ الثانیۃ'' کے جواب میں ہے جس میں جماعت ختم ہونے کے بعد دوبارہ جماعت قائم کرنے کی نفی کی گئی ہے۔

۳) اصول فقہ (اردو)

۴) رد جوامع الشواہد فی اخراج الوہابین عن المساجد (اردو)

۵) الارشاد الی سبیل الرشاد فی بحث التقلید والاجتہاد (اردو)

یہ کتاب مولانا رشید احمد گنگوہی (مقلد) کے رسالہ ''سبیل الرشاد'' کے جواب میں ہے۔ اس میں یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ بڑے بڑے فقہائے امت حدیث نبوی میں کم مایہ تھے۔ ثبوت میں تاریخی واقعات اور بزرگان دین کے اقوال وغیرہ پیش کئے گئے ہیں۔

یہ کتاب پہلی بار (۱۳۱۹ھ۔۱۹۰۱ء)) حضرت مصنف نے مطبع انصاری دہلی سے چھپوائی۔

دوسری بار (۱۳۵۲ھ۔۱۹۳۳ء) میں ثنائی برقی پریس امرتسر سے شائع ہوئی۔

تیسری بار (۱۳۸۶ھ۔۱۹۶۶ء) میں اشرف پریس لاہور میں طبع ہوئی۔

اور اہلحدیث اکیڈیمی، کشمیری بازار۔ لاہور نے شائع کی۔

چوتھی بار (۱۴۰۷ھ۔۲۰۰۷ء) مکتبہ ثنائیہ سرگودھا نے شائع کی ہے۔

۶) تراجم اہلحدیث

اس کتاب میں پنجاب، بنگال، اور افغانستان کے علمائے اہلحدیث کے تراجم جمع کئے تھے۔ لیکن یہ کتاب شائع نہ ہوسکی۔ اس کا مسودہ ضائع ہوگیا تھا۔

وفات:

مولانا ابویحیٰ محمد شاہجہان پوری نے ۱۳۳۸ھ مطابق ۱۹۲۰ء میں اپنے وطن شاہجہان پور میں وفات پائی۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

(۱۳)

مولانا محمد بن حسین بن محسنؒ صاری

۱۳۴۴ھ	۱۲۷۳ھ
۱۹۲۶ء	۱۸۵۶ء

شیخ محمد بن حسین بن محسن بن محمد انصاری الیمانی ۱۲۷۳ھ/۱۸۵۶ء میں یمن کے شہر حدیدہ میں پیدا ہوئے۔ ہوش سنبھالا تو اپنے والد محترم سے صرف ونحو اور فقہ شافعی کے تعلیم حاصل کی اور اپنے چچا علامہ شیخ محمد بن محسن سے بھی علوم دینیہ میں استفادہ کیا۔ ۱۲۹۱ھ/۱۸۷۴ء میں بھوپال تشریف لائے اور آپ نے بھوپال میں جن اساتذہ کرام سے مختلف علوم اسلامیہ ودینیہ میں اکتساب فیض کیا۔ ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

علامہ زین العابدین۔

ان سے فقہ اور حدیث کی کتابیں پڑ ا۔

مولانا عبداللہ بلگرامی

ان سے فن نحو، منطق، فقہ واصول فقہ میں استفادہ کیا۔

مولانا عبدالحق بن محمد اعظم کابلی۔

ان سے منطق کی تعلیم حاصل کی۔

مولانا یوسف علی گوپاموی۔

ان سے فنون فقہ واصول وحکمت کی کتابیں پڑ ا۔

مولانا مفتی عبدالقیوم بن مولانا عبدالحی بڈھانوی
ان سے صحیح بخاری کی جلد اول اور جامع صغیر پڑھی۔
مولانا قاضی محمد بن عبدالعزیز مچھلی شہری۔
ان سے صحیح بخاری اور بلوغ المرام پڑھی۔ اور انہوں نے اجازت شدہ تمام روایتوں کی روایت کرنے کی اجازت دی۔

اس کے بعد علامہ محمد بن حسین نے حرمین شریفین کا سفر کیا۔حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے کے بعد جن اساتذہ سے حدیث میں سندواجازت حاصل کی ان میں شیخ عبداللہ بن ادریس سنوسی حسنی اور شیخ عبدالغنی بن ابی سعید عمری دہلوی شامل ہیں۔

حرمین شریفین سے واپسی کے بعد بھوپال میں اپنے والد محترم کے مدرسہ میں طویل مدت تک تدریس فرمائی ۔ اس کے بعد دوبارہ حرمین شریفین تشریف لے گئے۔ وہاں کچھ عرصہ قیام کے بعد واپس ہندوستان تشریف لائے۔ اور دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنو میں تدریس پر مامور ہوئے ۔ مولانا حکیم سید عبدالحی الحسنی فرماتے ہیں کہ۔

میں نے خود بھی آپ سے بھوپال میں الوافی جو علم عروض وقوافی دونوں کے لئے کافی ہے۔ مع اس کی شرح کے جو کہ منہوری کی ہے۔ اور مقامات حریری، دیوان متنبّی کتاب الحماسہ اور معلقات سبعہ وغیرہ کے ساتھ پڑھی ہیں۔

(نزہۃ الخواطر ۳۸۹/۸)

تصانیف:

شیخ محمد بن حسین انصاری کی تین کتابوں کا ذکر تذکرہ نویسوں نے کیا ہے۔ اور تینوں کتابیں عربی میں ہیں۔ جن میں دو نظم میں ہیں اور ایک کا تعلق عروض وقوافی سے ہے۔ کتابوں کے نام یہ ہیں:۔

(۱) النور الساطع المقتبس من محاسن البدر الطالع (نظم)

(۲) الطرز الموشی بفوائد الانشاء (نظم)

(۳) اعود دالصافی العروض والقوافی (عروض وقوافی)

علمی تبحر:

مولانا شیخ محمد بن حسین انصاری علوم اسلامیہ کے متبحر عالم دین، نامور محدث، بلند پایہ مورخ ومحقق اور عربی ادب کے امام تھے۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی (م۱۹۹۹ء) لکھتے ہیں کہ۔

شیخ محمد عرب مشہور محدث شیخ حسین بن محسن کے صاحبزادہ تھے۔ فن عروض وقوافی، معانی بیان اور فنون عربیت میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ عربی کے قادر الکلام شاعر تھے۔ ایک عرصہ تک دارالعلوم ندوۃ العلماء میں عربی ادب کے استاد اعلیٰ رہے۔
(حیات عبدالحی۔ص۶۲)

دوسری جگہ مولانا ابوالحسن علی ندویؒ فرماتے ہیں کہ

شیخ محمد بن حسین جو اپنی جوانی میں اپنے نامور باپ کے ساتھ یمن سے بھوپال منتقل ہوئے تھے۔ عالم وفاضل اور صاحب درس وتصنیف بزرگ تھے۔ اصل موضوع اور طبعی ذوق ادب وشاعری کا تھا۔ فن عروض وقوافی پر محققانہ نظر رکھتے تھے۔ صاحب قلم ادب اور قادر الکلام شاعر تھے۔ عرصہ دراز تک دارالعلوم ندوۃ العلماء میں ادب عربی کے استاد اعلیٰ اور کچھ عرصہ شیخ الحدیث بھی رہے۔

(پرانے چراغ ۱/۲۱۱)

قصائد:

مولانا حکیم عبدالحیؒ نے اپنی کتاب نزہۃ الخواطران کے چند قصائد درج کئے ہیں: جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۳۲۰ھ: ندوۃ العلماء کے اجلاس میں پڑھا گیا۔ اس میں ۱۲۳ اشعار ہیں۔

۱۳۳۴ھ: ندوۃ العلماء کی مجلس میں پڑھا گیا۔ ۱۱۴ اشعار ہیں۔

۱۳۳۵ھ: ارکان ندوۃ جب مدراس روانہ ہوئے۔ تو ان کی روانگی کے وقت ۱۸

اشعار پڑھے۔

۱۳۳۶ھ: ندوۃ العلماء کے سالانہ اجلاس منعقدہ ناگپور میں ۱۱۴ اشعار پڑھے۔
مولانا حکیم سید عبدالحی کے ہاں ڈاکٹر حکیم مولوی سید عبدالعلی کی ولادت ۱۳۱۰ھ میں ہوئی تو حکیم صاحب کو اشعار کے ذریعہ مبارک باد دی اور ۲۱ اشعار پڑھے۔

۱۳۴۰ھ : میں ڈاکٹر حکیم مولوی سید عبدالعلی کے ہاں لڑکے کی ولادت ہوئی لڑکے کا نام حسن المثنیٰ رکھا گیا اور اس پر اشعار کہے۔

وفات:

علامہ شیخ محمد بن حسین انصاری نے یکم ذی الحجہ ۱۳۴۴ھ مطابق جون ۱۹۲۶ء کو بھوپال میں وفات پائی۔ اور بھوپال میں ہی دفن ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(۱۴)

مولانا قاضی محمد خانپوری ہزارویؒ

۱۲۷۰ھ ۱۳۴۴ھ

۱۸۵۴ء ۱۹۲۹ء

مولانا حکیم سید عبدالحی الحسنیؒ (۱۳۴۱ھ) فرماتے ہیں الشیخ العالم الصالح محمد بن القاضی محمد حسن الخانپوری ابو عبداللہ کان من العلماء المبرزین فی الفقہ والحدیث والعربیۃ ولد یوم الاربعا فی العشر الاولیٰ من رمضان سنۃ سبعین ماتین الف وقراء العلم علی والدہ وعلی غرہ من العلماء ثم اخذ الحدیث عن السید نذیر حسین الدہلوی المحدث واستفاض عن الشیخ عبداللہ الغزنوی فیوضا کثیرۃ وکان تلواخیہ القاضی عبدالاحد فی القراءۃ والسماعۃ الا انہ صحب السید نذیر حسین المذکور اکثر منہ السنتین۔

محترم عالم صالح محمد بن قاضی محمد حسین خانپوری ابو عبداللہ فقہ حدیث اور عربیت کے مشہور اور نامور علماء میں سے تھے۔ ۱۲۷۰ھ میں رمضان کے پہلے عشرہ میں بدھ کے روز پیدا ہوئے اور اپنے والد کے علاوہ دوسرے علماء سے بھی علم حاصل کیا۔ مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی سے علم حدیث پڑھا۔ اور شیخ عبداللہ غزنوی سے فیض و برکات حاصل کیئے اپنے برادر مولانا قاضی عبدالاحد سے قراۃ اور سماعت میں ساتھ رہے۔ لیکن ان سے دو سال زائد حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلویؒ کی صحبت میں رہے۔

(نزہۃ الخواطر ۸/۳۹۹)

مولانا قاضی محمد نے علوم اسلامیہ کی تحصیل جن اساتذہ کرام سے حاصل کی۔ ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

مولانا قاضی عبدالاحد خان پوری (م ۱۳۴۷ھ) (برادر اکبر)

مولانا قاضی محمد حسن خان پوری (م ۱۳۰۱ھ) (والد محترم)

استاد پنجاب حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی (م ۱۳۳۴ھ)

عارف باللہ حضرت مولانا سید عبداللہ غزنوی (م ۱۲۹۸ھ)

شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ)

دہلی میں جب آپ حضرت میاں صاحب سے حدیث پڑھ رہے تھے تو مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی صاحب حسن البیان فیما فی سیرۃ النعمان (م ۱۳۳۶ھ) آپ کے ہم درس تھے۔ فراغت تعلیم کے بعد اپنے وطن خان پور واپس آکر وعظ اور تبلیغ اور درس وتدریس میں مشغول ہوگئے۔ ان دنوں میں دیہات میں لوگ جمعہ کی فرضیت کے قائل نہ تھے۔ آپ نے دیہات میں جمعہ کی نماز پڑھنے کا اعلان کیا۔ اس سلسلہ میں آپ کے علمائے تقلید سے مناظرے بھی ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر میدان میں کامیابی وکامرانی سے ہمکنار کیا۔ اور دیہات میں جمعہ کا خطبہ اور نماز کا سلسلہ شروع ہوا فن مناظرہ میں آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا۔

۱۸۹۴ء/۱۸۹۵ء مطابق ۱۳۱۲ھ میں حضرت الامام مولانا سید عبدالجبار غزنوی (م ۱۳۳۱ھ) کے حکم سے آپ نے پشاور صدر میں مسجد مولوی عبدالمجید مرحوم میں خطابت کا عہدہ قبول کرلیا۔ اور آپ پشاور تشریف لے گئے۔ جہاں آپ ۱۹۰۸ء مطابق ۱۳۲۶ھ تک خطابت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ اس کے بعد آپ اپنے وطن خانپور تشریف لے آئے۔

۱۹۱۰ء مطابق ۱۳۲۸ھ میں آپ جامع مسجد اہلحدیث راولپنڈی کے خطیب مقرر ہوئے اور ۱۹۱۶ء مطابق ۱۳۳۴ھ تک آپ مسجد مذکور سے منسلک رہے۔

مولانا قاضی محمد اخلاق حمیدہ سے متصف تھے۔ حق گوئی و بے باکی میں اپنی مثال آپ تھے۔ بہت زیادہ متبع سنت تھے۔ اور اس کے ساتھ مستغنی المزاج اور قانع تھے۔ بہت زیادہ اللہ پر توکل کرنے والے تھے۔ وعظ و تبلیغ میں ہمہ تن مصروف رہے۔ درس و تدریس کا آپ کو خاص ملکہ حاصل تھا۔ آپ نے ساری زندگی قرآن و حدیث کی تعلیم کو اپنا فرض منصبی سمجھا اور کسی طالب علم کو تعلیم دینے سے انکار نہیں کیا۔

تصنیف میں ان کی ایک کتاب ہے۔ جس کا نام ہے۔

صاعقۃ الرحمان علی حزب الشیطان

المقلب بہ

کشف التلبیس عن اخوان ابلیس

یہ کتاب ایک غالی مقلد کے ایک استفتاء کے جواب میں ہے۔ جس میں جمعہ فی القریٰ، دعا اجتماعی بعد الصلوۃ، سماع موتی، استمداد غیر اللہ، علم غیب، توسل قبر پرستی، وظیفہ یارسول اللہ، زبانی نیت، آمین بالجہر تقلید شخصی کی فرضیت، امام ابوحنیفہؒ کی باقی ائمہ پر فضیلت جیسے مسائل پر خامہ فرسائی کی گئی تھی۔

یہ کتاب فارسی زبان میں ہے اور بڑے سائز کے فل سکیپ سائز کے (۱۳۷) صفحات پر تحریر شدہ ہے۔ اور ہر صفحہ میں ۱۹ سطریں ہیں۔ اس کتاب پر حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی، مولانا سید شریف حسین دہلوی، مولانا سید عبدالواحد غزنوی، مولانا عبدالاحد خانپوری وغیرہ کی تقریظات ہیں۔

یہ کتاب غیر مطبوع ہے۔ (تذکرہ علمائے خانپور۔ ص ۱۸۶)

وفات:

مولانا قاضی محمد نے ۶ جمادی الثانی ۱۳۴۸ھ مطابق ۹ نومبر ۱۹۲۹ء اپنے وطن خان پور میں وفات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

❀❀❀

(۱۵)

مولانا ابوالارشاد محمد دبکاویؒ

۱۲۷۷ھ — ۱۳۵۰ھ

۱۸۶۱ء — ۱۹۳۱ء

مولانا ابوالارشاد محمد ۱۲۷۷ھ مطابق ۱۸۶۱ء ضلع پیلی بھیت کے قصبہ ''دبکا'' میں پیدا ہوئے۔ آپ نے جن علمائے کرام سے علوم دینیہ میں تعلیم حاصل کی۔ ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

مولانا محمد سعید محدث بنارسی (م۱۳۲۲ھ)

مولانا حافظ ابراہیم اروی (م۱۳۱۹ھ)

مولانا ابوالحسنات عبدالحی لکھنوی (م۱۳۰۴ھ)

شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م۱۳۲۰ھ)

محی السنتہ مولانا سید نواب صدیق حسن خاں قنوجی (م۱۳۰۷ھ)

حضرت میاں صاحب سید نذیر حسین محدث دہلوی سے آپ نے پہلے استفادہ کیا۔ اس کے بعد آپ حضرت نواب صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ان سے سنن ابن ماجہ، جامع ترمذی اور صحیح مسلم پڑھ کر سند حاصل کی۔

تکمیل تعلیم کے بعد بھوپال میں کچھ عرصہ ان کا قیام رہا۔ اور حضرت نواب صاحب کی وفات کے بعد اپنے آبائی گاؤں ''دبکا'' واپس آگئے۔ اور ایک دینی مدرسہ بنام ''چشمہ فیض'' جاری کیا۔ جس میں آپ نے درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ یہ

مدرسہ (۸) سال تک جاری رہا۔ اس کے بعد یہ مدرسہ بعض ناگزیر وجوہات اور اہل قصبہ سے بعض امور میں اختلافات کی وجہ سے بند ہوگیا۔

مولانا محمد دبکاوی اپنے مسلک اہلحدیث میں بہت زیادہ متشدد تھے۔ اور اہل تقلید واہل بدع کے بارے میں سخت رویہ رکھتے تھے۔ جس کی وجہ سے اہل بدع آپ کے سخت مخالف تھے۔ اور آپ کو تکلیف وایذا پہنچانے میں کوئی کسر نہ چھوڑتے تھے۔ اس لئے آپ نے ''دبکا'' کی سکونت چھوڑ دی۔

مولوی ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی (م ۱۹۶۶ء) لکھتے ہیں۔ کہ

اہل بدعات نے اس قدر تکلیفیں دیں۔ کہ اہل وعیال کو ہمراہ لے جا کر جہاں بھی سکونت اختیار کی۔ یہ جماعت درپے آزار ہوگئی۔ اس دربدری کی وجہ سے بالکل بے مایہ ہوگئے۔ اور آخر عمر نہایت عسرت میں بسر ہوئی۔

(تراجم علمائے حدیث ہند۔ ص ۴۷۴)

تصانیف:

مولانا محمد دبکاری نے چند رسائل مختلف موضوعات پر تصنیف کیئے۔ لیکن ان کی تفصیل نہیں مل سکی۔ مولوی ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی نے صرف ایک کتاب بنام کا ذکر کیا ہے۔ جو غیر مطبوع ہے۔

مولانا محمد مستقیم سلفی بناری نے اپنی کتاب ''جماعت اہل حدیث کی تصنیفی خدمات'' میں صرف دو کتابوں کا ذکر کیا ہے۔

۱) صمصام الباری علی عنق جارح البخاری (صفحہ ۴۸)

۲) صمصام التحقیق علی مغالطۃ تنبیہ الرفیق (اردو)

یہ کتاب مولوی محمد احسن نانوتوی (مقلد) کی کتاب ''تنبیہ الرفیق'' کے جواب میں ہے۔ جسے انہوں نے شیخ الکل حضرت میاں صاحب سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی کی کتاب ''ثبوت حق الیقین'' کے جواب میں لکھا تھا۔

یہ کتاب سعید المطابع بنارس سے شائع ہوئی۔ سن اشاعت ندارد (صفحہ ۴۹۵)

وفات:

مولانا محمد دبکاوی نے ۱۷، جمادی الثانی ۱۳۵۰ھ بمطابق ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۱ء اس دنیائے فانی سے رحلت فرمائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

❀❀❀

(۱۶)

مولانا محمد بن ابراہیم جونا گڑھیؒ

۱۳۰۷ھ ۱۳۶۰ھ

۱۸۹۰ء ۱۹۴۱ء

خطیب الہند مولانا محمد بن ابراہیم جونا گڑھی ایک ممتاز عالم دین، مفسر قرآن، محدث، فقیہ، مورخ، محقق، ادیب، معلم، متکلم، دانشور، واعظ، صحافی، نقاد، مبصر اور مصنف تھے۔ ان کا شمار ان علمائے کرام میں ہوتا ہے، جو خدمت حدیث، علمی کمالات اور دینی وجاہت، عملی کردار، حسن صورت و سیرت اور مجاہدانہ کارناموں سے زمانہ پر چھا گئے۔ مولانا محمد بن ابراہیم تمام علوم اسلامیہ میں تبحر علمی رکھتے تھے۔ تفسیر، حدیث، فقہ اور تاریخ پر ان کو مکمل عبور تھا۔ اور فقہ مذاہب اربعہ پر ان کو مکمل دسترس حاصل تھی۔ خاص کر ان کو فقہ حنفی پر ید طولیٰ حاصل تھا۔ اس کا ثبوت ان کی تصانیف فراہم کرتی ہیں۔

مولانا محمد بن ابراہیم ۱۳۰۷ھ/۱۸۹۰ء میں ریاست جونا گڑھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم جونا گڑھ میں مولانا عبداللہ جونا گڑھی سے حاصل کی۔

۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء میں تحصیل علم کے لئے دہلی تشریف لائے۔ دہلی ان دونوں علوم وفنون کا مرکز تھا۔ دینی مدارس قائم تھے۔ اور تشنگان علم یہاں آکر اپنی علمی پیاس بجھاتے تھے۔ مولانا محمد بن ابراہیم مدرسہ امینیہ دہلی (جو دیوبندی مکتب فکر کی درسگاہ تھی) میں داخل ہوگئے۔ لیکن جلد ہی عامل بالحدیث ہونے کی وجہ سے مدرسہ سے خارج کردیئے گئے۔ چنانچہ آپ مدرسہ دارالکتاب والسنۃ صدر بازار دہلی میں داخل ہوگئے۔ یہ مدرسہ

مولانا عبدالوہاب دہلوی نے قائم کیا تھا۔ آپ نے اس مدرسہ میں علوم دینیہ کی تکمیل کی۔ حدیث کی تحصیل مولانا عبدالرحیم غزنوی اور مولانا عبدالرشید سے کی (یہ دونوں علمائے کرام مسجد پھاٹک حبش خاں میں مسند حدیث پر فائز تھے) فلسفہ ومنطق کی تعلیم مولانا محمد اسحاق منطقی سے حاصل کی۔

فراغت تعلیم کے بعد اجمیری دروازہ دہلی کی مسجد اہل حدیث میں ''مدرسہ محمدیہ'' کے نام سے ایک دینی درسگاہ کی بنیاد رکھی۔ اور درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ اور ساتھ ہی آپ نے ایک ماہوار دینی رسالہ بنام، گلدستہ محمدی'' جاری کیا۔ جو بعد میں ''اخبار محمدی'' کی شکل اختیار کرگیا۔ یہ اخبار پندرہ روز بعد شائع ہوتا تھا۔ اس اخبار نے توحید وسنت کی اشاعت وترقی اور ترویج اور شرک وبدعت ومحدثات کی تردید وتوبیخ میں اہم کردار ادا کیا۔ یہ اخبار توحید وسنت کا آفتاب بن کر چمکتا رہا۔ اور جس کی ضیا پاشیوں سے پورا برصغیر روشن ہوا۔

مولانا محمد بن ابراہیم کو توحید وسنت کی اشاعت اور اعلائے کلمۃ الحق کے سلسلہ میں مصائب و آلام کا بھی شکار ہونا پڑا۔ مقلدین احناف اور اہل بدع نے آپ کو خاصا پریشان کیا۔ آپ پر مقدمات قائم کئے گئے۔ لیکن آپ کے پائے استقلال میں لغزش نہ آئی۔ اور بڑی جوانمردی اور استقامت سے مقابلہ کیا۔

مولانا محمد جونا گڑھی بلند پایہ خطیب اور مقرر تھے۔ ان کا وعظ بڑا موثر اور جامع ہوتا تھا۔ وعظ فرماتے۔ خود بھی روتے اور سامعین کو بھی رلاتے۔

مولانا مختار احمد ندویؒ لکھتے ہیں۔ کہ

خطیب الہند مولانا محمد جونا گڑھی کو اللہ تعالیٰ نے خطابت کا ایسا ملکہ اور قدرت عطا فرمائی تھی۔ کہ وہ ہر موضوع پر جامع اور مدلل خطاب فرماتے تھے۔ آپ کی آواز میں ایسی کشش اور تاثیر تھی۔ کہ خطبہ مسنونہ شروع کرتے ہی آپ پر رقت طاری ہوجاتی تھی۔ اور بیشتر اصحاب بے اختیار آنسو بہانے لگتے تھے۔ اور خطبہ سے متاثر ہوکر اعلانیہ

تائب ہوجاتے تھے۔آپ کے مواعظ اور توحید خطاب نے ہندوستان میں تقلید اور شرک وبدعت کی بساط الٹ دی۔ اور بلا مبالغہ لاکھوں آدمی شرک وبدعات سے تائب ہوکر سچے موحد اور متبع سنت بن گئے۔

پروفیسر حکیم عنائت اللہ نسیم سوہدروی اور مولانا محمد جونا گڑھی کی رہائش باڑہ ہندو راؤ دہلی میں ایک ہی مکان میں تھی۔ یہ مکان تین منزلہ تھا۔ پہلی منزل میں مولانا جونا گڑھی کا دفتر اور مہمان خانہ تھا۔ اور تیسری منزل میں رہائش تھی۔ دوسری منزل میں حکیم عنائت اللہ نسیم اور ان کے بھائی صوفی محمد ظفر نسیم اور چچا حکیم عبدالرحمان رہائش پذیر تھے۔

حکیم عنائت اللہ نسیم فرمایا کرتے تھے۔کہ

میری ملاقات مولانا محمد صاحب سے ہوتی رہتی تھی۔ بڑے زیرک عالم تھے۔ مسائل کی تحقیق وتدقیق میں ان کو ید طولی حاصل تھا۔اور ان کا وعظ بڑا جامع اور موثر ہوتا تھا۔ سامعین ان کا وعظ بڑے ذوق وشوق سے سنتے تھے۔اور ان کے ارشادات پر عمل کرنے کا عہد کرتے تھے۔مولانا محمد صاحب میں ایک خوبی بدرجہ اتم پائی جاتی تھی۔ کہ وہ بڑے مہمان نواز تھے۔ میں نے علماء میں ان جیسا مہمان نواز اور متواضع عالم نہیں دیکھا۔ روزانہ دو چار علماء ان کے مہمان ہوتے تھے۔مولوی ابویحیٰ امام خاں نوشہروی جب دہلی میں ہوتے تھے۔تو وہ ان ہی کے مہمان ہوتے۔

مولانا محمد بن ابراہیم بڑے خوش خوراک، خوش لباس اور وضعدار عالم دین تھے۔ مہمانوں کی خوب تواضع کرتے تھے۔اور اس کے ساتھ بڑے خوش اخلاق، ملنسار، زہد و ورع کے پیکر اور اہل علم کے قدردان تھے۔عبادت وریاضت میں بھی اپنی مثال آپ تھے۔نماز تہجد کے پابند تھے۔صوفی محمد ظفر نسیم مرحوم اکثر راقم سے یہ واقعہ بیان کیا کرتے تھے۔

تہجد کی نماز کے لئے شیخ عطاء دالرحمان مرحوم مہتمم دارالحدیث رحمانیہ دہلی اپنی

رہائش گاہ سے آکر مولانا محمد صاحب کو جگاتے تھے۔ پھر دونوں صدر بازار کی جامع مسجد میں تشریف لے جاتے اور بعد نماز فجر واپس تشریف لاتے۔ شیخ عطاء الرحمان ساتھ ہوتے اور مکان کے قریب گلی میں ایک چھوٹے سے ہوٹل میں چائے پیتے۔

مولانا محمد صاحب نے جماعت اہل حدیث کی ترقی وترویج اور مسلک اہلحدیث کی اشاعت میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ ہندوستان کے مختلف شہروں میں بسلسلہ وعظ وتبلیغ تشریف لے جاتے تھے۔۱۳۵۲ھ/۱۹۳۲ء میں مولانا عبدالمجید سوہدرویؒ نے سوہدرہ میں تین روز اہلحدیث کانفرنس کا انعقاد کیا۔اس کانفرنس میں اس دور کے نامور علمائے اہل حدیث تشریف لائے۔مثلاً

شیخ الاسلام مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری، مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی، مولانا محمد اسمٰعیل سلفیؒ، مولانا نور حسین گھرجاکھی، مولانا احمد الدین گکھڑی، مولانا میر محمد بھانبڑی اور مولانا محمد بن ابراہیم جوناگڑھی رحمہم اللہ اجمعین۔

مولانا محمد بن ابراہیم نے تحریر وتقریر کے ذریعہ توحید وسنت کی اشاعت اور شرک وبدعت کی تردید میں جو نمایاں خدمات دیں وہ تاریخ اہلحدیث کا سنہری باب ہے۔

مولانا محمد صاحب نے یکم صفر ۱۳۶۰ھ مطابق ۲۸،فروری ۱۹۴۱ء اپنے وطن جوناگڑھ میں انتقال کیا۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔

تصانیف:

مولانا محمد جوناگڑھی کا شمار صاحب تصانیف کثیرہ ہوتا ہے۔اور ہر کتاب مضاف بہ نام پاک محمد فرمائی۔یعنی صیام محمدی، حج محمدی، ایمان محمدی،(وقس علی ہذا)۔اس نام کی برکت سے محمدیات کا یہ سلسلہ ابلاغ توحید وتبلیغ سنت میں خوب کامیاب ہوا۔

یہ تمام تصانیف اپنی تسمیت کی وجہ سے بھی بابرکت ہیں۔محمدیات نے کتاب وسنت کے احیاء اور شرک وبدعت ومحدثات وتقلید وجمود کے استیصال میں عدیم المثال کردار ادا کیا۔

ذیل میں بہ ترتیب حروف ابجد ان کی تفصیل پیش خدمت ہے۔

۱۔	ایمان محمدی	ایمان کی ستر شاخوں کا مفصل بیان
۲۔	امام محمدی	امام ابوحنیفہؒ کی سوانح، مدح اور جرح (عربی سے ترجمہ)
۳۔	آئینہ محمدی	داڑھی، مونچھ اور لباس کے احکام کا بیان
۴۔	ارشاد محمدی	مولانا اشرف علی تھانوی کے رسالہ الاقتصاد کا جواب
۵۔	اذان محمدی	رمضان میں سحری کے وقت اذان دینے کا ثبوت
۶۔	انصار محمدی	نجدیوں پر اعتراض کے جواب میں بہترین رسالہ ہے۔
۷۔	امامت محمدی	امامت کے موضوع پر لاجواب رسالہ ہے۔
۸۔	اشعار محمدی	مولانائے روم اور شیخ سعدی نے تقلید کی تردید میں جو اشعار کہے ہیں ان کا ترجمہ۔
۹۔	انعام محمدی	عید الفطر کا فطرانہ اور نماز عید کے جملہ احکام
۱۰۔	اخبار محمدی	مذہب اہلحدیث کی اشاعت کرنے والا اخبار جو ۱۹۲۱ء میں جاری ہوا۔
۱۱۔	اربعین محمدی	اہلحدیث مذہب کے ثبوت میں اور حنفی مذہب کے رد میں
۱۲۔	برأت محمد	خواجہ حسن نظامی کے ایک رسالے کا جواب
۱۳۔	برہان محمدی	رفع الیدین کے ثبوت میں
۱۴۔	پیام محمدی	قبروں پر پھول چڑھانے کے رد میں
۱۵۔	توحید محمدی	پختہ قبروں، گنبدوں اور مقبروں کا رد
۱۶۔	تحفہ محمدی	بقر عید کے قربانی کے احکام
۱۷۔	تعلیم محمدی	عورتوں کو لکھنا پڑھنا سکھانے کے جواز میں
۱۸۔	تفسیر محمدی	تفسیر ابن کثیر (عربی) کا ترجمہ
۱۹۔	تعویذ محمدی	اہلحدیث کا فرقہ ناجیہ ہونا۔

۲۰۔ تائید محمدی — شاہ اسمٰعیل شہید دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان پر اعتراض کے جواب میں۔

۲۱۔ ثعبان محمدی — گیارہویں، مروجہ فاتحہ اور نذر و نیاز کی تردید میں۔

۲۲۔ جماعت محمدی — عورتوں کا عیدین کے روز عیدگاہ میں جانے کے جواز میں

۲۳۔ حقوق محمدی — نبی کا نام سن کر انگوٹھا چومنے کی تردید میں۔

۲۴۔ حج محمدی — حج کو ملتوی کرنے کا گناہ

۲۵۔ حقیقت محمدی — اس رسالہ میں ایک مناظرہ کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔

۲۶۔ حیات محمدی — حیات النبی سے متعلق اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظرہ نہ ہونے پر ۸۷ دلائل دیئے گئے ہیں۔

۲۷۔ خطبہ محمدی — جمعہ کے خطبہ کے ترجمہ کرنے دلائل مع رد مخالفین

۲۸۔ خطبات محمدی — احادیث نبوی پر مشتمل اردو میں خطبات کا مجموعہ (۵ جلد)

۲۹۔ درایت محمدی — ہدایہ کی ہر فن کی تردید و تنقید اور تغلیط

۳۰۔ دلائل محمدی — (جلد اول) آمین رفع الیدین اور سورۃ فاتحہ کا حنفی مذہب سے ثبوت (جلد دوم) ان مسائل کی تردید اور حنیفہ کی تردید

۳۱۔ درود محمدی — رسومات میت کی تردید

۳۲۔ دین محمدی — امام ابن القیم کی کتاب ''اعلام الموقعین'' کا اردو ترجمہ

۳۳۔ درہ محمدی — حنفی لقب اور فقہ حنفی کی تردید

۳۴۔ ذمہ محمدی — پیر عبدالقادر جیلانی کی سوانح حیات اور ان کے ملفوظات کی روشنی میں شرک و بدعت کا رد۔

۳۵۔ رکوع محمدی — رفع الیدین پر ایک مقلد عالم سے مناظرہ کی روئداد

۳۶۔ ریحان محمدی — ماہ محرم کے فضائل و مسائل

۳۷۔ زکوۃ محمدی — زکوۃ کے جملہ مسائل کیا بیان

۳۸۔ سیرت محمدی — نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ

۳۹۔ سنت محمدی — نماز میں سینہ پر ہاتھ باندھنے کے دلائل مع تردید مخالفین

۴۰۔ سیف محمدی — فقہ کے ۶۰۰ مسائل کی تردید

۴۱۔ سراج محمدی — تاریخ اہل حدیث وحدیث اور فقہ وقرآن

۴۲۔ سلام محمدی — صوفی ابوالخیر احمد علی دکنی کے رسالہ ''صلوۃ وسلام'' کے جواب میں

۴۳۔ شہادت محمدی — مولانا شاہ اسمٰعیل شہید دہلوی کی سوانح حیات مع تقویۃ الایمان

۴۴۔ شمع محمدی — فقہ کے (۱۵۰) مسائل کا رد اور ان کے خلاف (۱۵۰) احادیث

۴۵۔ صلوٰۃ محمدی — نماز کے جملہ مسائل قرآن وحدیث کی روشنی میں

۴۶۔ صیام محمدی — رمضان کے جملہ مسائل قرآن وحدیث کی روشنی میں

۴۷۔ صدائے محمدی — مذہب اہلحدیث کی حقانیت اور تقلیدی مذہب کا بطلان

۴۸۔ صمصام محمدی — توحید کا اثبات اور شرک کی تردید

۴۹۔ صراط محمدی — تعزیہ داری کی تردید وتغلیط

۵۰۔ ضرب محمدی — تقلید شخصی کی تردید ایک سو دلائل سے۔

۵۱۔ طریق محمدی — قرآن وحدیث سے تقلید کی تردید میں ۶ سو دلائل

۵۲۔ ظفری محمدی — ایک تقلیدی عالم سے راجکوٹ میں مناظرہ کی تفصیل

۵۳۔ ظل محمدی — مسئلہ امامت کی تردید کہ اس کا کوئی جواز نہیں

۵۴۔ عقائد محمدی — امام احمد بن حنبل کی کتاب عقائد اسلام کا ترجمہ

۵۵۔ عقیدہ محمدی — مذہب اہل حدیث کے عقائد کی تائید میں

۵۶۔ عصائے محمدی — اہل بدعت کے چالیس اعتراضات کا جواب اور ان پر چالیس اعتراضات

۵۷۔ عید محمدی — عیدین کی نماز میں عورتوں کا عیدگاہ جانا

۵۸۔ غنیۃ محمدی — یہ کتاب ''ذمہ محمدی'' کا دوسرا حصہ ہے۔

۵۹۔ فضائل محمدی — امام خطیب بغدادی کے رسالہ ''شرف اصحاب الحدیث'' کا ترجمہ

۶۰۔ فرمان محمدی — زیارت قبور کا مسنون طریقہ اور بدعات قبور کی تردید

۶۱۔ فیصلہ محمدی — قبروں پر پھول چڑھانے کا رد اور مخالفین کے دلائل کا جواب

۶۲۔ فتاویٰ محمدی — صحابہ کرام کے ۱۲ سوالات اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ۱۲۰۰ جوابات مع شرح

۶۳۔ قبیلہ محمدی — نجدیوں کے قرن شیطان کہنے والوں کے دلائل کے ۲۰۰ جوابات

۶۴۔ قربانی محمدی — مرغ کی قربانی کی تردید

۶۵۔ گلدستہ محمدی — کبیرہ گناہوں سے اجتناب کے بیان

۶۶۔ لولو محمدی — لفظ ''محمد'' نام رکھنے کے جواز میں

۶۷۔ میلاد محمدی — میلاد اور قیام میلاد کی تردید میں ۵۰ دلائل

۶۸۔ مساجد محمدی — مسجد کے آداب کے بیان میں

۶۹۔ معراج محمدی — ماہ رجب کے بدعات کی تردید معہ واقعہ معراج اور ثبوت معراج جسمانی

۷۰۔ مملکت محمدی — سلطان ابن سعود پر اعتراضات کے جواب میں

۷۱۔ مناظرہ محمدی — اس رسالہ میں ایک تقلیدی عالم سے تقلید شخصی کے

موضوع پر مناظرہ کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔

۷۲۔ مرحمت محمدی — جبر واکراہ میں جو قول وفعل ہو۔ اس کے مسائل بیان کئے گئے ہیں

۷۳۔ مشکوۃ محمدی — اہل بدعت کے تمام مذاہب کا رد

۷۴۔ مقالہ محمدی — غیبت، چغلی، تجسس اور ظن کن مواقع پر حرام ہیں۔

۷۵۔ ملت محمدی — تقلید کے جواز میں دیئے جانے والے دلائل کا رد

۷۶۔ نکاح محمدی — تین طلاق جو ایک ساتھ دی جاتیں۔ وہ ایک ہیں۔

۷۷۔ نور محمدی — قوالی، راگ راگنی کی حرمت قرآن وحدیث اور فقہ سے۔

۷۸۔ نماز محمدی — وضو، نماز، اذان، تکبیر وغیرہ مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

۷۹۔ نصیحت محمدی — شرک اور بدعات کی تردید قرآن وحدیث کی روشنی میں

۸۰۔ وظیفہ محمدی — دعاؤں کی مشہور کتاب ''الحزب المقبول'' کا ترجمہ

۸۱۔ ہدایت محمدی — ہدایہ کے ایک سو غلط مسائل کی تردید

۸۲۔ وضو محمدی — اونی، سوتی جرابوں پر مسح کے جواز میں مع جواب مخالفین

استدراک:

۸۳۔ تفسیر سورۃ فاتحہ — سورۃ فاتحہ کی تفسیر (تفسیر محمدی سے)

۸۴۔ تقویٰ — اس میں پرہیزگاری اور اللہ تعالیٰ سے ڈر کر ہر قسم کے گناہوں سے بچنے کے لئے موثر نصائح درج ہیں۔

۸۵۔ تاریخ بغداد — یہ کتاب خطیب بغدادی کی کتاب کا ترجمہ ہے۔ اس میں فقہاء کے حالات زندگی بیان کئے گئے ہیں۔

۸۶۔	خلافت محمدی	اس کتاب میں امام کے شرائط بیان کرنے کے بعد زکوۃ کے فضائل ومصارف پر روشنی ڈالی ہے۔ اس کے بعد دلائل سے بیان کیا ہے۔ کہ ہندوستان میں کوئی ایسا امام نہیں۔ جس کے ہاتھ پر بیعت کی جائے۔
۸۷۔	درمحمدی	اس رسالہ میں فقہ حنفی سے ۵۰ مکروہ مسائل درج کئے ہیں۔ جو شرم وحیاء، ایمان وانصاف اور قرآن وحدیث کے خلاف ہیں۔ اس رسالہ کے شائع ہونے پر مقلدین نے مولانا جونا گڑھی کے خلاف کلکتہ کی عدالت میں فوجداری مقدمہ چلایا گیا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے آپ کو کئی ماہ کے بعد اس مقدمہ سے سرخرو کیا۔ اور آپ کو بری الذمہ قرار دیا گیا۔
۸۸۔	رفع الیدین اور امین	اس کتاب میں مسئلہ رفع الیدین، امین بالجہر، وضو کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا، اور سورۃ فاتحہ پڑھنے سے پہلے بلند آواز سے بسم اللہ الرحمان الرحیم پڑھنا اور جلسہ استراحت وغیرہ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔
۸۹۔	رحمت محمدی	یہ کتاب ایک مناظرہ کی روئداد پر مشتمل ہے۔ جو مولانا جونا گڑھی اور مولانا عبدالستار کے مابین شرکیہ الفاظ سے سانپ وغیرہ کے کاٹنے پر دم کرنا جائز ہے یا ناجائز۔
۹۰۔	عذاب الھون علی الفاتن المفتون	خواجہ حسن نظامی نے قوالی کے جواز میں ایک کتاب

لکھی۔ اس کا جواب مولانا جونا گڑھی نے برات محمدی کے نام سے دیا برات محمدی کا جواب خواجہ صاحب کے ایک مرید نے دیا۔ یہ کتاب اس کے جواب الجواب میں ہے۔

۹۱۔	فتح محمدی	یہ رسالہ ایک مناظرہ کی روئداد پر مشتمل ہے جو مولانا جونا گڑھی میں اور ایک مقلد عالم کے مابین تقلید کے موضوع پر ہوا۔ علماء میں مولانا جونا گڑھی کو فاتح قرار دیا گیا۔
۹۲۔	کرامات محمدی	یہ رسالہ ایک تقلیدی عالم کے رسالہ احکام شرع متین کے جواب میں ہے۔ اس میں تبرکات پرستی کی بدعت کے جواب میں بہت سے دلائل درج ہیں۔
۹۳۔	کتاب الاکراء	اس رسالہ میں میت کے کفن و دفن کے مسائل شریعت
۹۴۔	موت وصیت کے مسائل	اسلامیہ کی روشنی میں بیان کیے گئے ہیں۔
۹۵۔	مذمت سود	اس رسالہ میں سود کی حرمت کو قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔
۹۶۔	محراب مسجد	مسجد میں جو محراب بنایا جاتا ہے۔ اس کے جواز میں شریعت اسلامیہ سے ثبوت فراہم کیا گیا ہے۔
۹۷۔	ملوکیت وجمہوریت	اس کتاب میں شریعت مطہرہ کی روشنی میں ملوکیت وجمہوریت کی تعریف کی گئی ہے۔ اور یہ بھی بتایا گیا ہے۔ کہ اسلام میں کونسی حکومت کو جائز قرار دیا گیا ہے۔ یعنی ملوکیت یا جمہوریت کو۔

دو عظیم شاہکار:

مولانا محمد بن ابراہیم جوناگڑھی کے دو عظیم علمی کارنامے ہیں۔

تفسیر ابن کثیر اور اعلام الموقعین از امام ابن القیمؒ کا ترجمہ۔

ذیل میں ان دونوں کتابوں کا تعارف پیش خدمت ہے۔

تفسیر ابن کثیرؒ

تفسیر ابن کثیر کا اصل نام تفسیر القرآن العظیم ہے۔ اور تفسیر ابن کثیر کے نام سے معروف ہے یہ امام ابوالفداء عماد الدین اسمعیل بن عمر بن کثیر (م ۷۷۴ھ) کی تصنیف ہے۔ اس تفسیر کی بنیاد منقولات وروایات پر ہے۔ علمائے اسلام نے اس تفسیر کو قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں۔

له التفسير الذی لو يولف مثله

اس اسلوب میں اور کوئی تفسیر ایسی نہیں لکھی گئی۔

مولانا محمد خالد سیف آف اسلام آباد حفظہ اللہ تحریر فرماتے ہیں، کہ

حافظ ابن کثیر کی تصانیف میں سب سے زیادہ مشہور اور متداول تفسیر القرآن العظیم ہے۔ جو تفسیر ابن کثیر کے نام سے معروف ہے۔ اس تفسیر کی نمایاں خصوصیت یہ ہے۔ کہ اس میں تفسیر القرآن بالقرآن کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ نیز احادیث نبویہ آثار صحابہ وتابعین اور اقوال سلف کی روشنی میں تفسیر کو بیان کیا گیا ہے۔ امام ابن کثیر احادیث کو اسانید کے ساتھ ذکر کرتے، ان کی تخریج کرتے، اور جرح وتعدیل کے اعتبار سے بھی ان پر بحث فرماتے ہیں۔ نیز آپ تفسیر علوم القرآن، حدیث اور اس کے اصول ورجال اور تاریخ فقہ اور کلام کی جن کتب ومصادر وماخذ سے استفادہ کرتے ہیں، ان کا باقاعدہ ذکر کرتے ہیں۔ امام ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں جس منہج اور اسلوب کو اختیار کیا ہے۔ اس کا ذکر تفسیر کے مقدمہ میں کیا ہے۔ اس نمایاں اسلوب کی وجہ سے اس کتاب کو وہ مقبولیت وپذیرائی حاصل ہوئی۔ جو کتب تفسیر میں کسی اور کتاب کے حصے میں نہ

آسکی۔ (تفسیر ابن کثیر اردو ۱/۴۵ مطبوعہ دار السلام)

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی (م ۱۹۹۹ء) لکھتے ہیں۔

اس تفسیر سے پہلے اہل منقول نے جو تفاسیر لکھیں۔ ان میں محدثانہ احتیاط اور احادیث کے صحیح انتخاب کی بڑی کمی اور ضعیف احادیث واسرائیلیات کی بڑی کثرت تھی۔ حافظ ابن کثیر ایک پختہ کار محدث تھے۔ انہوں نے محدثانہ طریق پر یہ تفسیر مرتب کی۔

(تاریخ دعوت وعزیمت ۲/۴۰۸)

مولانا محمد جوناگڑھی نے تفسیر محمدی کے نام سے اس کا ترجمہ کیا۔ اور جید برقی پریس دہلی سے چھپوا کر شائع کی۔ اس تفسیر کی مقبولیت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے۔ کہ برصغیر (پاک وہند) میں دس سے زیادہ ناشروں نے اس کو شائع کیا ہے۔

پاکستان میں مکتبہ قدوسیہ لاہور، نعمانی کتب خانہ لاہور اور مکتبہ اسلامیہ لاہور نے تخریج کے ساتھ شائع کی ہے۔

اعلام الموقعین کا ترجمہ بنام دین محمدی

یہ کتاب حافظ ابن القیم (۷۵۱ھ) کی تصنیف ہے۔ اور یہ کتاب فقہاء واہل فتوی وحدیث سے اشتغال رکھنے والوں کے لئے معلومات کا گرانقدر خزانہ اور ان کی بہترین تصانیف میں سے ہے۔

مولانا جوناگڑھی نے اس کا ترجمہ دین محمدی کے نام سے کیا۔ اس کتاب میں حدیث کو رائے سے، مسائل شرعیہ کو قیاس سے، عمل بالحدیث کو تقلید سے فرمان رسول کو اقوال غیر سے علیحدہ کر کے دکھایا گیا ہے۔ اور مذاہب اربعہ کے خلاف شرع مسئلہ اور مقلدین کی نہ مانی ہوئی حدیثوں پر بحث، تقلید شخصی اور چاروں مذاہب کے حیلوں کی تردید اور صحابہ کرام کے (۱۲۰۰) فتاوی درج ہیں۔

یہ کتاب پہلی بار سات حصوں میں ۱۳۴۵ھ تا ۱۳۵۶ھ جید برقی پریس دہلی میں

طبع ہوئی۔ پاکستان میں کراچی اور لاہور (مکتبہ قدوسیہ) نے شائع کی ہے۔

نوٹ:

ان دونوں کتابوں (تفسیر ابن کثیر و اعلام الموقعین) کے تراجم پر امام الہند مولانا ابو الکلام آزاد (م ۱۹۵۸ء) نے مولانا جوناگڑھی کو مبارکباد کے خطوط لکھے۔ اور اسے ایک عظیم علمی کارنامہ قرار دیا۔

(۱۷)

مولانا محمد بن یوسف سورتیؒ

۱۳۰۷ھ ۱۳۱۶ھ

۱۸۹۰ء ۱۹۴۲ء

مولانا حکیم سید عبدالحی الحسنی (م ۱۳۴۱ھ) فرماتے ہیں۔

الشیخ الفاضل ابوعبداللہ محمد بن یوسف بن محمد بن احمد بن ابراہیم بن احمد بن علی اللونتی السامردری السورتی احد العلماء ایمبر زین فی النحو واللغتہ مائر الفنون الادبیہ۔

محترم فاضل ابوعبداللہ محمد بن یوسف بن محمد بن احمد بن ابراہیم بن احمد بن علی لونتی سامرودی سورتی جوفن نحو ولغت اور دوسرے تمام ادبی فنون کے مشہور ترین فضلاء میں سے تھے۔

(نزہتہ الخواطر ۸/۴۰۴)

۱۳۰۷ھ مطابق ۱۸۹۰ء میں سامرود میں پیدا ہوئے ۔ اور وہیں ان کی نشوونما ہوئی۔ ان کی تعلیم کا آغاز حفظ قرآن مجید سے ہوا۔ ابتدائی تعلیم اپنے قصبہ سامرود میں حاصل کرنے کے بعد سورت آگئے ۔ اور سورت میں ان کا قیام ایک سال تک رہا۔ اس کے بعد آپ نے بمبئی کا رخ کیا۔ بمبئی میں آپ نے مولوی محمد جعفر صاحب (جو اہلحدیث مسجد کے امام تھے) سے بعض دوسری کتابیں پڑ ما۔ ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۹۰۷ء آپ نے دہلی کا رخ کیا۔ دہلی اس زمانہ میں علم وفن کا مرکز تھا۔ اور علوم دینیہ اور عربیہ کے لئے مرکزی حیثیت رکھتا تھا۔ اور خاص کر حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تدریس

کے لئے ان کو امتیازی حیثیت حاصل تھی۔

مولانا محمد سورتی نے مدرسہ مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی جو پھاٹک حبش خاں میں واقع تھا۔ اس میں رہائش پذیر ہوئے (مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی کو رحلت فرمائے ہوئے پانچ سال ہو چکے تھے ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء) اس وقت حضرت محدث دہلوی کے پوتے مولانا عبدالسلام دہلوی (م ۱۳۳۵ھ) مسند تحدیث پر فائز تھے۔ اور ان کا درس حدیث طالبان علم حدیث کے لئے بڑی کشش رکھتا تھا۔ مولانا سورتی نے دہلی میں جن اساتذہ کرام سے علوم اسلامیہ یعنی تفسیر، حدیث، فقہ اور ادب و لغت وغیرہ میں اکتساب فیض کیا۔ ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

مولانا سید عبدالسلام دہلوی (م ۱۳۳۵ھ)

مولانا ابوسعید شرف الدین محدث دہلوی (م ۱۳۸۱ھ)

مولانا عبدالوہاب صدری دہلوی (م ۱۳۵۱ھ)

مولانا یوسف حسین خان پوری (م ۱۳۵۵ھ)

دہلی میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد مولانا محمد سورتی نے حیدرآباد دکن کا رخ کیا۔ حیدرآباد دکن میں آپ نے جس عالم دین سے مختلف علوم میں استفادہ کیا وہ ہیں علامہ محمد طیب مکی (م ۱۳۳۴ھ)

علامہ محمد طیب مکی اپنے دور کے جلیل القدر عالم دین تھے۔ علامہ حسین بن محسن انصاری الیمانی کے ارشد تلانذہ میں سے تھے۔ ادبی علوم اور فنون حکمت میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ کئی سال تک دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنو میں عربی ادب کے استاد رہے۔ بڑے شریف النفس، سلیم الطبع، صاف گو اور حق پرست انسان تھے۔

مولانا محمد سورتی حیدرآباد دکن میں علامہ محمد طیب مکی کی خدمت میں ایک سال تک رہے۔ اس کے بعد علامہ مکی رام پور تشریف لے گئے۔ تو مولانا سورتی بھی ان کے ساتھ رام پور آ گئے۔ جب ۱۳۴۰ھ میں علامہ مکی ندوۃ العلماء لکھنو میں عربی ادب کے

استاد مقرر ہوئے اور لکھنو تشریف لائے تو مولانا سورتی بھی لکھنو آ گئے۔ مولانا سورتی علامہ مکی کی خدمت میں پانچ سال رہے۔ اور ان سے تفسیر، حدیث، علم کلام اصول فقہ، فلسفہ و منطق اور ادب میں استفادہ کیا۔

تکمیل تعلیم سے فراغت کے بعد مولانا محمد سورتی نے درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ اور آپ نے مختلف دینی مدارس میں مختلف اوقات میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ جن مدارس میں آپ نے تدریس فرمائی۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ (علی گڑھ، دہلی)

۲۔ جامعہ رحمانیہ بنارس

۳۔ دارالحدیث رحمانیہ دہلی

۴۔ جامعہ اعظم محلّہ بلیماراں دہلی

۵۔ دارالحدیث دین روڈ بمبئی

تلامذہ:

مولانا محمد سورتی کی ساری زندگی درس وتدریس میں گزری۔ ان کے تلامذہ کی فہرست طویل ہے۔ تاہم چند مشہور تلامذہ کے نام درج ذیل ہیں۔

عبداللہ سورتی

عبدالرحمان طاہر سورتی　　　آپ کے صاحبزادگان

ڈاکٹر ذاکر حسین خاں (م ۱۹۶۹ء) سابق صدر بھارت

سید رئیس احمد جعفری ندوی (م ۱۹۶۸ء)

ڈاکٹر سید عبداللہؒ

پروفیسر محمد سرور (م ۱۹۸۳ء)

مولانا عبدالغفار حسن عمر پوری (م ۲۰۰۷ء)

مولانا ملک حسن علی جامعی شرق پوری

پروفیسر ڈاکٹر عبدالعلیم احراری سابق وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔

علمی مرتبہ ومقام:

مولانا محمد بن یوسف سورتی علم وفضل کے اعتبار سے جامع الکمالات تھے۔ تمام علوم اسلامیہ میں بلند مرتبہ ومقام کے حامل تھے۔ اور تمام علوم وفنون میں ان کو یکساں قدرت حاصل تھی۔ تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ، سیر وتاریخ، لغت وادب، انساب، منطق وفلسفہ، علم کلام، اسماء الرجال وغیرہ میں ان کو یدطولیٰ حاصل تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو حافظہ کی غیر معمولی نعمت سے نوازا تھا۔ ہزاروں عربی، فارسی اور اردو اشعار ان کو زبانی یاد تھے۔ جو کتاب ایک دفعہ ان کی نظر سے گزر گئی۔ وہ سینہ میں محفوظ ہو جاتی تھی۔ اور پھر اس کو دوبارہ دیکھنے کی نوبت نہیں آتی تھی۔

برصغیر کے نامور اہل علم واہل قلم نے مولانا سورتی کے علمی تبحر، ذوق مطالعہ اور وسعت معلومات کا اعتراف کیا ہے۔ علامہ عبدالعزیز میمن راجکوٹی (م ۱۹۷۸ء) خود عربی ادب کے امام تصور کئے جاتے تھے۔ ان کے علم وفضل کے معترف تھے۔ وہ انہی "جبل العلم" فرمایا کرتے تھے۔ مولانا محی الدین احمد قصوریؒ انہی علم کا سمندر کہا کرتے تھے۔

مولانا سید سلیمان ندوی، مولانا عبدالسلام ندوی، علامہ خلیل بن محمد بن حسین بن محسن انصاری، مولانا عبدالرحمٰن محدث مبارکپوری، مولانا محمد حنیف ندوی، پروفیسر عبدالقیوم، مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی وغیرہ مولانا سورتی کے علم فضل کے معترف تھے۔

پروفیسر ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہان پوری حفظہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

حضرت علامہ مولانا محمد بن یوسف سورتی دین کے بہت بڑے عالم، زبان وادب عربی کے ماہر، لغات ولسانیات کے امام، بلند پایہ مدرس اور نہایت پسندیدہ تہذیبی شخصیت تھے۔ وہ فن تفسیر کے رمز شناس تھے۔ اور حدیث پر بہت گہری نظر رکھتے تھے۔

ان کے کمالات صرف ادبی ولسانی دائروں اور علوم وفنون میں نظر وتدبیر ہی تک محدود نہ تھے۔ عمل اور زہد وورع میں بھی ان کے خلق وسیرت کا پیمانہ بہت بلند اور حاملین شریعت میں ان کا مقام ممتاز تھا۔

ان کے عقیدہ وعمل کا پہلا دائرہ علمائے حق کا وہ مکتبہ فکر اور جماعت تھی۔ جسے تاریخ میں اہلحدیث کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان کا وجود گرامی اہلحدیث جماعت کے لئے ایک قابل فخر سرمایہ تھا۔ لیکن وہ اپنے ذہنی اور دماغی امتیازات کے لحاظ سے ملت اسلامیہ کی متاع بے بہا اور نظر وتدبر کے اعتبار سے دنیائے علم وتحقیق کے ایک نادر الوجود شخصیت تھے۔ ان کے ذہنی وفکری کمالات اور عملی فضائل کا موجودہ دور کے تقریبا تمام اکابر ومشاہیر اور اصحاب نقد ونظر نے اعتراف کیا ہے۔

(مولانا محمد سورتی مرتبہ فرزانہ لطیف۔ ص ۵)

اخلاق وعادات:

محترمہ فرزانہ لطیف مولانا سورتی کے اخلاق وعادات کے بارے میں لکھتی ہیں کہ مولانا محمد بن یوسف بڑے مستغنی، متوکل، فیاض، مہمان نواز، تلون مزاج، حق گوئی و بیباکی میں بے مثال تھے۔

مسلک:

مولانا محمد سورتی مسلک کے اعتبار سے سلفی العقیدہ (اہلحدیث) تھے۔ اور اپنے عقائد میں بڑے راسخ تھے۔ توحید میں کسی ملاوٹ کے قائل نہ تھے۔ شرک وبدعت سے سخت متنفر تھے۔ اور بہت بڑے متبع سنت تھے۔ اپنے مسلک (اہلحدیث) کے بارے میں اپنے کلام میں فرماتے ہیں۔

اھل الحدیث عصابته النبویته
ترضی بالفضل المصطفیٰ و بامعره
وتحط رای الناس او اقوالھم

حطه السیول الضحرا علی صخرہ

اہلحدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت کرنے والی جماعت ہے۔ یہ جماعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال واحکام پر راضی ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں لوگوں کے اقوال وآرا کونہایت بے دردی اور حقارت سے پھینک دیتی ہے۔

(تاریخ ادب عربی ص۔۶۱۲)

تصانیف:

مولانا محمد بن یوسف سورتی عربی واردو کے بلند مرتبہ مصنف تھے۔ ان کی تمام تصانیف ان کے علمی تبحر، وسعت معلومات اور ذوق مطالعہ کی آئینہ دار ہیں۔

ان کی تصانیف کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱) قواعد عربی علم الصرف: (عربی)

۱۳۴۱ھ میں دہلی سے شائع ہوئی۔ ۱۹۷۱ء میں محکمہ اوقاف لاہور نے شائع کی۔

مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی (م ۱۹۸۷ء) فرماتے ہیں۔

علم صرف میں بڑی عمدہ کتاب "علم الصرف" لکھی جو اس فن میں تقریبا حاوی ہے۔

(۲) رسالتہ ابو ہریرہ اللغتہ العربیہ (عربی)

اس رسالہ میں حضرت ابو ہریرہؓ کے غیر منصرف ہونے پر بڑی تفصیل سے بحث کی ہے۔ اور مختلف دلائل سے اس کو ثابت کیا ہے۔

مولانا محمد طیب مکی لکھتے ہیں۔ کہ

محمد سورتی نے ہمارے تمام دلائل رد کردیئے ہیں اور اپنی تائید میں اتنے دلائل دیئے ہیں جن کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ (مطبوع)

(۳) ازہار العرب (عربی)

اس کتاب میں جاہلی واسلامی شعراء کے تقریبا سات صد اشعار حمد وثناء

واخلاقیات کے بارے میں جمع کئے گئے ہیں۔ یہ کتاب ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۹۲۱ء میں شائع ہوئی۔ صفحات کی تعداد ۸۰ ہے اس کی شرح صاحب رحیق المختوم مولانا صفی الرحمان مبارکپوریؒ نے کی ہے۔ جس میں مشکل الفاظ کے نحوی وصرفی تحقیق کرتے ہوئے مشکل عبارت کی نحوی ترکیب بھی کردی گئی ہے۔

(۴) شراح دیوان حسان بن ثابت (عربی)

یہ کتاب مولانا سورتی کی علمی وادبی کاوش کا ایک بین ثبوت ہے اور ایک ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔ اور صرف ''دال'' کے حرف تک مکمل ہوئی ہے۔ (غیر مطبوع)

(۵) احسن الحدیث فی اثبات حجیتہ الحدیث

یہ کتاب منکرین حدیث کی تردید میں ہے۔ اس کتاب میں مولانا سورتی نے ثابت کیا ہے کہ:

جس طرح قرآن مجید میں بیان کردہ مسائل واحکام مسلمان کے لئے ضروری ہیں۔ اسی طرح وہ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو صحیح سند سے ثابت ہیں وہ بھی قرآن مجید کی طرح حجت اور واجب الاطاعت ہیں (غیر مطبوع)

(۶) قاموس ملی:

یہ عربی اردو لغت ہے اور یہ لغت لفظ ''ع'' تک مکمل ہوئی۔ کہ مولانا سورتی اس دنیائے فانی سے رخصت ہوگئے۔

اس کتاب کے مقدمہ میں مولانا سورتی نے لغت کی تدوین کی تاریخ اور اس کے متفرق حالات ومدارج اور لغت کی اہم ترین مؤلفات کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح بعض اصطلاحات اور ضروری معلومات بھی قلمبند کی ہیں۔ (غیر مطبوع)

(۷) رسالہ حج اور اس کی اہمیت:

اس رسالہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ جیسے نماز ہر بالغ پر فرض ہے اسی طرح حج بھی

بالغ مسلمان پر فرض ہوجاتا ہے۔مگر یہ فرض ادا اس وقت ہوگا جب اس کی جملہ شرائط مکمل ہوجائیں اور پھر جو صاحب استطاعت ہے اس کے لئے انتظار جائز نہیں ہے۔(مطبوع)

(۷) الصید بالبندوق

مولانا سورتی نے اس رسالہ میں ثابت کیا ہے۔کہ

بندوق سے کئے ہوئے شکار کو جب بسم اللہ کہہ کر کیا جائے اور ذبح کئے بغیر دم توڑ دے اور خون بہہ جائے تو وہ جانور حلال ہے۔

(۸) کتاب التوحید:

امام محمد بن عبدالوہاب نجدی رحمہ اللہ کی کتاب التوحید کا ترجمہ وشرح۔

(۹) جمہرۃ اللغتہ (تحقیق وتصیح)

علامہ دریدازدی کی جمہرۃ اللغت کی تحقیق وتصیح وتنقیح

(۱۰) دیوان نعمان بن بشیر

مولانا سورتی نے ۱۳۳۲ھ میں ایڈٹ کیا۔

(۱۱) کتاب الکفایہ:

یہ کتاب امام کبیر محدث خطیب بغدادی کی تصنیف ہے۔
مولانا سورتی نے اسے تحقیق وتصیح کے ساتھ طبع کیا۔

یہ کتاب حدیث کی روایت درایت کے بارے میں اور ائمہ کرام کے لئے فائدے کے لئے ہے۔(مطبوع ۱۳۵۷ھ)

(۱۲) کتاب الافعال:

اس کتاب کے مصنف ابن القطاع ہیں اور تین جلدوں میں ہے۔

مولانا سورتی نے اس کی تحقیق وتصیح کی۔اور ۱۳۶۱ھ میں دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد دکن نے شائع کی۔

(۱۳) شرح سنن ابن ماجہ (عربی):

(۱۴) عالم برزخ:

مولانا محمد اسلم جیراج پوری (منکرحدیث) کے ایک مضمون ''عالم برزخ از روئے قرآن مجید'' کے جواب میں ہے۔ جیراج پوری کے نزدیک عالم برزخ کوئی چیز نہیں ہے۔ اور عذاب وثواب کا تصور بے بنیاد ہے۔ مولانا سورتی کا یہ مقالہ معارف اعظم گڑھ جون ۱۹۳۴ء میں شائع ہوا۔(صفحات ۸۰ طبع معارف پریس اعظم گڑھ ۱۳۵۴ھ)

(۱۵) کتاب زکوۃ الصید فی ان ما اصابہ الرھاص ونحوہٗ بحیوان:

(۱۶) مقرب فی النحو:

(۱۷) الزیارات الوافیہ علی الکافیہ الشافیہ:

(۱۸) الانصاف فی ماجری فی صرف ابی ہریرۃ من الخلاف:

(۱۹) تذکرۃ السامع والمتکلم اور فن تعلیم پر ایک نظر:

(مقالہ معارف اعظم گڑھ دسمبر ۱۹۳۹ء۔

(۲۰) دائرۃ المعارف الثمانیہ اور کتب قدیمہ کی اشاعت:

(مقالہ معارف اعظم گڑھ۔ جنوری ۱۹۳۲ء)

(۲۱) مولانا شبلی نعمانی کی سیرۃ النبی پر تنقید:

یہ مقالہ ماہنامہ جامعہ دہلی جون ۱۹۲۴ء میں شائع ہوا۔ اس مقالہ میں مولانا سورتی

نے ڈیڑھ صد الفاظ کی نشاندہی کی ہے۔ ان میں کچھ ترجمہ کی غلطیاں تھیں۔ کہیں تاریخی واقعات کا اندراج غلط ہوا تھا۔ اور کہیں روایت و درایت سے اختلاف کیا گیا تھا۔

مولانا سورتی نے اپنے مقالہ میں تمام اغلاط کا اجمالی ذکر کیا ہے۔

(۲۲) امالی ابن علی قالی اور املالی:

الامالی ابوعلی العالی کی مشہور تصنیف ہے۔ جو پانچویں صدی ہجری میں لکھی گئی۔ ۱۹۳۶ء میں علامہ عبدالعزیز میمن راجکوٹی نے اس پر حواشی لکھ کر مصر سے اسے ''سمط الالی'' کے نام سے شائع کیا۔

یہ کتاب عربی ادب کا ایک شاہکار ہے۔ اور علامہ عبدالعزیز میمن نے اس کو آٹھ برس کی محنت شاقہ کے بعد شائع کیا۔ مولانا سورتی نے اس کتاب کے مطالعہ کے بعد اس میں (۱۷) اغلاط کی نشاندہی کی۔ اور معارف اعظم گڑھ میں امالی ابن علی قالی کے عنوان سے ایک تنقیدی مقالہ لکھا۔ یہ مقالہ تین قسطوں میں اپریل، مئی، جون ۱۹۳۸ء میں شائع ہوا۔

(۲۳) حواشی عیون الاثر:

یہ کتاب ابن سید الناس کی تصنیف ہے۔

مولانا محمد سورتی بحیثیت عربی شاعر:

مولانا محمد بن یوسف سورتی عربی شاعری پر کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ جاہلی اور اسلامی دور کے مشہور شعراء کے انہیں ہزاروں اشعار ازبر تھے۔ ان کا ذوق بڑا پاکیزہ تھا۔ ان کی شاعری کے بارے میں ان کے صاحبزادے مولانا عبدالرحمٰن طاہر سورتی لکھتے ہیں۔

جاہلی عرب کے شاعری سے دلچسپی اور اس پر عبور نیز لغت میں مہارت کی وجہ سے ان کی شاعری میں ثقیل و غریب الفاظ بکثرت ملتے ہیں۔ ان کی شاعری عربی کا

اسلوب خالص جاہلیت کی شاعری سے ملتا جلتا ہے۔ البتہ شاعری میں جدید ایجادات کا ذکر ان کی جدت پسندی کی دلیل ہے۔

ان کی شاعری کا بڑا حصہ دینی موضوعات پر مشتمل ہے۔ ویسے مدح، غزل، عتاب وہجو، مرثیہ و وصف میں بھی انہوں نے بہت کچھ کہا ہے۔ دینی غلبہ کی وجہ سے وہ غلو اور مبالغہ سے کام نہیں لیتے لہذا ان کی شاعری میں مصنوعی بلندی تو ملتی ہے۔ لیکن شاعرانہ ٹیپ ٹاپ اور مبالغہ آرائی ناپید ہے۔

(تاریخ ادب عربی)

مولانا محمد سورتی کی شاعری کو حسب ذیل اصناف میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

(۱) حمد باری تعالیٰ
(۲) نعت
(۳) تشبیب
(۴) جدید ایجادات
(۵) پند و نصیحت
(۶) بصورت مکتوب
(۷) فقر اور غنی
(۸) علم کے بارے میں
(۹) صوفیانہ خیالات
(۱۰) حکمت کے بارے میں
(۱۱) دوستوں کے بارے میں
(۱۲) مسلمانوں کی اصلاح اور اجتہاد کے بارے میں
(۱۳) شاہ ولی اللہ دہلوی کا مرثیہ
(۱۴) علامہ محمد طیب مکی کا مرثیہ
(۱۵) اہلحدیث کی مدح میں

(منقول از مولانا محمد سورتی از فرزانہ لطیف)

علالت ووفات:

مولانا سورتی کو آخر عمر میں مرض استسقاء ہوگیا تھا۔ اور بیماری میں وہ ڈھائی سال تک مبتلا رہے۔ آخر اس بیماری سے ۲۳ شعبان ۱۳۶۱ھ مطابق ۷ اگست ۱۹۴۲ء کو علی گڑھ میں وفات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

علامہ سید سلیمان ندوی (م ۱۹۵۳ء) نے مولانا سورتی کی وفات پر معارف اعظم گڑھ کی اشاعت ستمبر ۱۹۴۲ء میں درج ذیل شذرہ لکھا کہ

پچھلے مہینہ کا سب سے اندوہناک علمی حادثہ مولانا محمد سورتی کی وفات ہے۔ مرحوم اس عہد کے مستثنیٰ دل ودماغ اور حافظہ کے صاحب علم تھے۔

جہاں تک میری اطلاع ہے اس وقت اتنا وسیع النظر، وسیع المطالعہ، کثیر الحافظہ عالم موجود نہیں، صرف ونحو، لغت وادب واخبار وانساب ورجال کے اس زمانہ میں درحقیقت وہ امام تھے۔ وہ چند ماہ سے مرض استسقاء میں مبتلا تھے۔ علی گڑھ میں ان دنوں قیام تھا۔ وہیں ۷ اگست ۱۹۴۲ء کو بروز جمعہ وفات پائی۔

مرحوم مسلکاً اہل حدیث تھے اور اپنے مسلک میں بے حد غالی تھے۔ طبیعت بے قرار اور وارستہ تھی۔ کسی ایک جگہ بیٹھ نہیں سکتے تھے۔ ساتھ ہی نہایت سادہ مزاج، بے تکلف، احباب پرور، فیاض اور مستغنی تھے۔ کھانے اور کھلانے کے بے حد شائق تھے۔ ہمیشہ مقروض اور خانہ بدوش رہتے تھے۔

مرحوم کا پایہ علم وادب اور رجال وانساب واخبار میں اتنا اونچا تھا کہ اس عہد میں اس کی نظیر مشکل تھی۔ جو کتاب دیکھتے تھے۔ وہ ان کے حافظہ کی قید میں آجاتی تھی۔ سینکڑوں نادر عربی قصائد ہزاروں عربی اشعار وانساب نوک زبان تھے۔ ان کو دیکھ کر یقین آتا تھا۔ کہ ابتدائی اسلامی صدیوں میں علماء، ادباء اور محدثین کی وسعت حافظہ کی جو عجیب وغریب مثالیں تاریخوں میں مذکور ہیں۔ وہ یقیناً صحیح ہیں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ (یادرفتگان ص ۲۳۲، ۲۳۳)

پروفیسر محمد سرور جامعی لکھتے ہیں کہ:

مولانا محمد سورتی ایسے بزرگ اور عالم کا انتقال صحیح معنوں میں ایک ناقابل تلافی نقصان ہے۔ کسی نے کتنا ٹھیک کہا ہے۔

موت العالم موت العالم

صاحب علم کی موت ایک عالم کی موت ہے۔ (شخصیات۔ ص ۴۵)

(۱۸)

مولانا محمد علوی ہزارویؒ

م ۱۳۶۶ھ

۱۹۴۷ء

مولانا ابوالفضل محمد بن عبداللہ بن نورالدین ہزاروی کا شمار علمائے فحول میں ہوتا ہے۔ آپ بلند پایہ مفسر قرآن، محدث دوراں اور سیرت نگار تھے۔ تمام علوم اسلامیہ پر ان کو یکساں قدرت حاصل تھی۔ حدیث اور متعلقات حدیث پر ان کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔ معرفت حدیث میں بے مثال تھے۔ احادیث کے علل واسقام کی تمیز میں غیر معمولی مہارت رکھتے تھے۔ حدیث اور اس کے متعلقات میں اس درجہ عبور حاصل ہونے کی بناء پر ان کا شمار نامور علمائے حدیث میں ہوتا ہے۔ حدیث کے علاوہ دوسرے فنون یعنی تفسیر، اسماء الرجال اور لغت میں بھی ان کو کامل دستگاہ حاصل تھی۔

مولانا محمد علوی کا سن ولادت معلوم نہیں ہوسکا۔ ان کا شجرہ نسب حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک منتھی ہوتا ہے۔ ہوش سنبھالا تو اپنے دور کے جلیل القدر علماء سے علوم عالیہ وآلیہ میں اکتساب فیض کیا۔ حدیث کی تحصیل علامہ شیخ حسین بن محسن انصاری الیمانی (م ۱۳۲۷ھ) نزیل بھوپال سے کی۔ مولانا محمد صدیق بن عبدالعزیزؒ لکھتے ہیں۔

واخذ عن الحدث الشهير حسين بن محسن انصاری

فراغت تعلیم کے بعد آپ نے حیدرآباد دکن میں سکونت اختیار کی۔ اور وہاں

آپ نے درس وتدریس وعظ وتبلیغ اور تصنیف تالیف کا سلسلہ شروع کیا۔ حیدرآباد کے طویل قیام کی وجہ سے ان کا لاحقہ ''حیدرآبادی'' ہوگیا۔

تصانیف:

مولانا محمد علوی بلند پایہ مصنف تھے۔ ان کی تصانیف ان کے علمی تبحر، ذوق مطالعہ اور وسعت معلومات کی آئینہ دار ہیں عربی سے اردو میں ترجمہ کرنے کی ان کو خاص مہارت حاصل تھی۔ آپ کی تصانیف درج ذیل ہیں۔

۱) ترجمہ مسند امام احمد بن حنبلؒ
۲) عجائب القرآن فی لغات القرآن
۳) تفسیر القرآن مسمیٰ تفسیر المنان
۴) نجوم الفرقان
۵) للغتہ العربیہ
۶) عون الودود شرح سنن ابی داؤد
۷) عثمان البیان فی سیرۃ النبی آخرالزمان
۸) سیف السلول فی اثبات خط الرسول
۹) مفتاح الحاجہ شرح سنن ابن ماجہ

یہ شرح ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۸ء میں اصح المطابع لکھنو سے پہلی بار شائع ہوئی۔
دوسری بار مولانا محمد صدیق بن عبدالعزیز آف سرگودھا نے اپنے اشاعتی ادارہ احیاء السنتہ النبویہ سرگودھا سے ۱۳۹۴ھ مطابق ۱۹۷۴ء شائع کیا۔

وفات:

مولانا محمد علوی نے ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۹۴۷ء داعی اجل کو لبیک کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(مفتاح الحاجہ شرح سنن ابن ماجہ۔ص ا)

(۱۹)

مولانا محمد (ابوالقاسم سیف) بنارسیؒ

۱۳۰۷ھ ۱۳۶۹ھ

۱۸۹۰ء ۱۹۴۹ء

ایک دور تھا کہ برصغیر (پاک وہند) میں تین علمائے اہلحدیث کا طوطی بولتا تھا۔ اور کوئی جلسہ یا کانفرس کامیاب نہ ہوتا تھا۔ جس میں یہ تینوں علمائے کرام یا ان میں دو یا ایک شریک جلسہ یا کانفرنس نہ ہوں۔ اور جس جلسہ یا کانفرنس میں یہ تینوں علمائے کرام شریک ہوجاتے تو وہ جلسہ یا کانفرنس کی پورے برصغیر میں دھوم مچ جاتی اور تین علمائے کرام تھے۔

شیخ الاسلام مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسریؒ (م ۱۹۴۸ء)

مناظر اسلام مولانا ابوالقاسم سیف بنارسیؒ (م ۱۹۴۹ء)

امام العصر مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (م ۱۹۵۶ء)

مولانا ابوالقاسم محمد کیم شوال ۱۳۰۷ھ مطابق ۱۸۹۰ء بنارس میں پیدا ہوئے۔ والد محترم کا نام ''محمد سعید'' تھا۔ جو مولانا محمد سعید محدث بنارسی کے نام سے معروف تھے۔ اور ان کا تعلق سکھ گھرانے سے تھا۔ اور کنجاہ ضلع گجرات (مغربی پنجاب) کے رہنے والے تھے۔ اور مولانا شیخ عبید اللہ نومسلم صاحب تحفۃ الہند کی تحریک پر دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) اور حضرت مولانا حافظ عبداللہ محدث غازی پوری (م ۱۳۳۷ھ) سے علوم اسلامیہ میں استفادہ کیا

تھا۔ فن مناظرہ میں ان کو ید طولی حاصل تھا۔ ۱۳۲۲ھ مطابق ۱۹۰۴ء کو بنارس میں انتقال کیا۔ اللھم اغفرہ وارحمہ۔

(نزہتہ الخواطر ۸/۴۳۱)

مولانا ابوالقاسم کی تعلیم کا آغاز حفظ قرآن مجید سے ہوا۔ اس کے بعد آپ نے جن اساتذہ کرام سے علوم اسلامیہ میں استفادہ کیا۔ ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

مولانا سید عبدالکبیر بہاریؒ (م ۱۳۳۱ھ)
مولانا سید نذیرالدین احمد جعفری بنارسی (ک ۱۳۵۲ھ)
مولانا حکیم عبدالمجید بنارسیؒ
مولانا محمد سعید محدث بنارسیؒ (۱۳۲۲ھ)
مولانا ابوالطیب محمد شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادی (م ۱۳۲۹ء)
مولانا حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی (م ۱۳۳۴ھ)
شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ)
علامہ شیخ حسین بن محسن انصاری الیمانی (م ۱۳۲۷ھ)

۱۶ سال کی عمر میں علوم دینیہ سے فراغت پائی۔ اور اپنے آبائی مدرسہ سعیدیہ بنارس میں تدریس پر مامور ہوئے۔ اور اس کے ساتھ تصنیف وتالیف کا سلسلہ بھی شروع کیا۔ اور ایک ماہوار رسالہ ''السعید'' بھی جاری کیا۔ جو تقریباً ایک سال جاری رہا مولانا ابوالقاسم بنارسی نے تقریبا ۳۰ سال تک صحیح بخاری ومسلم کا درس دیا۔

مولانا ابوالقاسم اپنے مسلک (اہلحدیث) میں بہت زیادہ متشدد تھے۔ حدیث کے معاملہ میں معمولی سی مداہنت بھی برداشت نہیں کرتے تھے۔ پٹنہ کے ایک غالی مقلد مولوی عمر کریم نے امام بخاریؒ اور ان کی بے نظیر تصنیف الجامع الصحیح البخاری پر تنقیدی انداز میں سات کتابیں شائع کیں۔ مولانا بنارسی نے ان ساتوں کتابوں کے جوابات

لکھے۔ (کتابوں کے نام فہرست تصانیف میں ملاحظہ فرمائیں۔)

علم و فضل کے اعتبار سے مولانا ابوالقاسم بنارسی جامع الکمالات تھے۔ فن مناظرہ میں آپ کو یدطولی حاصل تھا۔ آپ نے عیسائیوں، آریہ سماج، قادیانیوں، شیعیوں، نیچریوں منکرین حدیث اور مقلدین احناف دیوبندی و بریلوی سے مناظرے کئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہر مناظرہ میں کامیاب و کامران ہوئے۔

سیاسی اعتبار سے مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی آل انڈیا کانگریس سے وابستہ تھے۔ متحدہ قومیت کے حامی اور دو قومی نظریہ کے مخالف تھے۔

وفات:

مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی نے ۲۵ نومبر ۱۹۴۹ء مطابق ۴ صفر ۱۳۶۹ھ بنارس میں وفات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

ان کی وفات پر مولانا محمد حنیف ندوی نے ہفت روزہ الاعتصام کی اشاعت ۹، دسمبر ۱۹۴۹ء میں درج ذیل تعزیتی شذرہ لکھا۔

جو بادہ کش تھے پرانے وہ اٹھتے جاتے ہیں
کہیں ہے آب بقائے دوام لے ساقی

۱) قیس کی موت تنہا ایک آدمی کی موت نہیں۔ اس کے مرنے سے پوری قوم کی عمارت گر پڑی۔

۲) شکوہ اللہ سے ہے۔ لوگوں سے نہیں، میں دیکھتا ہوں کہ زمین کی آبادیاں جوں کی توں قائم ہیں اور دوست ہیں کہ چلے جا رہے ہیں۔

۳) دوستو! موت کے سوا اگر کوئی اور مصیبت ہوتی۔ تو اس کا گلہ اور چارہ سازی بھی ہوتی۔ موت پر کیا گلہ۔

علمی حلقوں میں بالعموم اور جماعت اہلحدیث میں بالخصوص یہ خبر بڑے حزن وملال سے سنی جائے گی کہ حضرت العلام ابوالقاسم بنارسی ۴ صفر ۱۳۶۹ھ کو جمعہ کے روز ۱۲

بجے فالج کے شدید حملہ سے چل بسے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحوم یگانہ روز عالم شعلہ بیاں مقرر، اور نکتہ سنج مناظر تھے۔ حدیث و فقہ کی جزئیات پر بڑی گہری نظر رکھتے تھے۔ اسلامی تاریخ جس سے علمائے عربی کو بہت کم لگاؤ ہوتا ہے۔ مولانا کا خاص موضوع تھا۔ اور پھر اسلامی تاریخ کا وہ حصہ جن کا تعلق محدثین کے سیر وسوانح سے ہے وہ تو گویا انہیں ازبر تھا۔ وقت کی تمام علمی وسیاسی تحریکوں میں نمایاں حصہ لیا۔ ابتداء ہی سے جمعیۃ العلماء ہند کے ساتھ رہے۔ اور متعدد بار جیل بھی گئے۔

نظریہ اہلحدیث سے تو مرحوم کو عشق تھا۔ جب تک زندہ رہے۔ اس کی اشاعت وتبلیغ میں کوشاں رہے۔

مرحوم غنیمت کنجاہی کے تاریخی گاؤں کنجاہ (گجرات پاکستان) کے ایک غیر مسلم خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے والد کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی نعمت اور صلاح وتقویٰ کی بہت بڑی مقدار سے نوازا۔ ان پر اللہ تعالیٰ کا دوگونہ فضل تھا۔ یعنی عقیدہ وعمل کی صحت کے ساتھ علم وفضل کی برکتیں بھی ارزانی ہوئیں۔

(ہفت روزہ الاعتصام ۹، دسمبر ۱۹۴۹ء)

مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ لکھتے ہیں۔ کہ

مولانا ابوالقاسم نے اپنے دور میں بڑی شہرت پائی۔ تقریر وتحریر میں ان کا مقام بہت اونچا تھا۔ تدریس وتصنیف میں بھی انہوں نے بڑا نام پایا۔ بہت سے حضرات نے ان سے تحصیل علم کی۔ اور اسلام کی تبلیغ واشاعت کا باعث بنے۔ سیاست میں بھی ان کی خدمات کا دائرہ وسیع تھا۔ آزادی وطن کے لئے بار بار جیلوں میں گئے۔ اور سزائیں جھلیں، عالی دماغ، بلند ذہن اور اونچے فکر وخیال کے عالم تھے۔ زبان کے میٹھے، دل کے صاف اور عمل وکردار میں اپنی مثال آپ تھے۔

(میاں فضل حق اوران کی خدمات۔ ص ۱۲۶)

پروفیسر حکیم عنائت اللہ نسیم سوہدرویؒ فرمایا کرتے تھے۔ کہ

۱۹۳۲ء میں مولانا عبدالمجید سوہدروی مرحوم نے سوہدرہ میں اہلحدیث کانفرنس کا انعقاد کیا۔ جو تین دن تک جاری رہی۔ اس کانفرنس میں مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، مولانا محمد بن ابراہیم جونا گڑھی، مولانا ابوالقاسم بنارسی، اور کئی دوسرے علماء شریک ہوئے تھے۔ اس کانفرنس میں مشہور شاعر نفیس خلیلی بھی تشریف لائے تھے۔ جنہوں نے ایک طویل نظم ''مسلمان عورت'' کے عنوان سے پڑھی تھی۔ جس کے دو شعر ابھی تک یاد ہیں۔

بیاسا کے دریا کا وہ جل بچاری
کہیں ابن مریم کہیں ہے مراری
ہے تقلید مغرب غلام احمدیت
نہ یہ آدمیت نہ وہ آدمیت

کامریڈ عبدالکریم وزیر آبادی نے پنجابی زبان میں ایک نظم ''کھینچواں نبی'' کے عنوان سے پڑھی جو بڑی دلچسپ نظم تھی۔

تصانیف:

مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی بلند پایہ مصنف تھے۔ ان کا شمار صاحب تصانیف کثیرہ میں ہوتا ہے۔ آپ نے مختلف موضوعات پر کتابیں لکھیں۔ آپ کی تصانیف کی فہرست درج ذیل ہے۔

۱۔ جمع القرآن والحدیث
۲۔ اللولود المرجان فی تکلم المراۃ بآیات القرآن
۳۔ قضیۃ الدحیث فی حجۃ الحدیث
۴۔ لولو الشرح فی حدیث ام زرع
۵۔ حضول المرام (عربی، اردو)

۶۔ اربعین محمدی

۷۔ ترجمہ کتاب الرد علی ابی حنیفہؒ

۸۔ حسن الصناح فی صلوٰۃ التراویح با ربعۃ

۹۔ تحریر الطرفین فی صلوٰۃ التراویح وتکبیر العیدین

۱۰۔ ہدایۃ السائل الی احادیث وائل

۱۱۔ نافع الاحناف

۱۲۔ احسن المسائل

۱۳۔ روزمرہ مسائل ضروریہ

۱۴۔ کسوٹی معیار اسلام

۱۵۔ سوالات از علمائے دین

۱۶۔ السعید (ٹریکٹ نمبر ۱)

۱۷۔ بارہ سوالات کے جوابات

۱۸۔ حکم الحاکم فی کنیت ابی القاسم

۱۹۔ الافکار علی الاذکار

۲۰۔ حل مشکلات بخاری مسمی بہ الکوثر الجاری فی جواب الجرح علی البخاری (۳ جلد)

۲۱۔ الامر المبرم لابطال الکلام المحکم

۲۲۔ ماء حمیم للولوی عمر کریم۔

۲۳۔ صراط مستقیم ہدایہ عمر کریم

۲۴۔ الریح العقیم لحسم بناء عمر کریم

۲۵۔ الخزی العظیم للولوی عمر کریم

۲۶۔ العرجون القدیم فی افشاء ہفوات عمر کریم

۲۷۔ الجرح علی ابی حنیفہؒ

۲۸۔ السیر الحثیث فی براۃ اہل الحدیث

۲۹۔ دفع بہتان العظیم

۳۰۔ قشف الشرفی رد کشف السر

۳۱۔ رمی الجمرتین علی شاک کلمہ الشہادتین (۲ جلد)

۳۲۔ جمع الرساتین فی النہی عن قراۃ الفاتحہ علی القبور والاطعمۃ برفع الیدین مع الضمیتمین الکریمتین

۳۳۔ ایضاح المنج لموقف اقامۃ الحج

۳۴۔ صخور المجنیق علی صاحب الحق الحقیق

۳۵۔ البرزج فی رد الانموزج

۳۶۔ علاج درماندہ درکیفیت مباحثہ ٹانڈہ

۳۷۔ شرعی باز پرس درفتوی جواز عرس

۳۸۔ ا ن ل الشدید علی مصنف القول السدید

۳۹۔ التبدید لمافی اتہدید

۴۰۔ ذکر اہل الذکر

۴۱۔ التنفید فی رد التقلید

۴۲۔ تحفۃ الصبور علی منحۃ الغفور

۴۳۔ تبصرہ

۴۴۔ جمع المسائل والعقائد

۴۵۔ الزہر الباسم فی الرخصۃ فی الجمع بین محمد وابی القاسم

۴۶۔ تنقید المعیار

۴۷۔ اجتلاب المنعفۃ عن یطالع احوال الائمۃ الاربعۃ

۴۸۔ تذکرہ السعید یا سوشل لائف

۴۹۔ سفر بیت اللہ

۵۰۔ الاصباح فی ردالایضاح (عربی)

۵۱۔ زبان عرب

۵۲۔ عمدۃ التحریر فی جواب المنیر وصاحب التفسیر (عربی)

۵۳۔ احسن التقریر فی جواب المنیر (عربی)

۵۴۔ عمدۃ الرفیق (عربی)

۵۵۔ معیار نبوت

۵۶۔ لیکچر

۵۷۔ اظہار حقیقت

۵۸۔ ردمرزائیت

۵۹۔ قضاء ربانی بردعا قادیانی (الٰہی فیصلہ)

۶۰۔ مولوی غلام احمد صاحب قادیانی کے بعض سوالات پر ایک نظر

۶۱۔ جواب دعوت

۶۲۔ نوراسلام جواب ظہور اسلام

۶۳۔ دفع اوہام از ظہور امام

۶۴۔ سواء الطریق

۶۵۔ ایضاح الطریق لصاحب التحقیق

۶۶۔ تعلیم الاسلام

۶۷۔ الجوائز

❀❀❀

(۲۰)

مولانا محمد گنگن پوریؒ

۱۳۳۱ھ ۱۴۰۳ھ

۱۹۱۳ء ۱۹۸۳ء

مولانا محمد گنگن پوری کا شمار نامور علمائے اہلحدیث میں ہوتا ہے۔ آپ بلند پایہ مدرس، خطیب اور واعظ تھے۔ تدریس میں ان کو خاص ملکہ حاصل تھا۔ آپ کا سن ولادت ۱۳۳۱ھ مطابق ۱۹۱۳ء ہے۔ ان کے والد محترم کا نام حاجی عمر الدین تھا۔ جو بہت زیادہ شریف، دیندار، پابند صوم وصلوٰۃ اور علمائے کرام کے قدر دان تھے۔

مولانا محمد صاحب نے جن اساتذہ کرام سے علوم اسلامیہ میں تعلیم حاصل کی ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

مولانا عبدالقادر بن عبدالسلام فتح محمدی

مولانا عطاء اللہ لکھوی (م ۱۳۷۲ھ)

مولانا محمد عبداللہ آف کھپیاں والی (۱۹۴۷ء)

مولانا عبدالجبار کھنڈیلوی (م ۱۳۸۲ھ)

جب آپ نے علوم اسلامیہ سے فرغت پائی۔ تو ان دنوں مولانا محمد عبدالرحمان محدث مبارکپوری، جامع ترمذی کی شرح "تحفۃ الاحوذی" کی تالیف میں مصروف تھے۔ مولانا محمد ان کی خدمت میں مبارک پور حاضر ہوئے۔ ان سے اکتساب علم کیا۔ اور شریک کار کے طور پر تحفۃ الاحوذی کی تالیف میں معاونت فرماتے رہے۔ حضرت محدث

مبارکپوری بولتے جاتے تھے۔ اور مولانا محمد صاحب لکھتے جاتے تھے۔ اس طرح انہیں علوم الحدیث سے گہری واقفیت ہوگئی۔

تدریس:

تحفة الاحوذی کی معاونت کے بعد مولانا محمد دہلی تشریف لائے اور ایک سال تک مدرسہ مولانا عبدالجبار کھنڈیلوی میں اپنے استاد کے ہمراہ تدریس فرمائی۔ اس کے بعد آپ مدرسہ محمدیہ لکھو کے جہاں آپ نے علوم اسلامیہ میں اکتساب فیض کیا تھا۔ تشریف لے گئے اور ایک سال آپ نے اس مادرعلمی میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ اس کے بعد آپ کنگن پور تشریف لائے۔ اور وعظ و تبلیغ اور درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔

مولانا محمد ابراہیم خلیل فیروز پوری لکھتے ہیں کہ۔

جامعہ محمدیہ لکھوکے میں ایک سال تدریس فرمانے کے بعد مولانا محمد کنگن پور ضلع قصور سے دو میل کے فاصلہ پر واقع موضع کلس گاماں میں بطور خطیب و مدرس ۱۵ برس تک قرآن وسنت کی اشاعت و تبلیغ میں مصروف رہے۔ حاجی جمال الدین جو موضع کلس کے واحد مالک تھے۔ مولانا کے بہت گرویدہ تھے۔ ان کے تعاون سے مولانا اپنے میدان تبلیغ میں بہت کامیاب رہے۔ اور موضع کلس میں ایک بہترین جماعت اہلحدیث وجود میں آگئی۔

جامعہ اہلحدیث لاہور میں تدریسی خدمات:

حضرت العلام مجتہد العصر مولانا حافظ عبداللہ محدث روپڑی کی خواہش پر مولانا محمد کنگن پوری ۱۹۶۳ء میں جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور میں تدریس پر مامور ہوئے۔ اور اس مدرسہ میں آپ نے پانچ سال تک تدریسی خدمات انجام دیں۔

حضرت العلام محدث روپڑی مولانا محمد صاحب کے علم و فضل، تبحر علمی، ذوق مطالعہ اور وسعت معلومات سے بخوبی آگاہ تھے۔ حضرت محدث روپڑی کے پاس

کثرت سے فتاوی آتے تھے۔ اور تدریسی و تصنیفی مصروفیات کی وجہ سے جواب دینے میں تاخیر ہو جاتی تھی۔ تو حضرت العلام محدث روپڑی نے مولانا محمد صاحب سے فرمایا:۔

مولوی محمد! آپ فتاوی کا جواب لکھا کریں
میں اس پر دستخط کر دیا کرونگا۔

چنانچہ مولانا محمد صاحب نے فتاوی کے جوابات لکھنے شروع کر دیئے۔ اور حضرت العلام محدث روپڑی اس پر دستخط فرما دیتے تھے۔

اخلاق وعادات:

اخلاق وعادات کے اعتبار سے مولانا محمد بہت زیادہ نیک سیرت، اور اخلاق حمیدہ سے متصف تھے۔ بہت زیادہ متقی، پرہیز گار، زہد ورع اور تقوی وطہارت کے پیکر، عبادت وریاضت میں بے مثل نماز تہجد کے پابند، اور کثرت سے تلاوت قرآن مجید کرنے والے تھے۔

جامعہ اہلحدیث لاہور سے علیحدگی کے بعد آپ ایک سال تک مدرسہ ضیاء الاسلام گھلن ہٹھار میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہے۔

تصنیف:

تصنیف میں ان کی کسی کتاب کا علم نہیں ہو سکا۔ مولانا محمد ابراہیم خلیل فیروز پوری لکھتے ہیں کہ:۔

۱۹۷۴ء میں ایک باران سے کنگن پور ملاقات کے لئے گیا تو اس وقت آپ نے فرمایا کہ:

مجھے مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی نے تحریک کی ہے کہ مشکوۃ المصابیح کے حواشی لکھوں۔ سو میں نے یہ کام شروع کر دیا ہے۔

معلوم نہیں یہ حواشی پایہ تکمیل تک پہنچے ہیں یا نہیں علم حدیث میں آپ کو دسترس

حاصل تھی۔

وفات:

مولانا محمد صاحب نے ۲۸ رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ مطابق ۱۰، جولائی ۱۹۸۳ء اس دنیائے فانی سے کوچ کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(الفیوض المحمدیہ۔ص ۲۴۱ تا ۲۴۴)

(۲۱)

مولانا حافظ محمد محدث گوندلویؒ

۱۳۱۵ھ	۱۴۰۵ھ
۱۸۹۷ء	۱۹۸۵ء

۱۲۵۸ھ میں حضرت شاہ محمد اسحاق دہلوی (م ۱۲۶۲ھ) نواسہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) نے حرمین شریفین ہجرت کی۔ تو ان کی مسند تحدیث پر ان کے تلمیذ رشید حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ء) متمکن ہوئے آپ نے مکمل ۶۲ سال تک دہلی کی مسجد اورنگ آبادی میں تفسیر، حدیث اور فقہ کا درس دیا۔ اور اس مدت میں کتنے لوگ آپ سے مستفید ہوئے یہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ **لایعلم جنود ربك الاھو**

حضرت میاں صاحب کے تلانذہ میں بے شمار حضرات مسند تحدیث کے مالک بنے۔ اور ان میں بعض نے حدیث کی وہ خدمت کی۔ جس کا تذکرہ انشاء اللہ العزیز رہتی دینا تک باقی رہے گا۔ مثلاً۔

عارف باللہ مولانا سید عبداللہ الغزنوی امرتسری (م ۱۲۹۸ھ)

اور آپ کے صاحبزادگان عالی مقام، حضرت الامام مولانا سید عبدالجبار غزنوی (م ۱۳۳۱ھ) مولانا عبدالرحیم غزنوی (۱۳۴۲ھ) اور پوتے مولانا سید عبدالاول غزنوی (م ۱۳۳۱ھ)، مولانا سید عبدالغفور غزنوی (م ۱۳۵۴ھ)

شیخ پنجاب حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی (م ۱۳۳۴ھ)، مولانا حافظ عبداللہ

محدث غازی پوری (م ۱۳۴۷ھ) مولانا ابولطیب شمس الحق ڈیانوی (م ۱۳۲۹ء) مولانا ابوالعلی محمد عبدالرحمان محدث مبارک پوری (م ۱۳۵۳ھ) مولانا محمد سعید محدث بنارسی (م ۱۳۲۲ھ) اور ان کے صاحبزادہ مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی (م ۱۳۶۹ھ) مولانا سید امیر حسن سہسوانی (م ۱۲۹۱ھ) اور ان کے صاحبزادہ مولانا امیر احمد سہسوانی (م ۱۳۰۶ھ)، مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی (م ۱۳۳۶ھ) مولانا شاہ عین الحق پھلواروی (م ۱۳۲۳ھ) مولانا سید احمد حسن دہلوی (م ۱۳۳۸ھ) مولانا عبدالجبار عمر پوری (م ۱۳۳۴ھ) مولانا احمد اللہ محدث پرتاب گڑھی (م ۱۳۲۲ھ) مولانا ابوسعید محمد حسین بٹالوی (م ۱۳۳۸ھ) مولانا عبدالوہاب صدری دہلوی (م ۱۳۵۱ھ)

مولانا عبدالسلام مبارکپوری (م ۱۳۴۲ھ) مولانا عبدالحمید سوہدروی (م ۱۳۳۰ھ)، مولانا محمد ابراہیم آروی (۱۳۱۹ھ)، مولانا حافظ محمد بن بارک اللہ لکھوی (م ۱۳۱۱ھ)، مولانا ابوسعید شرف الدین محدث دہلوی (م ۱۳۸۱ھ)، مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (م ۱۳۷۵ھ) رحمہم اللہ اجمعین۔

یہ سب صاحبان مسند تدریس تھے۔ اور انہوں نے ساری زندگی درس وتدریس کا مشغلہ جاری رکھا۔

حضرت میاں صاحب کے تلامذہ کے سلاسل میں حضرت العلام مولانا حافظ محمد محدث گوندلوی رحمہ اللہ جو۔

حضرت الامام مولانا سید عبدالجبار غزنوی (م ۱۳۳۱ھ)

مولانا سید عبدالاول غزنوی (م ۱۳۳۱ھ)

مولانا سید عبدالغفور غزنوی (م ۱۳۵۴ھ)

مولانا حافظ عبدالمنان محمدث وزیر آبادی (م ۱۳۳۴ھ)

کے تلمیذ رشید تھے۔ آپ نے نصف صدی سے زیادہ درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ آپ کے تلامذہ کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ صحیح علم اللہ تعالیٰ کو ہے کہ آپ سے

کس قدر طلباء مستفید ہوئے۔ آپ کے تلامذہ میں بھی بعض حضرات نے حدیث کی وہ خدمت کی ہے۔ جس کا تذکرہ انشاء اللہ تا قیامت باقی رہے گا۔ آپ کے تلامذہ میں صاحب تدریس بھی ہیں اور صاحب تصنیف بھی۔ یہاں چند مشہور تلامذہ کا تذکرکیا جاتا ہے۔

مولانا ابوالحسن عبید اللہ رحمانی مبارکپوری (م ۱۴۱۴ھ) صاحب مرعاۃ الفاتیح۔
مولانا نذیر احمد رحمانی املوی (م ۱۳۸۵ھ) صاحب اہل حدیث وسیاست
مولانا محمد یوسف کوکن عمری مدراسی (م ۱۹۹۰ء) صاحب امام ابن تیمیہؒ
مولانا محمد عطا اللہ حنیف بھوجیانی (م ۱۴۰۸ھ) صاحب التعلیقات السّلفیہ
مولانا محمد علی جانباز (م ۱۴۳۰ھ) صاحب انجاز الحاجہ شرح سنن ابن ماجہ

اصحاب تدریس:

مولانا ابوابرکات احمد مدراسی (م ۱۹۹۱ء)
مولانا حافظ محمد اسحاق حسینوی (م ۲۰۰۲ء)
مولانا حافظ عبداللہ بڈھیمالوی (م ۱۹۸۷ء)
شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ آف گوجرانوالہ (م ۲۰۰۱ء)
مولانا پیر محمد یعقوب قریشی (م ۲۰۰۳ء)
مولانا محمد عبدہ الفلاح فیروز پوری (م ۱۹۹۹ء)
مولانا محمد صدیق فیصل آبادی (م ۱۹۸۹ء)
مولانا قاضی محمد اسلم سیف فیروز پوری (م ۱۹۹۶ء)
مولانا محمد اسحاق چیمہ فیصل آبادی (م ۱۹۹۳ء)
مولانا محمد صادق خلیل فیصل آبادی (م ۲۰۰۴ء)
مولانا علم الدین سوہدروی (م ۱۹۸۴ء)
مولانا عبدالرحمان عتیق وزیر آبادی (م ۱۹۹۵ء)

مولانا عطاء الرحمان اشرف (م ۲۰۱۱ء)

مولانا حافظ عبدالمنان نور پوری حفظہ اللہ

مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ

مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی حفظہ اللہ

حضرت العلام حافظ محمد محدث گوندلوی ۱۳۱۵ھ مطابق ۱۸۹۷ء گوندلانوالہ میں پیدا ہوئے والدمحترم کا نام فضل الدین تھا۔تعلیم کا آغاز حفظ قرآن مجید سے ہوا۔ابتدائی دینی تعلیم مولانا علاؤالدین (م ۱۳۳۹ھ) خطیب جامع مسجد اہل حدیث چوک نیائیں گوجرانوالہ سے حاصل کی۔اس کے بعد آپ امرتسر تشریف لے گئے۔وہاں آپ نے مدرسہ غزنویہ تقویۃ الاسلام میں مولانا سید عبدالجبار غزنوی، مولانا عبدالغفور غزنوی، مولانا سید عبدالاوّل غزنوی اور مولانا محمد حسین ہزاروی (داماد مولانا سید عبدالجبار غزنوی) رحمہم اللہ سے علوم عالیہ وآلیہ میں اکتساب فیض کیا۔امرتسر سے فراغت کے بعد حافظ صاحب نے دہلی کا رخ کیا۔اور منطق وفلسفہ کی تعلیم استادلفنون مولانا عبدالرزاق سے حاصل کی۔طب کی تعلیم طبیہ کالج دہلی میں مسیح الملک حکیم حافظ محمد اجمل خاں (م ۱۹۲۷ء) سے حاصل کی۔اور کالج میں اول نمبر آ کر گاندھی جی سے گولڈمیڈل حاصل کیا۔

تعلیم سے فراغت کے بعد درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا۔اور ابتدا دارالحدیث رحمانیہ دہلی سے کی۔ دارالحدیث رحمانیہ دہلی میں آپ نے تھوڑی مدت تدریس فرمائی۔اس کے بعد آپ اپنے وطن گوندلانوالہ تشریف لائے۔اور مستقل مسند تدریس پر فائز ہوئے۔آپ نے جن دینی مدارس میں درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا ان کی تفصیل درج ذیل ہیں۔

۱۔ دارالحدیث گوندلانوالہ ضلع گوجرانوالا۔

۲۔ جامعہ تعلیم الاسلام اوڈانوالا ضلع فیصل آباد

۳۔ جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ

۴۔ جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ

۵۔ جامعہ دارالسلام عمر آباد (مدراس)

۶۔ جامعہ اسلامیہ مدینہ یونیورسٹی۔ مدینہ منورہ (سعودی عرب)

۷۔ جامعہ سلفیہ فیصل آباد

فضل وکمال:

حضرت العلام محدث گوندلوی علم وفضل کے اعتبار سے جامع الکمالات تھے۔ تمام علوم عالیہ والیہ پر ان کو یکساں قدرت حاصل تھی۔ دوسرے الفاظ میں آپ علوم وفنون کا بحر زخار تھے۔ آپ بیک وقت مفسر قرآن، محدث دوراں، فقیہ، مجتہد، مورخ، محقق، متکلم، معلم، دانشور، ادیب، مناظر، مدرس، مصنف اور نقاد و مبصر تھے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو حافظہ کی غیر معمولی نعمت سے نوازا تھا۔ جو کتاب ایک دفعہ نظر سے گزر گئی وہ ان کے سینہ میں محفوظ ہو جاتی تھی۔ اور اس کو دوبارہ دیکھنے کی نوبت نہیں آتی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو زبردست استحضار علمی اور قوت حافظہ سے نوازا تھا۔ کسی بھی فن کے بارے میں ان سے سوال کیا جائے۔ فوراً اس کا جواب با حوالہ ارشاد فرماتے۔ حافظ صاحب کے تبحر علمی، ذوق مطالعہ، اور وسعت معلومات کا ایک واقعہ حافظ فتحی محمد مرحوم نے بیان کیا ہے۔ کہ جب حضرت العلام جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں تدریس فرماتے تھے۔ ایک علمی مجلس میں صاحب تفسیر ضوء البیان علامہ محمد امین الشنقیطی نے حافظ صاحب سے چند روایات کے بارے میں استفسار کیا۔ تو حافظ صاحب نے فرمایا۔ یہ تمام روایات جامع ترمذی میں موجود ہیں۔ حاضرین مجلس نے حافظ صاحب کی اس بات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ لیکن حضرت محدث گوندلوی نے بڑے اعتماد اور وثوق سے ان روایات کو جامع ترمذی میں موجود ہونے پر اصرار فرمایا۔ اور ایک ایک کر کے

تمام روایات جامع ترمذی میں دکھا دیں اور پر علامہ محمد امین نے فرمایا۔

مارایت اعلم علی وجہ الارض من ھذاالشیخ

کتب حدیث میں صحیح بخاری اور مشکوۃ الصابیح آپ کو زبانی از بر تھیں اور شروع حدیث میں اکثر طویل عبارتیں آپ زبانی پڑھتے تھے۔

حضرت العلام محدث گوندلوی امام غزالی، امام شاہ ولی اللہ دہلوی، حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی، شاہ اسمٰعیل شہید دہلوی کے افکار ونظریات سے مکمل آگاہی رکھتے تھے۔ نیز شیخ الاسلام ابن تیمیہ، حافظ ابن قیم، علامہ ابن حزم، حافظ ابن حجر عسقلانی اور امام محمد بن علی شوکانی کی تحقیقات سے متعلق وسیع معلومات رکھتے تھے۔

الغرض حضرت العلام محدث گوندلوی عصر حاضر کے ابن تیمیہ محدث العصر، حافظ الحدیث، بحر العلوم، جامع منقول ومعقول، فن تدریس کے امام، قادر الکلام متکلم، معجز بیان فلسفی اور نکتہ رس اور بلند پایہ مجتہد اور فقیہ تھے۔

(تذکرہ علمائے اہلحدیث ۲۵۶/۳)

مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

تفسیر، حدیث، فقہ، عربی ادبیات، فلسفہ، منطق، معانی وبیان اور صرف ونحو وغیرہ علوم متداولہ ومروجہ میں ان کو یکساں عبور حاصل تھا۔ یعنی منقولات ومعقولات دونوں اصناف علم پر ان کی گہری نظر تھی۔ کسی موضوع پر گفتگو فرماتے تو پتا چلتا کہ اس کے تمام پہلوؤں پر ان کی پوری گرفت ہے۔ ذہانت، فطانت اور وسعت علم میں اس صدی کا کوئی معروف عالم ان کا حریف نہ تھا۔

(نقوش عظمت رفتہ ص۔ ۱۳۳)

تصانیف:

حضرت العلام محدث گوندلوی تصنیف وتالیف کا عمدہ ذوق رکھتے تھے۔

مولانا محمد اسحاق بھٹی لکھتے ہیں:

حضرت حافظ صاحب مصنف بھی تھے ان کا ذہن علم کا گنجینہ اور بوقلموں معلومات کا سفینہ تھا۔ جو مسلسل قلم کو خوراک مہم پہنچاتا۔ اور پھر اس کی مدد سے تیزی کے ساتھ سطح قرطاس پر تیرتا رہتا تھا۔ ان کو عربی، اردو اور فارسی تینوں زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ اور ان زبانوں کے تمام علوم پر ان کی گرفت تھی۔ چنانچہ اردو میں بھی بہت لکھا اور عربی میں بھی البتہ فارسی میں کچھ تحریر نہیں فرمایا۔

(نقوش عظمت رفتہ۔ ص ۱۴۴)

آپ کی مطبوعہ وغیر مطبوعہ کتابیں درج ذیل ہیں۔

۱۔ ارشاد القاری الی نقد فیض الباری (عربی)

اس کتاب کے تعارف میں مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ۔
فیض الباری علامہ محمد انور شاہ کشمیری کی صحیح بخاری پر معروف املائی تقریر پر مشتمل ہے اس پر ہمارے شیخ الاستاد الاساتذہ الامام الحافظ محمد محدث گوندلوی رحمہ اللہ نے جا بجا نقد کیا ہے۔ جسے حضرۃ الاستاد مرحوم کے نسخہ فیض الباری کے حواشی سے انہی کے تلمیذ رشید مولانا حافظ عبدالمنان نورپوری حفظہ اللہ نے جا بجا اس میں اضافہ بھی فرمایا۔ جس کی پھر نظر ثانی حضرت الاستاد مرحوم نے کی اس کی اب تک چار جلدیں طبع ہو چکی ہیں۔

(اہلحدیث لاہور خدمات اہلحدیث نمبر۔ ص ۱۸۴)

۲۔ شرح مشکوۃ المصابیح (عربی)

کتاب العلم تک لکھی گئی ہے۔

۳۔ امالی علی صحیح البخاری (عربی)

۴۔ مسئلہ ایمان (عربی)

۵۔ بغیۃ الفحول (عربی)

شرح اصول فقہ از مولانا محمد اسمٰعیل شہید دہلویؒ۔

۶۔ زبدۃ البیان فی تنقیح حقیقۃ الایمان زیادۃ والنقصان (عربی)

۷۔البدور البازغۃ (عربی) ترجمہ از شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ
۸۔رسالہ حنفی واہلحدیث (حنفی واہل حدیث کے عقائد پر بحث کی ہے)
۹۔ اثبات التوحید فی ابطال التثلیث (پادری عبدالحق کی کتاب التوحید فی التثلیث کی تردید)
۱۰۔تحفتہ الاخوان (عربی) (عقائد وکلام پر ایک تحقیقی مقالہ)
۱۱۔صلوٰۃ مسنونہ (نماز کے مسائل احادیث کی روشنی میں)
۱۲۔سنت خیر الانام در سہ وتر بیک سلام
اس رسالہ میں ثابت کیا گیا ہے کہ تین رکعت وتر میں دو رکعت پر قعدہ کرنا کسی طرح بھی صحیح نہیں ہے۔
۱۳۔خیر الکلام فی وجوب الفاتحہ خلف الامام۔
مسئلہ فاتحہ خلف الامام پر ایک تحقیقی کتاب اور مخالفین اعتراضات کا جواب
۱۴۔التحقیق الراسخ: (مسئلہ رفع الیدین ہر ایک تحقیقی وعلمی کتاب)
۱۵۔تنقید المسائل: (مولانا سید مودودی کی بعض تحریروں کا جواب)
۱۶۔رسالہ جواب دو اسلام: (ڈاکٹر غلام جیلانی برق کی کتاب دو اسلام کا جواب)
۱۷۔دوام حدیث: (۲ جلد) (غلام احمد پرویز کی کتاب مقام حدیث کا جواب)
۱۸۔ ابداو ثواب: (تیجہ، ساتواں، دسواں، اور چالیسویں کے بدعت ہونے کے دلائل قرآن وحدیث سے دیئے گئے ہیں)
۱۹۔ردمولود مروج: (جشن میلاد النبی کی تردید)
۲۰۔ردحسن المولد:
۲۱۔الاصلاح: (۳ جلد) بدعت کی لغوی وشرعی تحقیق اور مولوی محمد حسین حنفی کی کتاب کا جواب
۲۲۔ختم نبوت: (مسئلہ ختم نبوت عقلی ونقلی دلائل سے بحث)

۲۳۔ معیار نبوت:

۲۴۔ اسلام کی پہلی کتاب (عقائد واخلاق کی ضرورت واہمیت)

۲۵۔ اسلام کی دوسری کتاب: (عقائد اور اصول فقہ سے متعلق مواد)

وفات:

حضرت العلام محدث گوندلوی نے ۴، جون ۱۹۸۴ء مطابق ۱۴ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ کو گوجرانوالہ میں وفات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

عمر ۹۰ سال تھی۔ شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور قبرستان کلاں میں شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی (م ۱۹۶۸ء) کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

(۲۲)

حافظ محمد لکھوی بن مولانا محی الدین لکھویؒ

۱۳۵۶ھ ۱۴۱۵ھ

۱۹۳۷ء ۱۹۹۵ء

مولانا حافظ محمد لکھوی کا شجرہ نسب درج ذیل ہے۔

حافظ محمد بن محی الدین بن محمد علی بن محی الدین عبدالرحمان بن حافظ محمد بن بارک اللہ بن حافظ احمد بن حافظ محمد امین۔

حافظ محمد خاندان لکھویہ کے گل سرسبد تھے۔

مولانا محمد علی لکھوی کے پوتے مولانا محی الدین لکھوی کے بیٹے، مولانا معین الدین لکھوی کے بھتیجے تھے۔ والدہ کی طرف سے استاد پنجاب مولانا عطاء اللہ لکھوی کے نواسے تھے۔

حافظ محمد نے اپنی آبائی درسگاہ جامعہ محمدیہ کے اساتذہ سے تعلیم حاصل کی۔ حصول علم کے بعد خود مسند تدریس پر فائز ہوئے۔ بڑی محنت اور توجہ سے طلباء کو پڑھاتے تھے۔ تدریس میں ان کو خاص ملکہ حاصل تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا۔ جسمانی اعتبار سے بھی اور ذہنی اعتبار سے بھی۔

حافظ محمد کا ادبی ذوق بہت عمدہ تھا۔ اقبالیات سے انہیں خاص دلچسپی تھی۔ اور اقبال کا بہت کلام انہیں ازبر تھا۔

مولانا محمد علی لکھوی کے دادا حضرت حافظ محمد بن بارک اللہ لکھوی نے ۱۳۱۱ھ

مطابق ۱۸۹۳ء میں وفات پائی اور مولانا محمد علی لکھوی کے پوتے حافظ محمد بن محی الدین لکھوی نے ۱۰۴ سال بعد ۱۴۱۵ھ مطابق ۱۹۹۵ء میں اس دنیائے فانی سے کوچ کیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ (تاریخ وفات ۱۶، فروری ۱۹۹۵ء ہے)

نوٹ: ماخذ از قافلہ حدیث تالیف مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ۔

(۲۴)

مولانا حافظ محمد بھٹوی

۱۳۲۸ھ ۱۴۱۵ھ

۱۹۱۰ء ۱۹۹۵ء

مولانا حافظ محمد بھٹوی بن محمد حسین موضع بھٹہ محبت تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ میں ۱۳۲۸ھ مطابق ۱۹۱۰ء پیدا ہوئے۔ ان کی کنیت ابوالقاسم تھی۔

دینی تعلیم کا آغاز حفظ قرآن مجید سے ہوا۔ اور حفظ قرآن میں ان کے استاد مولانا حافظ بشیر احمد تھے۔ علوم اسلامیہ کی تحصیل آپ نے جن اساتذہ کرام سے کی ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

استاد پنجاب مولانا عطاء اللہ لکھوی ؒ

مولانا عبدالجبار محدث کھنڈیلوی ؒ

شیخ العرب والعجم حافظ العصر محمد محدث گوندلوی ؒ

فراغت تعلیم کے بعد درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا اور مختلف دینی مدارس میں آپ نے تدریس فرمائی۔ تدریس میں آپ کو خاص ملکہ حاصل تھا۔

آپ کے تلامذہ کی فہرست طویل ہے۔ مشہور تلامذہ یہ ہیں۔

مولانا محمد صدیق کرپالوی ؒ

مولانا محمد صدیق مدن پوری

مولانا حافظ محمد یحیٰ میر محمدی ؒ

مولانا حافظ عبدالغفور جہلمیؒ

مولانا محمد عبداللہ امجد چھتویؒ

مولانا عبدالسلام بھٹوی جو جامعہ الدعوۃ الاسلامیہ مرید کے میں حدیث کے استاد ہیں۔آپ کے صاحبزادہ ہیں۔کئی سالوں سے وہاں خدمت تدریس پر مامور ہیں۔

حافظ محمد بھٹوی اخلاق حمیدہ اور صفات ستودہ کے حامل تھے۔علم و فضل کے اعتبار سے بھی جامع الکمالات تھے۔تمام علوم اسلامیہ پر ان کی نگاہ وسیع تھی۔حدیث اور متعلقات حدیث پر ان کو مکمل دسترس حاصل تھی۔

حافظ محمد صاحب نے ۷ جولائی ۱۹۹۵ء کو مرید کے میں وفات پائی۔

❀❀❀

(۲۴)

پروفیسر محمد بن محمد اسمعیل سلفیؒ

۱۳۴۴ھ ۱۴۲۲ھ

۱۹۲۵ء ۲۰۰۲ء

پروفیسر محمد مولانا محمد اسمعیل سلفیؒ کے بڑے صاحبزادے تھے۔ آپ ۱۹۲۵ء مطابق ۱۳۴۴ھ میں پیدا ہوئے۔ ان کی عصری تعلیم ایم۔اے تھی۔ درس نظامی کی تحصیل اپنے والد محترم مولانا محمد اسمعیل سلفی (م ۱۹۶۸ء) سے کی تھی۔ مولانا محمد اسمعیل سلفی کا شمار برصغیر کے عظیم المرتبت علمائے کرام میں ہوتا ہے۔

آپ بیک وقت مفسر قرآن، محدث دوراں، مورخ و محقق، خطیب ومقرر، دانشور، ادیب، نقاد، مبصر، مناظر اور اعلیٰ پایہ کے مصنف تھے۔ مولانا محمد اسمعیل سلفی استاد پنجاب حافظ عبدالمنان محدث وزیرآبادی سے مستفیض تھے۔ اور مولانا محمد ابرہیم میر سیالکوٹی سے بھی استفادہ کیا تھا۔ حدیث نبوی سے مولانا سلفی کو بہت زیادہ شغف تھا۔ اور حدیث کے معاملہ میں معمولی سی مداہنت بھی برداشت نہیں کرتے تھے۔ ان کی تمام تصانیف حدیث کی نصرت و مدافعت اور حمایت وتائید میں ہیں۔ خطابت میں بھی ان کا بہت زیادہ شہرہ تھا۔ عوامی تقریر بھی کر لیتے تھے۔ اور علمی و تحقیق بھی۔ برصغیر کی تحریک آزادی میں بھی ان کی خدمات نمایاں ہیں۔ کئی بار جیل یاترا بھی کی۔ مولانا سلفی نے ۲۰، فروری ۱۹۶۸ء کو گوجرانوالا میں وفات پائی۔

پروفیسر محمد صاحب نے اپنی ملازمت کا آغاز محکمہ تعلیم سے کیا۔ اور کیمپل پور

(اٹک) کے ایک سکول میں بھی تدریس فرماتے رہے۔

اس کے بعد آپ کا سنٹرل ٹریننگ کالج (موجودہ یونیورسٹی آف ایجوکیشن) لاہور میں ان کا سلسلہ تدریس جاری رہا۔ اور وہیں سے ریٹائر ہوئے۔ ریٹائر ہونے کے بعد گھر میں لکھنے پڑھنے میں مشغول ہو گئے۔

مولانا محمد اسمعیل سلفی ۱۹۲۱ء میں گوجرانوالہ تشریف لائے۔ انہوں نے گوجرانوالا آتے ہی درس قرآن کا سلسلہ شروع کیا تھا۔

۲۰، فروری ۱۹۶۸ء کو ان کا انتقال ہوا تھا۔ اس وقت سورۃ الحدید (۲۷ واں پارہ) تک پہنچے تھے۔

پروفیسر محمد صاحب نے مسجد بلال سٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ میں درس قرآن کا سلسلہ شروع کیا۔ ہفت روزہ الاعتصام لاہور میں ان کے درس کی اشاعت ۱۲، مارچ ۱۹۹۰ء سے شروع ہوئی اور مارچ ۱۹۹۵ء تک پانچ سال میں سوا تین پارے ختم کردیئے۔ آخری سورت (الناس) کا درس ۲۴، مارچ ۱۹۹۵ء کے الاعتصام میں شائع ہوا۔

اس کے بعد ۳۱، مارچ ۱۹۹۵ کو سورۃ فاتحہ سے آغاز ہوا۔ جو ۲۷، مارچ ۱۹۹۸ء تک چلا۔ اس وقت تک سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۲۴۷ تک پہنچے تھے کہ یہ سلسلہ ختم ہو گیا۔

مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ لکھتے ہیں۔ کہ:

پروفیسر محمد صاحب نے مارچ کے مہینے میں سورت حدید سے قرآن مجید کا درس دینا شروع کیا۔ مارچ ہی میں قرآن کی آخری سورۃ والناس ختم کی۔ اور ان کے اس سلسلے میں مارچ کے مہینے کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ اس سلسلے میں اگر میں یہ عرض کروں: تو شاید بے جا نہ ہوگا۔ کہ قرآن مجید بھی انسان کو اعتدال (وسط) میں رہنے کی تلقین کرتا ہے۔ اسلام بھی اعتدال کا مذہب ہے۔ پروفیسر صاحب بھی مزاج اور عادات واطوار کے اعتبار سے معتدل تھے۔ اور مارچ کا مہینہ بھی موسم کے لحاظ سے معتدل مہینہ ہے۔

پروفیسر محمد صاحب نے ۱۵، فروری ۲۰۰۲ء ر یکم ذی الحجہ ۱۴۲۲ھ کو بہاول پور میں انتقال کیا۔ اور گوجرانوالہ میں اپنے والد محترم مولانا محمد اسمٰعیل سلفی کے پہلو میں دفن ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

نوٹ: پروفیسر محمد صاحب کے حالات مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ کی کتاب ''برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن'' سے ماخوذ ہیں۔

(۲۵)

مولانا محمد مدنیؒ

۱۳۶۵ھ ۱۴۲۲ھ

۱۹۴۶ء ۲۰۰۲ء

مولانا محمد مدنی بن مولانا حافظ عبدالغفور کا شمار علمائے فحول میں ہوتا ہے۔ آپ جمعیۃ اہلحدیث پاکستان کے نائب امیر بھی تھے۔

۱۳۶۵ھ مطابق ۱۹۴۶ء موضع گوگیرہ ضلع اوکاڑہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم حافظ عبدالغفور سے حاصل کی۔ اس کے بعد جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن، جامعہ سلفیہ فیصل آباد، جامعہ اثریہ فیصل آباد، جامعہ شرعیہ (مدینۃ العلم) گوجرانوالا اور جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ (سعودی عرب) سے تعلیم حاصل کی۔ اور سند فراغت لی۔

آپ نے جن اساتذہ کرام سے مختلف علوم اسلامیہ میں استفادہ کیا۔ ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

مولانا حافظ عبدالغفور (والد محترم) (م ۱۹۸۶ء)

مولانا محمد عبداللہ جھال خانوآنہ (م ۱۹۸۳ء)

مولانا حافظ محمد عبداللہ بڈھیمالوی (م ۱۹۸۷ء)

حضرت العلام مولانا حافظ محمد محدث گوندلوی (م ۱۹۸۵ء)

عصری تعلیم پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے عربی کیا۔ اور جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں مختلف اسلامی ممالک کے اساتذہ کرام سے استفادہ کیا۔

سند فراغت کے بعد کئی سال مسجد نبوی میں وعظ وتبلیغ اور درس حدیث دیتے رہے۔ حج کے موقع پر بھی مختلف مقامات پر آپ کا سلسلہ تقریر جاری رہتا تھا۔

مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

مولانا محمد مدنی ہمہ وقتی مبلغ تھے۔ انہیں تبلیغ کا بھی شوق تھا۔ اور کلمہ حق بلند کرنے اور لوگوں کو احکام خداوندی سے آشنا کرنے کا جذبہ بھی ان کے اندر پایا جاتا تھا۔ وہ عربی واردو کے اچھے خطیب، بہت اچھے مناظر، اور بہت اچھے مدرس تھے۔ علاوہ ازیں تصنیف وتالیف اور مقالہ نگاری کے میدان میں بھی قلم کے جوہر دکھائے۔

(دبستان حدیث ص۔ ۴۲۱۔۴۲۲)

مولانا مدنی کا صحافت سے بھی تعلق تھا۔ آپ نے ایک ماہنامہ رسالہ بنام ''حرمین'' جاری کیا۔ جس کے آپ مدیر اعلی تھے۔ اب یہ رسالہ آپ نے برادر خورد حافظ عبدالحمید عامر حفظہ اللہ کی ادارت میں شائع ہورہا ہے۔ اس رسالہ میں علمی، تحقیقی، دینی اور تاریخی مقالات شائع ہوتے ہیں۔ اور اخباری دنیا میں اس رسالہ کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

۱۹۷۹ء میں مدنی صاحب کے والد محترم حافظ عبدالغفور صاحب نے جہلم میں ایک دینی درسگاہ بنام ''جامعہ اثریہ'' قائم کیا۔ جو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آج بھی توحید وسنت کی اشاعت میں سرگرم عمل ہے۔ حافظ عبدالغفور صاحب نے ۱۹۸۶ء میں انتقال کیا۔ تو ان کے بعد مولانا مدنی نے جامعہ کا انتظام سنبھالا۔

مولانا محمد اسحاق بھٹی لکھتے ہیں۔ کہ

انتظام وانصرام اور تبلیغ دین اور ترویج کتاب وسنت میں وہ والد محترم کے نقش قدم پر چلے۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ جو کام والد محترم اپنی بیماری یا کسی اور وجہ سے مکمل نہیں کرپائے تھے۔ مولانا مدنی نے ان کاموں کی تکمیل کا عزم کیا۔ اور اس میں اللہ تعالیٰ نے ان کو کامیابی عطا فرمائی۔ (دبستان حدیث۔ ص۴۲۲)

تصانیف:

مولانا مدنی کی رشحات قلم کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ مرزائی غیر مسلم کیوں۔

۲۔ دوندے جانور (دو دانت والے) کی قربانی

۳۔ پیر عبدالقادر جیلانی کی نماز

۴۔ قرآن پاک اور شیعہ (عربی)

وفات:

مولانا مدنی نے ۱۸، فروری ۲۰۰۲ء کو لاہور میں وفات پائی اور جہلم میں اپنے والد کے پہلو میں دفن ہوئے۔ عمر ۵۶ برس تھی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

(۲۶)

شیخ الاسلام محمد بن فخر الدین دہلویؒ

شیخ الاسلام محمد بن فخر الدین بن محبّ اللہ بن نوراللہ بن نورالحق بن شیخ عبدالحق دہلوی مشہور محدثین میں سے تھے۔علوم دینیہ کی تحصیل اپنے والدمحترم حافظ فخر الدین دہلوی سے کی۔اور حدیث کی سند واجازت انہی سے حاصل کی مولانا ضیاء الدین اصلاحیؒ لکھتے ہیں کہ

شیخ الاسلام محمد بن حافظ فخر الدین دہلوی کوعلمی فضیلت کے ساتھ دینی وجاہت بھی حاصل تھی۔محمد شاہ کے عہد میں صدرالصدور کے منصب پر فائز تھے۔جب نادر شاہ نے دہلی پر حملہ کیا تھا۔تو وہ شاہجہان آباد (دہلی) میں مقیم تھے۔یہ بڑا پراشوب دور تھا۔ سکھوں، مرہٹوں اور جاٹوں کی شورش نے قیامت برپا کررکھی تھی۔اسی زمانہ میں وہ صحیح بخاری کی شرح تحریر فرمارہے تھے انہوں نے شرح کے نصف اول کے آخر میں اپنے زمانہ کے ابتر حالات کا بڑے دکھ سے ذکر کیا ہے۔

(تذکرہ المحدثین ۳/۳۸۸)

تصانیف:

۱۔شرح الجامع صحیح بخاری (فارسی)

۲۔کشف الغطاء عما الزم للموتی علی الاحیاء

اس کتات میں تجہیزوتکفین کے بارے میں مسائل بیان کئے گئے ہیں۔دہلی سے دومرتبہ شائع ہوچکی ہے۔

۳۔طرد الاوہام عن اثر الہمام (اس کتاب کا موضوع اثبات مذہب امام ابوحنیفہؒ ہے)
(حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ص۲۶۲)

شرح صحیح بخاری کا تعارف:

مولانا ضیاء الدین اصلاحیؒ نے شرح صحیح بخاری کا تعارف درج ذیل الفاظ میں کرایا ہے۔

مولانا مرحوم فرماتے ہیں۔

شرح صحیح بخاری شیخ الاسلام محمد بن حافظ فخر الدین دہلوی کی سب سے اہم تصنیف ہے۔ جو فارسی میں لکھی گئی۔اور شیخ نورالحق شرح بخاری فارسی تیسر القاری کے حاشیہ پر چھپی ہے (تیسر القاری نواب محمد علی خاں بہادر صولت جنگ والی ریاست ٹونک کی ایما سے مطبع علوی محمد علی بخش لکھنو سے پانچ جلدوں میں شائع ہوئی)

اس کا قلمی نسخہ خدا بخش لائبریری پٹنہ میں دو جلدوں میں موجود ہے: ان جلدوں میں تقریباً نصف بخاری کی شرح آ گئی ہے۔ غالباً آخری نصف حصہ وہ اپنے زمانہ کے حالات کی وجہ سے مکمل نہیں کر سکے اور اس کے تکمیل ملا احسن الملقب حافظ پشاوری نے کی۔

شرح دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ شیخ نورالحق کی شرح کے مقابلہ میں زیادہ مفصل ہے۔شروع میں ایک مقدمہ ہے، جس میں حدیث کی اصطلاحات، امام بخاری کے حالات، صحیح بخاری کی خصوصیات، وجہ تصنیف، صحیح کے شرائط، تعداد احادیث، تراجم ابواب، تعلیقات، اس کے طرق وروایات اور اسناد وغیرہ پر بحث وگفتگو کی ہے۔شرح میں احادیث کے ترجمہ وتشریح کے ضمن میں لفظوں کی تحقیق، قریب المعنی لفظوں کے معنوی فرق کی وضاحت، نحو اعراب کے مسائل، راوی کے ناموں کا صحیح تلفظ، اور ان کے سنن وفات دیئے گئے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک آ گیا ہے۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا

پورا نسب نامہ تحریر کیا ہے۔ فقہی وکلامی مسائل پر سیر حاصل روشنی ڈالی ہے۔ ابواب سے احادیث کی مناسبت اور نسخوں کے فرق واختلاف کو جابجا واضح کیا ہے۔

شرح کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے۔ کہ اس میں امام نووی کی شرح مسلم، حافظ ابن حجر کی فتح الباری، شیخ عبدالحق کی شروح مشکوہ اور شیخ نورالحق کی شرح بخاری سے خاطر خواہ استفادہ کیا ہے۔ وہ شیخ عبدالحق کا ذکر بڑی عقیدت واحترام سے کرتے ہیں۔ اور انہیں ''شیخ اجل'' لکھتے ہیں اور ان کے خیالات جابجا نقل کرتے ہیں۔

(تذکرہ المحدثین ۳/۳۸۹)

شیخ الاسلام محمد کا سن ولادت وفات معلوم نہیں ہوسکا۔

(۲۷)

مولانا محمد بن عیسیٰ بکنویؒ

ولادت : ۱۲۶۵ھ

۱۸۴۹ء

مولانا محمد بن عیسی اپنے زمانے کے نامور علماء میں سے تھے۔ان کا سن ولادت ۱۲۶۵ھ مطابق ۱۸۴۹ء ہے۔ اور ان کا مولد موضع ''کیگی'' من مضافات حافظ آباد (مغربی پنجاب) ہے ان کے والد محترم شیخ عیسیٰ نے موضع کیگی کی سکونت ترک کر کے موضع بکنہ میں قیام پذیر ہو گئے۔جس کی وجہ سے بکنوی ان کے نام کا لاحقہ ہو گیا۔

مولانا محمد کی تعلیم کا آغاز حفظ قرآن مجید سے ہوا۔ اس کے بعد صرف ونحو کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ اس کے بعد ان کے دادا جو مولانا غلام رسول آف قلعہ میہاں سنگھ کے شاگرد تھے۔ان کو مولانا قلعوی کے پاس چھوڑ گئے۔مولانا محمد مولانا غلام رسول کے پاس تین سال رہے۔اوران سے علوم عالیہ وآلیہ میں استفادہ کیا۔مولانا غلام رسول سے مستفیض ہونے کے بعد مولانا محمد بکنوی نے جن اساتذہ کرام سے مختلف علوم میں تعلیم حاصل کی۔ان کے نام یہ ہیں۔

مولانا محمد بشیر سہسوانیؒ

مولانا قاضی بشیر الدین قنوجیؒ

مولانا نور کریم دریا آبادیؒ

اور طب کی تحصیل مولانا محمد بن محمد ولی مہانی لکھنویؒ سے کی۔

حدیث کی تحصیل شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی سے کی۔

مولانا نواب قطب الدین خاں دہلوی سے بھی حدیث کی سندواجازت حاصل کی۔

ان کی حدیث کی تحصیل کے بارے میں مولانا حکیم سید عبدالحی الحسنی (م ۱۳۴۱ھ) فرماتے ہیں۔

ثم مسافر الی دھلی وقرا جامع ترمذی وصحیح بخاری علی مولانا السید نزیر حسین الدھلوی المحدث وسمع علیه غیرھما من الصحاح والسنن فاجازہ الشیخ اجازۃ عامة، واجازہ الشیخ قطب الدین الحنفی الدھلوی۔

جامع ترمذی اور صحیح بخاری مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی سے پڑھی، اور ان سے ہی ان دونوں کے علاوہ صحاح اور سنن بھی پڑھ کر پھر شیخ محدث دہلوی نے ان کو ان کتابوں کی اجازت عامہ عنائت فرمائی۔ اور مولانا نواب قطب الدین خاں حنفی دہلوی نے بھی آپ کو اجازت دی۔ (نزہۃ الخواطر ۳۹۸/۸)

فراغت تعلیم کے بعد دہلی سے واپس اپنے وطن آئے۔ اور اپنے وطن میں مختصر قیام کے بعد گجرات (مغربی پنجاب) میں قیام پذیر ہوئے۔ اور درس وتدریس اور لوگوں کو فائدہ پہنچانے میں مشغول ہو گئے۔ مولانا حکیم عبدالحی لکھتے ہیں۔

ثم رجع لی موطنه وسکن بگجرات من بلاد پنجاب وعکف علی درس والافادہ ومداواۃ الناس۔ (نزھة الخواطر ۳۹۸/۸)

آپ نے کئی ایک رسائل مختلف موضوعات پر تصنیف کئے۔ جن کی تفصیل معلوم نہیں ہو سکی۔ آپ سلفی العقیدہ تھے۔ صاحب نزہۃ الخواطر لکھتے ہیں۔

وکان ممن لایلتزم المذھب المعین و لا یقلد احد من الائمة۔

آپ اپنے اوپر کسی معین مذہب کو لازم نہیں سمجھتے تھے۔ اور نہ کسی امام کی تقلید کرتے تھے۔ (نزہۃ الخواطر ۳۹۸/۸)

مولانا محمد بن عیسیٰ کا سن وفات معلوم نہیں ہو سکا۔

(۲۸)

مولانا محمد بن عبداللہ الظاہری

ولادت : ۱۳۴۶ھ

۱۹۲۷ء

مولانا محمد بن عبداللہ الظاہری کا سن ولادت ۱۳۴۶ھ/۱۹۲۷ء ہے مولد و مسکن ضلع تھر پارکر تحصیل ڈیپلو کا قصبہ گوٹھ کھڈائی ہے۔

عصری تعلیم پرائمری تک ہے آپ نے جن اساتذہ کرام سے مختلف ادوار میں علوم عالیہ وآلیہ میں تعلیم حاصل کی ان کے نام درج ذیل ہیں۔

مولانا محمد عمر جونیجو (مترجم وشارح مشکوۃ)

مولانا خلیل احمد پنجابی

مولانا محمد یعقوب میمن

مولانا نور محمد لوہار

مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی

مولانا مفتی رشید احمد

مولانا سلیم اللہ

مولانا غلام قادر میمن

مولانا ظفر احمد عثمانی

مولانا عبدالمالک کاندھلوی

مولانا عبدالغنی جابروی

مولانا عبداللہ درخواستی

فراغت تعلیم کے بعد مولانا محمد ظاہری نے باقاعدہ درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا اور آپ نے کئی ایک دینی مدارس میں تدریسی خدمات انجام دی۔ ان مدارس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ مدرسہ اسلامیہ کھتیلاری تحصیل ڈیپلو ضلع تھرپارکر

۲۔ مدرسہ دارالقرآن والحدیث ڈیپلو ضلع تھرپارکر

۳۔ مدرسہ مظہر العلوم رحمان آباد

۴۔ مدرسہ نورالاسلام میتھری کھوئی

۵۔ مدرسہ دارالارشاد پیر جھنڈو

۶۔ مدرسہ محمدیہ آزاد پیر جھنڈو (نیوسعید آباد)

۷۔ مدرسہ بحرالعلوم وسلفیہ میرپورخاص

۸۔ مدرسہ تعلیم القرآن والحدیث حیدرآباد

۹۔ مدرسہ محمدیہ۔ ٹنڈوغلام علی

تصانیف:

مولانا محمد الظاہری عربی، اردو اور سندھی زبانوں کے نامور مصنف ہیں آپ کی تصانیف کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ لغات القرآن	سندھی اور اردو زبان میں ہے۔
۲۔ تفسیر سورۃ فاتحہ	سندھی
۳۔ مضامین قرآن	سندھی
۴۔ تقلید کارد	سندھی

۵۔ تحقیق احوال ابی حنیفہ واصحابہ بروایات ائمہ الحدیث واہلہ ہے — عربی۔ اردو دونوں زبانوں میں

۶۔ اسماء الحسنٰی	عربی
۷۔ حنفیت کا تعارف	سندھی
۸۔ البرہان من الحدیث والقرآن	سندھی
۹۔ کتاب التوحید	اردو
۱۰۔ بشریت رسول	سندھی
۱۱۔ فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا	شاہ بدیع الدین کی کتاب کا اردو ترجمہ
۱۲۔ نماز حنفی	سندھی
۱۳۔ خطبات محمدی (۳ جلد)	سندھی
۱۴۔ قائد لشکر کے عقائد اور گمراہی	
۱۵۔ قائد لشکر کے غیر اسلامی عقائد	

تلانذہ:

مولانا الظاہری کے تلانذہ کی فہرست طویل ہے۔ مشہور تلانذہ کے نام درج ذیل ہیں۔

مولانا عبدالغنی

مولانا عبدالرزاق

مولانا عبدالقیوم

مولانا شمس الدین جدالانی

مولانا محمد رحیم

مولانا عبدالرحیم

مولانا سید قاسم شاہ راشدی

مولانا مفتی عبدالکریم

مولانا محمد خاں محمدی

مولانا عبدالخالق

مولانا محمد مبارک

مولانا محمد بلال جونیجو

مولانا حبیب اللہ

نوٹ: مولانا الظاہری کے یہ حالات مورخ اہلحدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظ اللہ کی کتاب ''برصغیر کے اہلحدیث خدام القرآن'' سے ماخوذ ہیں۔

کتابیات

نمبر	کتاب	مصنف
۱۔	اتحاف النبلاء	مولانا سید نواب صدیق حسن خاںؒ
۲۔	اخبار الاخیار	شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ
۳۔	الفیوض المحمدیہ	مولانا محمد ابراہیم خلیل فیروز پوری
۴۔	الیانع الجنی	علامہ محمد محسن ترہتیؒ
۵۔	بستان المحدثین	شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ
۶۔	برصغیر کے اہل حدیث خدام القرآن	مولانا محمد اسحاق بھٹی
۷۔	پنجاب کا عظیم مصلح	مولانا معین الدین لکھوی
۸۔	پرانے چراغ	مولانا ابوالحسن علی ندویؒ
۹۔	تاریخ ابن خلکان	علامہ ابن خلکانؒ
۱۰۔	تاریخ ادب عربی	مولانا عبدالرحمان طاہر سورتیؒ
۱۱۔	تاریخ دعوت وعزیمت جلد دوم	مولانا ابوالحسن علی ندویؒ
۱۲۔	تذکرہ الحفاظ	حافظ شمس الدین ذہبیؒ
۱۳۔	تذکرۃ المحدثین	مولانا ضیاء الدین اصلاحیؒ
۱۴۔	تذکرہ علمائے خانپور	قاضی محمد عبداللہ خان پوریؒ
۱۵۔	تذکرہ علمائے اہلحدیث	میاں محمد یوسف سجاد
۱۶۔	تراجم علمائے حدیث ہند	مولوی ابو یحیٰی امام خاں نوشہرویؒ
۱۷۔	تقصاد جیوا الاحرار من تذکار جنود الابرار	مولانا نواب صدیق حسن خاںؒ
۱۸۔	حیات عبدالحیؒ	مولانا ابوالحسن علی ندویؒ
۱۹۔	حیات شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ	پروفیسر خلیق احمد نظامیؒ
۲۰۔	دبستان حدیث	مولانا محمد اسحاق بھٹی
۲۱۔	شخصیات	پروفیسر محمد سرورؒ

۲۲۔ عون المعبود علی سنن ابی داؤد	مولانا شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادیؒ
۲۳۔ غایۃ المقصود فی حل سنن ابی داؤد	مولانا شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادیؒ
۲۴۔ قافلہ حدیث	مولانا محمد اسحاق بھٹی
۲۵۔ کشف الظنون	حاجی خلیفہ مصطفیٰ بن عبداللہ
۲۶۔ لولو محمدی	مولانا محمد جونا گڑھیؒ
۲۷۔ مآثر الکرام	علامہ آزاد بلگرامیؒ
۲۸۔ مفتاح الحاجہ شرح سنن ابن ماجہ	مولانا محمد علویؒ
۲۹۔ معیار الحق	مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی
۳۰۔ مقالات سلیمان جلد (۲)	مولانا سید سلیمان ندویؒ
۳۱۔ مولانا محمد سورتی	محترمہ فرزانہ لطیف صاحبہ
۳۲۔ نزہۃ الخواطر (جلد ۷/۸)	حکیم سید عبدالحی الحسنیؒ
۳۳۔ نقوش عظمت رفتہ	مولانا محمد اسحاق بھٹی
۳۴۔ ہندوستان میں اہلحدیث کی علمی خدمات	مولوی ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی
۳۵۔ یاد رفتگان	مولانا سید سلیمان ندویؒ

رسائل:

اہلحدیث لاہور (خدمات اہلحدیث نمبر)

اہلحدیث امرتسر (۹، اپریل ۱۹۲۰ء)

الاعتصام لاہور (۹، دسمبر ۱۹۴۹ء)

معارف اعظم گڑھ (دسمبر ۱۹۴۲ء)

نقوش لاہور (مکاتیب نمبر)

تذکرۃ المحدثین
مکتبہ ثنائیہ
بلاک 19، سرگودھا 0300-6040271